امیر المومنین سیّدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ کے فضائل ومناقب میں
۸۰ / صحیح وحسن مرفوع اور ۸۰ / موقوف روایات کا تاریخی مجموعہ
المسمی بہ .....

خَمْسُ أَربَعِیْنَات

الاوّل مِن روایات الصحیحین

والثانی بہامشہ من روایات غیر الصحیحین

والثالث مِن آثار الصحابة رضی اللہ عنہم اجمعین

والرابع من آثار التابعین رحمہم اللہ اجمعین

والخامس مِن أقوال أئمة المحدثین

المعروف بہ .....

فضائلِ معاویہؓ

صحیح ومستند احادیث وآثار کی روشنی میں

پسند فرمودہ

جانشین امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبد العلیم فاروقی صاحب مدظلہ

مرتب

ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی سہانپوری
خادم آل انڈیا تحریک تحفظ سنت و مدح صحابہ

شعبہ نشر واشاعت آل انڈیا تحریک تحفظ سنت و مدح صحابہ
مدرسہ حسینیہ نزد شاہ ولایت مسجد دیوبند

امیر المومنین سیّدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ کے فضائل ومناقب میں
۸۰ رصحیح وحسن مرفوع اور ۸۰ رموقوف روایات کا تاریخی مجموعہ
المسمی بہ....

خَمْسُ أَرْبَعِينَات

الاوّل من روایات الصّحیحین

والثانی بھامشہ من روایات غیر الصّحیحین

والثالث من آثار الصّحابۃ رضوان اللہ عنہم اجمعین

والرابع من آثار التابعین رحمہم اللہ اجمعین

والخامس من أقوال أئمۃ المحدّثین

المعروف بہ....

فضائلِ معاویہؓ

صحیح ومستند احادیث وآثار کی روشنی میں

پسند فرمودہ

جانشین امام اہل سنّت حضرت مولانا عبد العلیم فاروقی صاحب مدظلہ

مرتّب

ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی سہارنپوری

خادم آل انڈیا تحریک تحفظ سنّت ومدح صحابہ

شعبۂ نشر واشاعت آل انڈیا تحریک تحفظ سنّت ومدح صحابہ

مدرسہ حسینیہ نزد شاہ ولایت مسجد دیوبند

تفصیلات

نام کتاب: خمس اربعینات المعروف بہ فضائل معاویہؓ

مصنف: ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی

پسند فرمودہ: جانشین امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی

ترتیب: زین العابدین قاسمی بہرائچی 9670660363

صفحات: ۱۴۹

سن اشاعت: ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۰ء

فہرست

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ۔ اما بعد!

یوں تو سبائی اور رافضی ٹولہ اپنے وجود کے روزِ اول سے ہی حُبّ علی وحُبِ اہلبیت کی آڑ لے کر تمام صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف اپنے خبث باطنی کا اظہار کرتا آیا ہے، حضرات شیخین اور ازواج مطہرات سے لے کر اکابر واصاغر تمام تر صحابہ کی توہین وتذلیل؛ بلکہ تکفیر وتفسیق اس شیطانی جماعت کا محبوب مشغلہ رہی ہے؛ لیکن اس شریر ٹولے کے نشانے پر بطور خاص وہ صحابہ رہے جنھوں نے خلافت وحکومت سنبھال کر حضور ﷺ کی نیابت وجانشینی کا فریضہ انجام دیا اور کفار ومشرکین کی طاقت وقوت کو ملیا میٹ کر کے اسلامی سلطنت کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں اپنی زندگیاں صرف کیں، جنھوں نے یہود ونصاریٰ کو نہ صرف جزیرۃ العرب سے نکال باہر پھینکا؛ بلکہ روم وقسطنطنیہ وغیرہ میں ان کی ناقابل تسخیر اور سُپر پاور سمجھی جانے والی حکومتوں کو بھی جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ کفار ومشرکین اور یہود ونصاری کی طاقتوں کو مٹی میں ملانے والے صحابہٴ کرامؓ میں حضرات خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑا نام سیدنا معاویہؓ کا ہے، آپؓ نے بحری اور بری تمام راستوں سے دشمنانِ اسلام کا وہ حشر نشر کیا اور ان کی طاقت وقوت کے ایسے پرخچے اڑائے کہ رہتی دنیا تک جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

یہود ونصاری کی اسی پسپائی اور ذلت ورسوائی کا بدلہ لینے کے لیے ان کی ذریت ابن سبا کی قیادت و سیادت میں حُبّ علی واہلبیت کا نعرہ لگا کر صحابہٴ کرامؓ کے خلاف میدان میں آدھمکی، اور مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے اور اپنے آقا یہود ونصاری سے مسلمانوں کا رخ موڑنے کے لئے ان بدبختوں نے اپنی پوری طاقت وقوت صرف کردی، جناب رسالتمآب ﷺ نے پہلے ہی ان کے شر وفتنے سے امت کو آگاہ فرمادیا تھا؛ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے" **سیکون فی أمتی قوم ینتحلون حب اھل البیت ، لھم نبز یسمون الرافضۃ، قاتلوھم فانھم مشرکون" (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۲۴۲۔ مجمع الزوائد ۹/۷۴۹ وقال الھیثمی اسنادہ حسن)** ترجمہ: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حُبِ اہلبیت کے مدعی ہوں گے اور اسی کو اپنی پہچان بنائیں گے، اُن کا نام رافضی ہوگا، تُم ان سے قتال کرنا اس لئے کہ وہ مشرک ہوں گے (دھوکہ دینے کے لئے اہلبیت کا نام استعمال کریں گے)۔

یہی لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں میں ابتری پھیلانے کے لئے اولاً؛ خلیفہٴ رسول حضرت عثمانؓ

کو بیدردی کے ساتھ شہید کیا؛ اور پھر سزا سے بچنے اور مزید افتراق وتشتت کی فضاء ہموار کرنے کے لئے حبِ علی کا نعرہ لگا کر حضرت علیؓ کے گرد جمع ہوئے اور جنگ جمل میں ام المؤمنین عائشہؓ کے ساتھ اور صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح وصفائی کی تمام کوششوں کو ناکام کرنے میں لگے رہے، اور پھر انھیں بدبختوں نے حضرت علیؓ کو شہید کروایا، انھیں کی شرارتوں اور مکاریوں کے باعث کئی سالوں تک مسلمانوں کے لشکر کفار ومشرکین کے بجائے آپس میں ہی دست وگریباں رہے، حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ بنے تو آپؓ نے فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق مسلمانوں کی باہم قتل وخونریزی کو روکنے کے لئے ایثار کا مظاہرہ فرمایا اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ مصالحت فرما کر معاویہؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرکے سالوں سے چلی آرہی مسلمانوں کی اس باہمی خونریزی کا سد باب فرمادیا، اس عظیم مصالحت کے بعد انھیں بدبخت سبائیوں نے حضرت حسنؓ کی توہین وتذلیل کی؛ بلکہ آپؓ پر حملہ کرکے کرکے شہید کرنے کی بھی پلاننگ کی؛ لیکن مصالحت کے بعد جب حضرت معاویہؓ امت مسلمہ کے اتفاقی خلیفہ بن گئے تو اِن کی ساری عیاریاں ومکاریاں دھری کی دھری رہ گئیں۔

حضرت معاویہؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے مسلمانوں کو اندرونی طور پر متحد ومضبوط کیا اور تمام تر شر پسند عناصر وسبائی ذریتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ٹھکانے لگایا، اس کے بعد کفار ومشرکین کے خلاف جہاد کی سرگرمیوں کو (جو آپسی اختلافات کی وجہ سے رک گئیں تھیں) پوری طاقت وقوت کے ساتھ از سرِ نو پھر سے شروع کیا اور مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کا فائدہ اٹھا کر اسلامی علاقوں کو ہڑپنے کا خواب دیکھنے والے عیسائی بادشاہوں کے شہروں پر پے درپے ایسے حملے کئے کہ ان کے اوسان خطاء ہوگئے اور انھیں اپنے ہی شہروں وعلاقوں کو بچانا مشکل ہوگیا۔

حضرت معاویہؓ کی حکومت میں مسلمانوں کی یہ عظیم کامیابی اور مثالی اتحاد واتفاق سبائی ذریتوں کو ایک آنکھ نہ بھایا اور انھوں نے حضرت معاویہؓ کی ذاتِ گرامی کو مطعون ومجروح کرنے لئے بیشمار اوچھے وناپاک ہتھکنڈے استعمال کئے، لاتعداد الزامات واتہامات لگائے؛ حتی کہ حضرت معاویہؓ اور آپؓ کے خاندان کی مذمت میں حدیثیں گھڑنے سے بھی گریز نہیں کیا، مزید یہ کہ اپنی گھڑی ہوئی جھوٹی وموضوع روایتوں کو نہایت بے شرمی کے ساتھ صحیح بتا کر عوام میں نشر کیا اور حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت میں وارد احادیث صحیحہ وحسنہ کی علی الاعلان تکذیب وتضعیف کی، یہ سلسلہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فوراً بعد شروع ہوا اور مسلسل چلتا رہا۔

ائمہ محدثین نے سلفاً وخلفاً اس فتنے کا مقابلہ کیا اور حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت میں وارد احادیث کو اپنی کتب میں مستقل ابواب وفصول کے تحت بیان کیا، آپؓ پر لگائے جانے والے الزامات کے مدلل ومفصل جواب تحریر کئے بلکہ بعض اجلہ محدثین نے تو حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں اور بعض نے آپؓ

کے دفاع میں مستقل کتب تحریر فرمائیں، نتیجہ یہ ہوا کہ روافض کے مغالطوں اور وسوسوں سے امت باخبر ہوگئی اور اہلسنت کے یہاں حضرت معاویہؓ کی فضیلت و منقبت ایک امرِ مسلم سمجھی جانے لگی۔

ابھی کچھ دنوں سے ہمارے ہندوستان میں سلمان ندوی نامی ایک شخص نے اپنے بیانات اور تحریروں کے ذریعے صحابۂ کرامؓ بالخصوص سیدنا معاویہؓ پر سب وشتم کا سلسلہ شروع کیا، اور شیعوں کے انھیں پرانے اعتراضات و وساوس کو (جن کا صدیوں پہلے ہی علماء اہلسنت دنداں شکن جواب دے چکے ہیں) اپنی تقریروں و تحریروں میں بیان کر کے یہ تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی کہ حضرت معاویہؓ کے فضائل میں وارد تمام احادیث جھوٹی اور موضوع ہیں، ہندوستان بھر سے متعدد علماء نے سلمان ندوی کی گمراہیوں اور اکاذیب کا مدلل و محقق رد فرمایا اور اس کے تمام تر گمراہانہ دعووں و مغالطوں کا پردہ چاک کیا اور مسلسل کر رہے ہیں۔

ناچیز کی یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، بحمداللہ یہ کتاب سبائی ذریت اور رافضی ٹولے کی اس گمراہی کا کافی شافی جواب ہے کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اس کتاب کے مقدمے میں اولاً ان محدثین کے اقوال کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جن سے طاعنین معاویہ استدلال کرتے ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلاف محدثین کے یہاں معاویہؓ کی فضیلت و منقبت میں ابواب قائم کر کے حدیثیں جمع کرنے کا بلکہ اس عنوان پر مستقل تصانیف لکھنے کا تعامل و توارث روزِ اول سے مسلسل جاری و ساری ہے، مقدمے کے بعد تقریباً ۸۰ مرفوع روایات فضیلتِ معاویہؓ میں پیش کی گئی ہیں، جن میں سے چالیس روایات تو بخاری و مسلم کی ہیں جن کی صحت پر امت کا اجماع و اتفاق ہے، مزید چالیس روایات ایسی ہیں جن کے ساتھ علماء محدثین کی تصحیح و تحسین بھی باحوالہ لکھ دی گئی ہے، مزید صحابہ و تابعین کے چالیس چالیس آثار و اقوال بھی نقل کیے گئے ہیں جو حدیث موقوف کے حکم میں ہیں اور ان میں بھی اکثر کی سندیں بالکل صحیح و بے غبار ہیں، آخر میں اتمامِ حجت کے طور پر فضیلتِ معاویہؓ میں ائمہ محدثین کے چالیس اقوال بھی نقل کر دیئے گئے ہیں تا کہ ناظرین و قارئین کو اندازہ ہو جائے کہ حضرت معاویہؓ کی شان و منقبت بیان کرنے پر چودہ سو سال کے تمام اہلسنت محدثین کا اجماع و اتفاق ہے اور سبائی ذریت کے علاوہ تمام اہل حق کے نزدیک معاویہؓ کی فضیلت مسلمہ و متفقہ امر ہے۔

صحابیِ رسول کی برکت اور بزرگوں کی دعاؤں و توجہات کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب امید سے زیادہ مقبول ہوئی اور قبولیت کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ معجزاتی طور پر بغیر کسی تیاری و ارادے کے اچانک اس کتاب کا اجراء دارالعلوم دیوبند کے مہمان خانے میں حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب زید مجدہ کے دستِ اقدس سے دارالعلوم کے تقریباً پندرہ اساتذہ کی موجودگی میں ہوا، اور انھیں اساتذہ کی موجودگی میں حضرت مہتمم صاحب زید مجدہ نے تقریباً پندرہ منٹ کتاب کی تعریف فرمائی اور متعدد خوبیاں شمار کرائیں؛ جبکہ اپنی

مرضی سے اگر اس طرح کے متبرک اجراء کے لئے ہزار کوششیں کی جاتی تو بھی شاید کامیابی نہ ملتی۔ فالحمد للہ
جیسے ہی کتاب طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی صحابہ کے دیوانے پروانہ وار ٹوٹ پڑے اور کورونا کی وجہ سے دیوبند کے تمام تر اداروں کے بند ہونے اور دیوبند میں زائرین و واردین کے بالکل نہ ہونے کے باوجود فون پر ہی صرف چوبیس گھنٹوں میں کتاب کے تقریباً تمام نسخے ختم ہو گئے؛ یہاں تک کہ جب مطالبہ کرنے والوں کا اصرار شدید ہوا تو اپنے بعض خاص علم دوست حضرات کے لئے بچا کر رکھے گئے نسخوں میں سے بھی اکثر دیدیئے گئے۔ ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء

کتاب کی مقبولیت اور لوگوں کے مسلسل مطالبوں کی وجہ سے دوسرا ایڈیشن بھی دیوبند چھپنے کے لئے دیدیا گیا ہے؛ اسی دوران سوشل میڈیا کے ذریعے جب کتاب کا شہرہ بیرونِ ملک پہنچا تو پاکستان کے متعدد احباب نے اس کتاب کی اشاعت وطباعت کے لئے اجازت کا مطالبہ کیا، چونکہ ناچیز اکثر حضرات سے ناواقف تھا اس لئے ہمارے نہایت قابل احترام دوست حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی مدظلہ کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ پاکستان میں جس مکتبے کو معتمد و مناسب سمجھیں اجازت مرحمت فرمادیں؛ اور پھر مولانا موصوف کی اجازت ووساطت سے ہی جناب بھائی غلام یٰسین صاحب مکتبہ دارالکتاب لاہور کو اس کی طباعت کے لئے اس شرط کے ساتھ اجازت دی گئی کہ من وعن طبع کریں اور کتاب کے کسی بھی مضمون سے چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے، باقی جیسا کہ اوپر عرض کردیا گیا کہ کتاب سے متعلق تمام تر معاملات میں جناب مولانا ساجد خان صاحب پاکستان میں ہمارے نمائندے ہیں اس لئے آئندہ اس سلسلے میں انھیں سے رابطہ کیا جائے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر حضرت مولانا مفتی شکیل منصور قاسمی صاحب زیدمجدہ کا تذکرہ نہ کیا جائے، مفتی صاحب مدظلہ نے شفقت فرماتے ہوئے ناچیز کی خواہش پر پوری کتاب پر بالاستیعاب نظر فرمائی اور بعض جگہ مناسب تعدیل وترمیم بھی فرمائی۔ فجزاہ اللہ خیرا

آخر میں تمام اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ کتاب میں جہاں بھی کوئی علمی وتحریری غلطی یا نامناسب تعبیر نظر آئے فوراً ناچیز کو مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ اصلاح کرلی جائے گی۔

دعاء ہے کہ رب ذوالجلال اس کتاب کے نفع کو عام وتام فرما کر مصنف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور اس کی اشاعت وطباعت میں کوشش کرنے والے حضرت مولانا ساجد خان صاحب اور بھائی غلام یٰسین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ آمین و ماتوفیقی الا باللہ فقط

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی سہارنپوری

۳/ جمادی الاولی ۴۲ھ بروز ہفتہ

دعائیہ کلمات

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف حضرت مولانا ومفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب زید مجدہم
شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم دیوبند

امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابیت کے عمومی شرف کے ساتھ متعدد خصوصی امتیازات اور فضائل بھی حاصل ہیں، جن کا تذکرہ احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ وتابعین میں موجود ہے، علاوہ ازیں ائمہ محدثین نے اپنی تحریروں میں بھی ان کو واضح کیا ہے۔

ان سب کے باوجود اہل سنت والجماعت کے معتدل ومستقیم جادہ سے منحرف افراد وقتاً فوقتاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو ہدف تنقید بناتے رہتے ہیں اور ان کے بالمقابل اہل حق علماء واکابر کی جانب سے ان کے دفاع میں مختصر اور مفصل مضامین وتحریریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ پیش نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

مرتب کتاب جناب مولانا ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی زید فضلہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کو ۸۰ روایات صحیح وحسن احادیث اور ۸۰ موقوف روایات اور آثار کے عنوان سے جمع کردیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب متعدد اَربعینات کا مجموعہ بن گئی ہے۔

اللہ اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور امت کو فکری زیغ وضلال سے محفوظ فرمائے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۲۰/۶/۱۴۴۱ھ

تقریظ

قامع رفض وسبائیت، جانشین امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب مدظلہ
مہتمم دارالمبلغین لکھنؤ، ورکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند وندوۃ العلماء لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہود کی اسلام دشمنی سے کون ناواقف ہے؟ قرآن مجید، احادیث مبارکہ، آثارِ صحابہؓ اور تاریخ کی بے شمار شہادتیں اس کی گواہ ہیں۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دغاباز اور جعل ساز قوم کو پہلی مرتبہ مدینہ پاک سے نکالا اور حضرت فاروق اعظمؓ نے دوسری مرتبہ اپنے دورِ خلافت میں جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا (سورۂ حشر) مگر اس پُر مکر اور فتنہ پرور قوم کا بالکلیہ خاتمہ ہوا اور نہ ہی اپنی تخریبی سازشوں سے وہ باز آئی۔

چنانچہ خفیہ طور پر دین اسلام کو بگاڑنے اور احادیث نبویہ کو غیر معتبر بنانے کے لیے اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس کی تفصیلات کا یہ موقع نہیں یہاں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلام کی مخالفت کے لیے مستقل ایک مذہب کی بنیاد ڈال دی جس کے دو اہم رکن قرار دیے: "تولا" اور "تبرا" انہیں دونوں ارکان کو سامنے رکھ کر قرآن مجید میں تحریف اور احادیث مبارکہ میں جھوٹی اور غلط روایات شامل کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کی بھرپور کوشش کی جو آج تک جاری ہے، مگر چونکہ قرآن پاک، احادیث نبویہ اور پوری شریعت کی حفاظت کے لیے اللہ رب العزت نے ایسے اسباب پیدا فرمادئے ہیں کہ اگر پوری دنیا مل کر بھی ان کو مٹانے یا اس میں تخریب کاری کی کوشش کرے تب بھی اس کا مقد پورا نہیں ہوسکتا۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے؛ اس لیے اس کو امت تک پہونچانے اور بعد کے لوگوں تک اس کو منتقل کرنے کے لیے صحابۂ کرامؓ کی جماعت کو اپنے وعدے کی تکمیل کا ذریعہ بنا کر پیدا کیا جو قرآن کے سب سے پہلے مخاطب ہیں، سبائی گروہ نے اس پوری جماعت کو اسی لیے غیر معتبر قرار دیا تاکہ قرآن مجید مشکوک ہو جائے، اسی طرح احادیث مبارکہ جس کا سارا دارومدار صحابۂ کرامؓ ہیں اگر کسی حدیث میں صحابی کا نام نہ ہو تو اس کو امت قبول نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایسے رجال کار پیدا فرمائے جنھوں نے اسماء الرجال کا فن قائم کر دیا (اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے) اس فن کے ذریعہ احادیث کی صحت وسقم کا آسانی سے پتہ لگ جاتا ہے۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں بعض جاہل قسم کے مولوی نما لوگ اور قبروں کے مجاورین سبائی مشن کی

اتباع میں تخریب دین کے لیے اپنی جہالت کا مظاہرہ کررہے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ سے قرابت ونسبت رکھنے والے، کاتب وحی، خلفائے راشدین کے معتمد علیہ، جماعت صحابہؓ وتابعین کے ممدوح، علم وعمل، فقہ اجتہاد میں ممتاز صحابی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید وتبصرہ کرنے کی جسارت کرنے لگے ہیں، جاہلانہ تعصب، نام نہاد نسبی عناد نے ان کو اس حد تک بے باک بنادیا ہے کہ وہ صحابہؓ پر جرح کرتے ہوئے نہیں جھجکتے، حالانکہ بڑے سے بڑے ناقدین حدیث اور جرح وتعدیل کے اماموں کی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ کسی ادنیٰ صحابی کی جرح تو دور کی بات ہے تعدیل بھی کرتے؛ کیونکہ تمام صحابۂ کرامؓ کی عدالت وثقاہت بلا استثناء اہل سنت وجماعت کے نزدیک نصوصِ قطعیہ سے ثابت اور مسلّم ہے۔

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ قرآن وحدیث سے بے بہرہ اور مقامِ صحابہؓ سے ناواقف افراد ہی اس قسم کے تخریبی کام انجام دے سکتے ہیں اور یہ اتنا خطرناک کام ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نحوست سے توبہ کی توفیق سے بھی محروم کردیتا ہے۔ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا

حضرت معاویہؓ کی سب سے بڑی فضیلت ان کی صحابیت ہے، صحابۂ کرامؓ اگرچہ معصوم نہیں مگر بعد والے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ہوش سلامت رکھیں، چودہ سو سال سے پوری امت کا یہی عمل رہا ہے، اور اسی میں عافیت ہے، اگر ان کے فضائل میں ایک بھی حدیث نہ ہوتب بھی ان کا صحابی ہونا پوری امت کے لیے موجب احترام ہے؛ کیونکہ صحابیت کوئی کسبی چیز نہیں بلکہ وہبی دولت ہے۔

میرے عزیز بلکہ اعز العزیز قابل احترام مولانا ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی زید رشدہ نے حضرت معاویہؓ کے مناقب کے سلسلے میں ”خمس أربعينات في فضائل خال المؤمنين والمؤمنات“ المعروف ب ”فضائل معاویہؓ“ کے نام سے احادیث واخبار کا ایک عظیم ذخیرہ جمع کیا ہے جو تمام علمائے کرام کے لیے ایک قابل تقلید عمل ہے۔ مولانا موصوف اس کارِ خیر کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی قبول فرمائے اور امت کو فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

عبدالعلیم فاروقی
مہتمم دارالمبلغین لکھنؤ
۲۲/ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

تقریظ

فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت مولانا و مفتی شکیل منصور صاحب قاسمی زید مجدہ

شیخ الحدیث سورینام جنوب امریکہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف المرسلين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين

بلاتفریق رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہ آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں، ان کے عقائد و ایمان، دیانت وتقوی، صدق واخلاص کی سند خود رب العالمین نے قرآن پاک میں دی ہے پھر نبی کریم ﷺ کی زبانی انہیں چراغ راہ اور نجوم ہدایت قرار دے کر ان کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے، ان کے ہر ہر فرد کے اجتماعی وانفرادی کردار واعمال فرزندان توحید کے لیے قیامت تک کے لیے مشعل راہ ہیں، وہ انبیاء کی طرح اگر چہ معصوم تو نہیں تھے؛ لیکن بر بنائے بشریت اجتہادی واضطراری جو غلطیاں ان سے ہوئیں، رب کریم نے سب پہ معافی کا قلم پھیر کر علی الاطلاق سب کو اپنی رضا کا پروانہ "رضی اللہ عنہم" عطا کر دیا۔

برگزیدہ، پاکباز، پاک طینت، وفا شعار وجان نثار یہی وہ جماعت ہے جن کے ذریعہ ہم تک قرآن وسنت اور نبی کریم کی سیرت طیبہ پہونچی، انہی کے ذریعہ اسلام کا تعارف ہوا، انہی کے سینوں میں کلام الہی محفوظ ہو کر ہم تک پہونچا، اگر تنقید وتنقیص کے ذریعہ انہیں غیر معتبر قرار دیدیا گیا تو پھر تو اسلام کی عمارت ہی منہدم ہو جائے گی، نہ قرآن معتبر بچے گا نہ سنت طیبہ پہ اعتبار ووثوق باقی رہے گا! پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ صحابہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے؛ سب کے سب ثقہ، عادل، قابل اعتبار واستناد ہیں، ان کی ثقاہت وعدالت پہ نصوص قطعیہ موجود ہیں، ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑنے والے گرد وغبار کی قسمیں قرآن میں کھائی گئی ہیں، بلاچوں وچرا ان کی ثقاہت کو ماننا لازم وضروری ہے، کوئی ایک صحابی بھی فسق سے متصف نہیں ہوسکتا، ان کے آپسی اختلافات، بشری خطاؤں اور چپقلشوں پہ کف لسان کرنا باجماع امت واجب وضروری ہے، روایت حدیث ہی کی طرح عام معاملات زندگی میں بھی ان کی عدالت کی تفتیش یا ان کی کسی خبر پہ گرفت ہمارے لیے جائز نہیں ہے۔

ابتدا سے ہی روافض، شیعہ امامیہ اور سبائیوں نے جن بعض اصحاب رسول کے خلاف اپنے دل کی

کالک سے صفحات تاریخ سیاہ کیئے ہیں، ان میں حضور نبی اکرم ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی، کاتب اورام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ ابو عبدالرحمن معاویۃ بن صخر ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصی قرشی اموی کا شجرہ پانچویں پشت پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے، اور فتح مکہ سنہ ۸ ہجری کے موقع پر اسلام کا اظہار کیا اور پھر وفات نبوی سنہ ۱۱ ہجری یعنی تین سالوں تک صحبت خاصہ کا شرف ملا، اور پھر نہ صرف یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو صحابیت کا شرف حاصل ہوا؛ بلکہ آنحضرت سے بلا واسطہ احادیث بھی روایت کی ہیں، آپ نے حضور سے کل 163 حدیثیں روایت کی ہیں، چار حدیثوں پہ شیخین: بخاری ومسلم کا اتفاق ہے، جبکہ صرف بخاری میں چار اور صرف مسلم میں ان کی پانچ روایتیں آئی ہیں۔

رافضی دلالوں اور سبائی چیٹے بٹوں کا شیوہ رہا ہے، کسی زمانے میں بھی خال المومنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف گندہ ذہنی ولاف زنی کے ذریعے اپنے سڑے ہوئے دل ودماغ سے الفاظ واتہامات کی شکل میں بدبو دار ونفرت انگیز مادہ خارج کر طوفان گستاخی و بدتمیزی کھڑا کرنے سے گریز نہیں کرتے، وہ اس سلسلے میں بعض اکابر علمائے اہل سنت کی ادھوری یا محرف عبارات کے ذریعے عوام الناس میں تنقیص، توہین وتضحیک کا بازار گرم کیئے رکھتے ہیں۔ ہر چندکہ علماء محققین نے عربی زبان میں ان تمام گھسی پٹی بے بنیاد ومنحرف افکار وخیالات اور پھسپھسی باتوں کا مستقل تصانیف میں شافی، کافی ووافی جواب دیدیا ہے جو شیعی اور رافضی دلال صدیوں سے کہتے چلے آئے ہی؛ تاہم اردو خواں طبقے کی واقفیت وآگاہی کے لیے اردو زبان میں بھی ان ہفوات کا علمی وتحقیقی جائزلیا جانا ضروری تھا۔ اللہ بے انتہا جزائے خیر دے فاضل نوجواں، محب گرامی ابوحنظلہ مولانا عبدالاحد قاسمی زید مجدہ کو، انہوں نے سینکڑوں روایات صحیح وحسن، اقوال صحابہ، اقوال تابعین اور اقوال ائمہ سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پہ مشتمل زیر نظر شاہکار کتاب تحریر فرمائی ہے۔

کتاب کیا ہے؟ دریا بہ کوزہ کی اعلی مصداق! بندے نے لفظ بہ لفظ پڑھا ہے، بعض جزوی ناگزیر تعدیل بھی کی ہے۔ بڑی جانفشانی، ورق گردانی، عرق ریزی اور تلاش وتتبع کے بعد اس سلسلے کی تقریبا تمام مستند روایات وآثار جمع کردیئے ہیں، سلیس، شستہ اور رواں اردو زبان میں ان کے ترجمے بھی کیئے۔ طاعنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ جن اکابر علمائے اہل سنت کے اقوال سے غلط استدلال کرکے عوامی حلقوں میں بدگمانیاں پھیلاتے ہیں ان تمام اقوال وعبارتوں کا بڑی تحقیق، دیدہ ریزی اور جرات کے ساتھ جائزہ لیا اور ان اقوال کا صحیح اور درست محمل متعین کرکے رافضی دلالوں کے منہ پہ زور دار طمانچہ رسید کیا ہے۔ پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اپنی جامعیت، نافعیت، اختصار، حسن ترتیب، دلائل وبراہین کی فراوانی اور زبان و بیان کی شستگی کے باعث اس موضوع پہ اردو زبان میں دستیاب دیگر بیش قیمت مصادر ومراجع میں یہ کتاب

نمایاں مقام حاصل کرے گی۔ ان شاء اللہ

فاضل مؤلف ماشاء اللہ صالحیت وصلاحیت کے پیکر اور دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر سپوت ہیں، احقاق حق وابطال باطل میں اپنی بے لوث اور موثر خدمات کے باعث انہوں نے حلقۂ علماء میں خاص اعتبار ووقاراور منفرد شناخت حاصل کیاہے، خال المومنین کے فضائل پہ ان کی یہ علمی اور وقیع دستاویز" کار" نہیں، ان کا " کارنامہ" ہے، اللہ کتاب کو قبول عام عطا کرے، مؤلف کو میدان باطل میں سدا شمشیر بکف رکھے، ان کی صلاحیتوں سے امت کو خوب مستفید کرے اور انہیں دونوں جہاں میں اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین

شکیل منصور القاسمی بیگوسرائے
۱۹/ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی من کان نبیا و آدم بین الماء و الطین و علیٰ آله و اصحابه و ازاو اجه و ذریاته اجمعین و من اتبعهم باحسان الی یوم الدین اما بعد!

امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کی فضیلت ایک مسلمہ بدیہی حقیقت ہے، اللہ رب العزت نے آپؓ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو جو تقویت بخشی اور آپؓ کے ذریعہ اسلامی سلطنت کی جو توسیع ہوئی وہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔

آپؓ کے معتمد و معتبر ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جب فتح مکہ کے وقت آپؓ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اسی وقت جناب رسالت مآب ﷺ نے آپؓ کو اپنا خادمِ خاص ،مشیر اور کاتب مقرر فرمالیا اور آپ ﷺ کی وفات تک حضرت معاویہؓ خدمت اقدس میں رہے، حضور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپؓ کو اپنا مشیر خاص اور کاتب و امین بنا کر رکھا، صدیق اکبرؓ کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے آپؓ کی قابلیت، خلوص اور امانت و دیانت کو دیکھ کر ملکِ شام کی ولایت آپؓ کے سپرد کی، حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کی ولایت کو مزید توسیع دی اور پورا ملک شام آپؓ کی تحویل میں دیدیا۔

اندازہ کریں! جو ذات سرورِ دو عالم ﷺ کے دربار میں معتمد ہو اور پھر آپ ﷺ کے خلفاء نے جسے سر آنکھوں پر بٹھایا ہو اس کی معتبریت پر سوال اٹھانا؛ دراصل اپنے دین و ایمان کا جنازہ نکالنا ہے، امام ذہبیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

حسبك بمن یؤمره عمر ثم عثمان علی اقلیم ۔وهو ثغر۔ فیضبطه و یقوم به اتم قیام، ویرضی الناس بسخائه و حلمه ۔۔۔۔۔۔فهذا الرجل ساد و ساس العالم بکمال عقله و فرط حلمه و سعة نفسه و قوة دهائه و رأیه ۔۔۔۔۔۔و کان محبا الی رعیته ،عمل نیابة الشام عشرین سنة و الخلافة عشرین سنة ،ولم یهجه احد فی دولته ،بل دانت له الامم ،وحکم علی العرب والعجم ،وکان ملکه علی الحرمین ومصر والشام والعراق وخراسان وفارس والجزیرة والیمن والمغرب وغیر ذلك۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه)

”ترجمہ: (معاویہؓ کی عظمت بیان کرنے کے لیے) تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ جسے عمر بن خطابؓ اپنا گورنر مقرر کرے، پھر عثمانؓ اپنی سلطنت کی سرحدوں پر اسے تعینات کرے اور وہ پورے نظم وضبط اور مکمل

انتظام وانصرام کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو سنبھال کر رکھے اور لوگ اس کی سخاوت وحلم سے راضی رہیں (وہ کتنی بڑی شان والا آدمی ہوگا)۔ یہ آدمی (معاویہؓ) وہ ہے جس نے اپنی کمال عقلمندی، کثرت حلم، وسعت نفس اور فہم وفراست کے زور پر پورے عالم کی قیادت وسیادت کی، وہ اپنی رعایا سے محبت کرتے تھے، ملک شام میں بیس سال خلیفہ کے نائب بن کر رہے اور بیس سال خلیفہ بن کر رہے (اور اس چالیس سال کے طویل عرصے میں) آپ کے ملک (شام) میں کسی ایک فرد نے بھی آپ کی برائی نہیں کی، بلکہ تمام قومیں آپ کے قریب آتی گئیں اور آپ نے عرب وعجم پر حکومت کی، آپ کی وسیع وعریض حکومت حرمین، مصر، شام، عراق، خراسان، فارس، جزیرہ، یمن اور مغرب وغیرہ ملکوں وشہروں کو محیط تھی۔" انتہیٰ

سیدنا علیؓ سے جو لڑائیاں ہوئیں (اہلسنت کے اجماعی عقیدے کے مطابق ان لڑائیوں میں حضرت علیؓ حق پر تھے؛ لیکن حضرت معاویہؓ اجتہادی خطاء کی وجہ سے معذور وماجور تھے) ان میں اگرچہ صحابہؓ کی اکثریت حضرت علیؓ کے ساتھ تھی لیکن ایک بہت بڑی تعداد حضرت معاویہؓ کے ساتھ بھی تھی، امام ابن عساکر وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت معاویہؓ سے نقل کیا ہے:۔

لقد شهد معی صفين ثلاثمائة من اصحاب رسول الله ﷺ(تاريخ دمشق ۵۹/۲۱۶۔سیر اعلام النبلاء ۳/۱۵۷) "ترجمہ: صفین میں میرے ساتھ تین سو صحابہ شریک تھے۔"

پھر جب حضرت حسنؓ نے آپؓ کے ساتھ مصالحت فرمائی اور آپؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی تو اس وقت موجود تمام صحابہ نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا اور سبھی نے بالاتفاق حضرت معاویہؓ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا، آپؓ کا دور خلافت تقریباً بیس سال ہے؛ اس بیس سال کے طویل عرصے میں کسی ایک بھی صحابی نے آپؓ کی اطاعت وخلافت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں:۔

ادرکت خلافة معاوية عدة من اصحاب رسول الله ﷺ منهم: سعد، واسامة، وجابر، وابن عمر، وزيدبن ثابت، ومسلمة بن مخلد، وابو سعيد، ورافع بن خديج، وابو امامة، وانس بن مالك، ورجال اكثر ممن سمينا باضعاف مضاعفة، كانوا مصابيح الهدى، واوعية العلم، حضروا من الكتاب تنزيله، واخذوا عن رسول الله ﷺ تأويله، ومن التابعين لهم باحسان ان شاء الله منهم: المسور بن مخرمة وعبدالرحمن بن الاسود بن عبديغوث، وسعيدبن المسيب، وعروة بن الزبير وعبدالله بن محيريز فی اشباه لهم لم ينزعوا يداً عن مجامعة فی امة محمد ﷺ۔ (تاريخ دمشق ۵۹/۱۵۸)

"ترجمہ: اصحاب رسول ﷺ کی ایک بڑی تعداد نے حضرت معاویہؓ کا زمانۂ خلافت پایا جن میں سعد بن ابی وقاصؓ، اسامہ بن زیدؓ، جابر بن عبداللہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، مسلمہ بن مخلدؓ،

ابوسعید خدریؓ ،رافع بن خدیجؓ ،ابوامامہ باہلیؓ ،اورانس بن مالکؓ جیسے نہ جانے کتنے جلیل القدر صحابہ تھے جو سب کے سب ہدایت کے چراغ اور علم کے مینار تھے ،جنھوں نے قرآن پاک نازل ہوتے دیکھا اوراس کی تاویل وتفسیر بالمشافہہ جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی وسیکھی ،اسی طرح تابعین عظام میں بھی مسور بن مخرمۃؓ ، عبدالرحمن بن الاسود بن عبدیغوث ،سعید بن المسیبؒ ،عروہ بن الزبیرؒ اور عبداللہ بن محیریز جیسے بیشمار جلیل القدر حضرات موجود تھے ؛ان میں کسی نے بھی امت کی اجتماعیت کے خلاف جا کر حضرت معاویہؓ کی خلافت واطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔" انتہی

نوٹ ۔حضرت مسور بن مخرمہؓ کو امام اوزاعیؒ نے تابعین میں شمار کیا ہے جبکہ آپؓ صحابی ہیں ۔

حضرت معاویہؓ کی انھیں بیشمار خوبیوں کی وجہ سے سرکار دوعالم ﷺ نے آپؓ کے لیے بہت ساری دعائیں فرمائیں ،بہت ساری بشارتیں سنائیں ،آپؓ کی بہت ساری خوبیاں شمار فرمائیں ؛ جنھیں محدثین کرام نے مستقل ابواب وفصول کے تحت کتبِ احادیث میں نقل کیا ہے ،جس کی تفصیل آگے کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے ۔

جس وقت حضرت حسنؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے زمامِ خلافت آپ کے حوالے فرمائی اسی وقت عبداللہ بن سبا اوراس کی ذریت شیعہ وروافض کی ساری تخریبی اور خرافاتی سازشیں دم توڑ گئیں اور پھر آپؓ کی وفات تک انھیں کسی بھی طرح مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کا موقع ہاتھ نہیں آیا ،اپنی پوری پلاننگ کے یکسر ناکام ہو جانے پر ان کا غصہ بھڑک اٹھا اور انھوں نے جوش انتقام میں پہلے حضرت حسنؓ کو پریشان کیا ، برسرِعام آپؓ کی توہین وتذلیل کی ،آپ پر حملے کئے حتی کہ آپؓ کو زہر دے کر شہید کر دیا ،حضرت حسنؓ کے بعد انھوں نے حضرت معاویہؓ کی جانب رخ کیا ؛معاویہؓ کی زبردست طاقت وقوت اور رعب وداب کی وجہ سے کھلے عام تو انھیں بدتمیزی یا بدسلوکی کی جرأت نہیں ہوئی ؛ البتہ خفیہ انداز میں انھوں نے آپؓ کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لیے افواہیں پھیلائیں ،روایتیں گھڑیں ،جھوٹے الزامات واتہامات تراشے اوراس شدت وکثرت کے ساتھ کہ ان کی وضع کردہ روایات امت میں پھیل گئیں ،شومئ قسمت کہ انھیں شیعی اثرات کی وجہ سے بعض علمائے اہلسنت بھی یہ کہہ بیٹھے کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ۔

طاعنین معاویہؓ کے اعتراضات کا دفعیہ

اگرچہ محدثین نے حضرت معاویہؓ کے فضل ومنقبت والی روایات کو مستقل ابواب وفصول کے تحت بیان کر کے اور صراحت کے ساتھ ان کی تصحیح وتحسین فرما کر بلکہ مستقل کتابیں تصنیف فرما کر اس وسوسے کا بالکلیہ ازالہ فرمادیا ؛لیکن چودہ صدیاں گذرنے کے بعد پھر سے اہلسنت کے پردے میں چھپے بعض روافض

نے اسلاف میں سے بعض علماء کے مردود اور شاذ اقوال کو بطور سند و حجت پیش کر کے یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ حضرت معاویہ ؓ کی فضیلت و منقبت والی روایات واقعی غیر ثابت اور غیر صحیح ہیں، اُن کے اس مغالطے کا قلع قمع کرنے کے لیے ہم بعض محدثین کے ان بعض شاذ اقوال کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

طاعنین معاویہ ؓ نے بعض علمائے اہلسنت کے جن بعض اقوال سے اپنا غلط مطلب کشید کرنے کی کوشش کی ہے، ان میں سب سے مشہور تین محدثین کے اقوال ہیں:

(۱) امام اسحاق بن راہویہ ؒ کا قول

(۲) امام بخاری ؒ کی تبویب

(۳) امام نسائی ؒ کا واقعہ

ہم ان تینوں علماء کے اقوال کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) امام اسحاق بن راہویہ ؒ کے قول کا جائزہ

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم قال: سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب بن یوسف یقول: سمعت ابی یقول: سمعت اسحاق بن ابراھیم الحنظلی یقول: لا یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی فضل معاویۃ شیٔ۔ (الموضوعات لابن الجوزی ۲/۲۶۳۔ تاریخ دمشق ۵۹/۱۰۶)

ترجمہ: ابو عبداللہ حاکم کہتے ہیں: میں نے ابو العباس محمد بن یعقوب بن یوسف کو سنا: وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد یعقوب بن یوسف کی زبانی امام اسحاق بن ابراہیم حنظلی ؒ۔ ابن راہویہ۔ کا یہ قول سنا: معاویہ ؓ کی فضیلت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بھی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

امام اسحاق راہویہ ؒ کے اس قول کے متعدد جوابات دیئے جاسکتے ہیں:۔

جواب اول

امام اسحاق بن راہویہ سمیت اہلسنت کے تمام محدثین و فقہاء کا سلفاً و خلفاً اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت معاویہ ؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اللہ نے قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ ؓ کی فضیلت و منقبت بیان فرمائی ہے؛ لہذا نتیجہ نکلا کہ حضرت معاویہ ؓ کی فضیلت و منقبت اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے، جب یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت معاویہ ؓ کی فضیلت نص قرآنی سے ثابت ہے تو پھر احادیث میں فضیلت نہ ہو تو بھی آپ ؓ کی شان میں کوئی حرف آنے والا نہیں ہے، نفس صحابیت ہی ایسی عظیم الشان فضیلت ہے جس کی موجودگی میں کسی دوسری فضیلت کو تلاش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

اس لیے اگر بالفرض امام اسحاق بن راہویہ ؒ کی یہ بات درست ہو تو بھی اہلسنت کے زاویے سے اس

کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ شرف صحابیت کی وجہ سے حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت قرآن پاک میں اور حدتواتر تک پہنچی ہوئی احادیث میں موجود ہے لیکن خاص آپؓ کے نام کے ساتھ جو روایات نقل کی گئی ہیں؛ میری اپنی ذاتی تحقیق کے مطابق وہ سند کے اعتبار سے صحت کو نہیں پہنچتیں۔

جواب دوم

امام اسحاق راہویہؒ کی طرف اس قول کی نسبت ہی مشکوک ہے:

اولاً: اس لیے کہ امام اسحاقؒ سے اس قول کو نقل کرنے والے صرف ایک راوی "یعقوب بن یوسف اصم" ہیں اور یہ راوی وہ ہیں جن کی توثیق یا تضعیف ثابت نہیں، دوسرے الفاظ میں کہا جائے تو یہ مجہول ہیں، اور مجہول راوی کے قول پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

امام اسحاق بن راہویہؒ مسند وقت ہیں، بخاری ومسلم جیسے سینکڑوں؛ بلکہ ہزاروں اجلۂ محدثین آپ کے شاگرد ہیں؛ لیکن عجیب بات ہے کہ یہ قول کسی بھی ثقہ ومعتبر محدث نے نہیں سنا، اگر سنا تو ایک مجہول اور غیر معروف شاگرد یعقوب بن یوسف نے۔

ثانیاً: امام اسحاق بن راہویہؒ؛ تیسری صدی ہجری کے مشہور محدث ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کے معاصرین میں سے ہیں، احادیث کی تصحیح وتضعیف اور رجال کی توثیق وتجریح کے متعلق آپؒ کے بیشمار متداول اقوال آپ کے معاصرین اور تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ کی تیسری اور چوتھی صدی کی تصنیف شدہ کتب میں موجود ہیں؛ لیکن عجیب بات ہے کہ یہ قول آپ کے معاصرین وتلامذہ کی لکھی گئی کتب میں موجود نہیں ہے، اس قول کا ماخذ چھٹی، ساتویں اور آٹھویں صدی کی بعض تصانیف ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قول مشکوک ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مشہور اور غیر متداول بھی ہے۔

ثالثاً: اس قول کو سب سے پہلے (ہمارے ناقص علم کے مطابق) نقل کرنے والے حافظ ابن عساکرؒ نے ہی اسے رد کردیا ہے، چنانچہ اس قول کو نقل کرنے کے معاً بعد فرماتے ہیں:۔

واصح ماروی فی فضل معاویة حدیث ابی حمزة عن ابن عباس انه کاتب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد اخرجه مسلم فی صحیحه، وبعده حدیث العرباض "اللهم علمه الکتاب" وبعده حدیث ابن ابی عمرة "اللهم اجعله هادیا مهدیا"۔ (تاریخ دمشق ۵۹/۱۰۶)

ترجمہ: امام ابن عساکرؒ صاف فرمارہے ہیں کہ اس قول کا کوئی اعتبار نہیں؛ کیوں کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں ایک نہیں متعدد صحیح روایات موجود ہیں، اس کے بعد اپنی سند سے ان تمام روایات کی تخریج فرما کر اس قول کے بطلان پر مہر ثبت کردی۔

رابعاً: امام ابن عساکرؒ کے علاوہ اور بھی متعدد محدثین نے اس قول کو نقل کرنے کے بعد رد کردیا

ہے، مثلاً: امام سیوطیؒ، امام ابن حجر ہیثمیؒ، ابن عراق الکنانیؒ، قاضی شوکانیؒ وغیرہ۔ (تطہیر الجنان، تنزیہ الشریعہ، الفوائد المجموعۃ)

جواب سوم

اگر اسحاق بن راہویہؒ کے اس قول کو ثابت مان لیا جائے تو بھی اس سے صرف صحیح احادیث کی نفی لازم آتی ہے؛ حسن احادیث کی نہیں، جبکہ حسن روایات باب الاحکام میں بھی بالاتفاق حجت ہیں چہ جائے کہ باب الفضائل میں جہاں ضعیف روایات بھی مقبول ہیں۔

اصول حدیث سے واقفیت رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک صحیح اور حسن دو مستقل الگ الگ اصطلاحات ہیں، اس لیے صحیح کی نفی سے حسن کی نفی لازم نہیں آتی۔

جوابِ چہارم

اگر مان لیا جائے کہ اسحاق بن راہویہؒ کے علم کے مطابق حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ بیشمار اجلۂ محدثین کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں متعدد صحیح روایات ثابت ہیں۔ اور اصولیین کا مشہور قاعدہ ہے "المثبت مقدم علی النافی" اسحاق بن راہویہؒ نافی ہیں اور دیگر محدثین مثبت ہیں؛ اس لیے اصول کے مطابق مثبتین کا قول راجح ہے اور نافی کا قول شاذ و مرجوح ہے۔

حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں صحیح احادیث کو ثابت ماننے والے محدثین کی فہرست آگے آرہی ہے۔

(۲) امام بخاریؒ کے ترجمۃ الباب کا جائزہ

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے کتاب المناقب میں باب قائم کیا ہے "باب ذکر معاویۃ" امام بخاریؒ کی اس تبویب سے طاعنین معاویہ نے یہ مطلب کشید نے کی کوشش کی ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کے فضائل و مناقب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ آپؒ نے دیگر صحابہ کے تذکرے کئے تو "مناقب فلان" کے عنوان سے تبویب کی اور معاویہؓ کے تذکرے میں "ذکر معاویۃ" کی تبویب کی، اگر آپؒ کے پاس حضرت معاویہؓ کی فضیلت و منقبت پر کوئی حدیث ہوتی تو آپ دیگر صحابہ کی طرح معاویہؓ کے لیے بھی "مناقب معاویۃ" کا باب قائم کرتے۔ انتہی

یہ کوئی اعتراض نہیں دراصل ایک مغالطہ یا وسوسہ ہے جو روافض کے اثر سے بہت سے اہلسنت میں بھی در آیا ہے، ہم ذیل میں اس مغالطے کا ازالہ پیش کرتے ہیں۔

ازالۂ اول

اس مغالطے کے ازالے میں ہم سب سے پہلے وہی کہیں گے جو امام اسحاق بن راہویہؒ کے قول کے جواب میں پہلے نمبر پر رقم کر چکے ہیں۔ فلیطالع ثمۃ۔

ازالۂ دوم

یہ مغالطہ دینے والے حضرات اگر کم از کم یہی دیکھ لیتے کہ امام بخاریؒ نے معاویہؓ کا تذکرہ "ابواب المناقب" کے ذیل میں کیا ہے تو اس طرح کا عامیانہ اعتراض نہ کرتے، ان لوگوں کو چھوٹا سا باب تو نظر آ گیا لیکن اس سے پہلے "ابواب المناقب" جیسا بھاری بھرکم باب الابواب نظر نہیں آیا، ہر انصاف پسند آدمی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود حضرت معاویہؓ کی منقبت بیان کرنا نہ ہوتا تو "کتاب المناقب" میں آپؓ کا تذکرہ کیوں کرتے؟

ازالۂ سوم

امام بخاریؒ نے "کتاب المناقب" کے ذیل میں "باب ذکر معاویہ" کے تحت دو موقوف اور ایک مرفوع روایت پیش کر کے حضرت معاویہؓ کی فضیلت و منقبت ثابت کی ہے جن میں حضرت معاویہؓ کی فقاہت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کا تذکرہ ہے، اب کون بد بخت ہے جو یہ کہہ سکے کہ فقاہت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت ثابت ہونے سے فضیلت و منقبت ثابت نہیں ہوتی۔

ازالۂ چہارم

امام بخاریؒ کی صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کے نزدیک بیانِ منقبت کے لیے لفظ "ذکر" بھی مستعمل ہے، اور آپؒ کا یہ طرز قرآن پاک سے ماخوذ ہے، قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے بہت سے انبیاء کی شان و منقبت بیان کرتے ہوئے لفظ "ذکر" استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً: ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (مریم ۲) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ (مریم ۴۱) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ (مریم ۵۱) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ (مریم ۵۴) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ (مریم ۵۶) وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ کتاب المناقب میں امام بخاریؒ نے صرف حضرت معاویہؓ کے تذکرے میں ہی "ذکر معاویہ" کا عنوان قائم نہیں کیا؛ بلکہ اور بھی متعدد بڑے بڑے صحابہ کا تذکرہ اسی عنوان کے ساتھ فرمایا ہے۔ مثلاً۔ "ذکر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ" (بخاری ۱/۵۲۶)۔ "ذکر طلحۃ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ" (بخاری ۱/۵۲۷)۔ "ذکر اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ" (بخاری ۱/۵۲۸)۔ "ذکر جریر بن عبداللہ

البجلی رضی اللہ عنہ" (بخاری ۱/ ۵۳۹)۔"ذکر حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ" (ایضاً)۔"ذکر اصھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (بخاری ۱/ ۵۲۸)۔وغیرہ

انھیں عنوانات کے تحت امام بخاریؒ نے ان مذکورہ صحابہؓ کے بیشمار فضائل ومناقب بیان فرمائے ہیں، معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے بہت سی جگہ قرآنی انداز اختیار فرماتے ہوئے فضیلت ومنقبت کو" ذکر" سے تعبیر فرمایا ہے۔لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

امام بخاریؒ نے تو لفظ ذکر کے ساتھ بیان منقبت کا یہ قرآنی طرز بہت کم مواقع پر اپنایا ہے؛لیکن امام ابن حبانؒ نے" صحیح ابن حبان" میں مکمل طور پر یہی قرآنی طرز اختیار کیا ہے اور خلفائے راشدین وعشرۂ مبشرہ سمیت تمام صحابہ کے مناقب" ذکر فلان" ابواب کے تحت بیان فرمائے ہیں۔من شاء فلیراجع ثمۃ

جو لوگ کہتے ہیں کہ" ذکر معاویہ" کا باب قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاویہؓ کی فضیلت میں صحیح حدیث موجود نہیں؛ان کی اس منطق کی رو سے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ،حضرت اسامہ بن زیدؓ،حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ،حضرت حذیفہ بن الیمانؓ وغیرہ اکابر صحابہ کی فضیلت میں بھی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ ان کے تذکروں میں بھی امام بخاریؒ نے منقبت کی جگہ ذکر کا باب قائم کیا ہے۔ فماھو جوابکم فھو جوابنا

ازالۂ پنجم

بالفرض والمحال اگر مان لیا جائے کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں حضرت معاویہؓ کی فضیلت و منقبت کی کوئی حدیث تخریج نہیں فرمائی تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ صحیح بخاری میں امام بخاریؒ کی بہت سخت شرائط ہیں،ممکن ہے حضرت معاویہؓ کی منقبت وفضیلت کی روایات آپ کے نزدیک صحیح تو ہوں؛لیکن صحیح بخاری میں عائد کردہ آپ کی شرائط کے مطابق نہ ہوں اس لیے آپ ان روایات کو اپنی صحیح میں نہیں لائے؛لیکن چونکہ وہ روایات فی نفسہ صحیح وحسن تھی اس لیے امام بخاریؒ نے اپنی دوسری کتاب" التاریخ الکبیر" میں جب حضرت معاویہؓ کا تذکرہ لکھا تو وہ روایات بھی نقل فرمائیں جو خاص حضرت معاویہؓ کی فضیلت و منقبت پر دال ہیں اور جنھیں طاعنین معاویہؓ ضعیف کہتے ہیں۔مثلاً۔ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا۔ اللھم علمہ الکتاب۔ اللھم املأہ علماً و حلماً۔وغیرہ

ازالۂ ششم

اگر بالفرض مان لیں کہ امام بخاریؒ کے نزدیک فضیلت معاویہؓ میں کوئی حدیث صحیح نہیں اس لیے آپؒ نے مناقب معاویہؓ کا باب قائم نہیں فرمایا؛تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ امام بخاریؒ سے پہلے اور بعد

کے سینکڑوں ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں فضیلت معاویہؓ کا باب قائم کر کے احادیث تخریج فرمائی ہیں۔ ان محدثین کی فہرست آگے آ رہی ہے۔

(۳) امام نسائیؒ کے واقعہ کا جائزہ

انبأنا زاهر بن طاهر ، قال انبأنا ابوبكر البيهقي، اخبرنا ابوعبدالله محمدبن عبدالله الحاكم ، قال حدثني محمدبن اسحاق الاصبهاني، قال سمعت مشايخنا بمصر يذكرون ان اباعبدالرحمن فارق مصر في آخر عمره وخرج الى دمشق۔ وفي رواية : خرج الى الرملة۔، فسئل عن معاوية و ماروى في فضائله ، فقال لايرضى معاوية رأساً برأس حتى يفضل ۔وفي رواية: قال النسائي: ماعرف له فضيلة الا لااشبع بطنك۔ قال: وكان يتشيع، فمازالوا يدفعونه في خصيته حتى اخرج من المسجد۔وفي رواية: فسكت وسكت السائل۔ ثم حمل الى الرملة۔وفي رواية: ثم حمل الى مكة ومات بها ۔، فمات فدفن بها سنة ثلاث و ثلاثمائة۔وفي رواية: دفن في بيت المقدس۔ (المنتظم لابن الجوزى جلد ۱۳ صفحه ۱۵۶ ۔ مختصر تاريخ دمشق جلد ۳ صفحه ۱۰۲ ۔ التقييد لمعرفة الرواة والسنن والمسانيد جلد ۱ صفحه ۱۵٤ ۔ التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة جلد ۱ صفحه ۵۸ ۔ مرأة الجنان جلد ۲ صفحه ۱۸۰ ۔ وفيات الاعيان جلد ۱ صفحه ۷۷ ۔ تهذيب الكمال جلد ۱ صفحه ۲۳۸،۲۳۹ ۔سير اعلام النبلاء جلد ۱٤ صفحه ۱۳۲)

ترجمہ: امام نسائیؒ آخری عمر میں جب مصر چھوڑ کر دمشق تشریف لائے۔ایک روایت میں ہے: رملہ تشریف لائے۔تو لوگوں نے آپؒ سے حضرت معاویہؓ کے فضائل میں مروی احادیث سنانے کی درخواست کی، آپؒ نے فرمایا: کیا معاویہؓ برابر سرابر کے معاملے پر راضی نہیں ہوں گے چہ جائیکہ فضائل بیان کئے جائیں (معاویہؓ کے فضائل بیان کرنے کے بجائے یہی کافی ہے کہ ان کے مثالب سے کف لسان کرلیا جائے)۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؒ نے فرمایا: مجھے معاویہؓ کے فضائل میں "**لااشبع بطنك**" والی حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں پتہ۔ راوی کہتے ہیں: امام نسائیؒ میں (کچھ کچھ) شیعی اثرات تھے،امام نسائیؒ کا یہ جواب سن کر لوگوں نے ان کے خصیتین پر (لاتیں) ماری حتی کہ آپ کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ایک روایت میں ہے کہ: امام نسائیؒ کا جواب سن کر سوال کرنے والے خاموش ہو گئے۔اس واقعے کے بعد آپؒ کو رملہ لایا گیا۔ایک روایت میں ہے کہ: مکہ لایا گیا۔اور رملہ میں یا مکہ میں ہی آپؒ کو دفن کیا گیا۔ایک روایت میں ہے کہ: آپؒ کو بیت المقدس میں دفن کیا گیا۔

جواب اول

سند کے اعتبار سے یہ واقعہ ضعیف ہے؛ اس کے پہلے راوی زاہر بن طاہر سخت متکلم فیہ ہیں، متعدد محدثین نے انھیں متروک قرار دیا ہے۔(سیر اعلام ۲۰/ ۹۔لسان المیزان ۳/ ۴۸۹،۴۹۰) جبکہ محمد بن اسحاق اصبہانی کے شیوخ مجہول ہیں۔

اس لیے اس ضعیف ومجہول راویوں کے بیان کردہ واقعے سے استدلال درست نہیں۔

جواب دوم

درج بالا روایت میں واقعے کے جو جزئیات بیان کئے گئے ہیں اُن میں سخت اختلاف اور اضطراب وتضاد ہے۔مثلاً:

الف: یہ واقعہ کس جگہ پیش آیا اس میں اختلاف ہے؛ بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ دمشق کی جامع مسجد میں پیش آیا اور بعض میں ہے کہ رملہ کی جامع مسجد میں پیش آیا۔

ب: جب لوگوں نے امام نسائیؒ سے حضرت معاویہؓ کے فضائل والی روایات سنانے کی درخواست کی تو امام نسائیؒ نے کیا جواب دیا؛ اس میں بھی اختلاف ہے؛ بعض روایات میں ہے کہ آپؒ نے فرمایا: **لا یرضی معاویۃ رأساً برأس حتی یفضل**۔کیا معاویہؓ برابر سرابر کے معاملے پر راضی نہیں ہوں گے چہ جائیکہ فضائل بیان کئے جائیں۔بعض روایات میں ہے کہ آپ نے جواب میں فرمایا: **ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع بطنک**۔مجھے معاویہؓ کے فضائل میں "لا اشبع بطنک" والی حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں پتہ۔

ج: امام نسائیؒ کا جواب سننے کے بعد لوگوں کا رد عمل کیا ہوا؛ اس میں بھی اختلاف ہے، بعض روایات میں ہے کہ آپؒ کو مار پیٹ کر مسجد سے نکال دیا گیا؛ جبکہ بعض روایات میں ہے کہ آپؒ کا جواب سن کر لوگ خاموش ہوگئے اور آپؒ بھی خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور کوئی مار پیٹ نہیں ہوئی۔

د: اس واقعے کے بعد آپؒ کو کس شہر میں بھیجا گیا؛ اس میں بھی اختلاف ہے۔بعض میں ہے مکہ مکرمہ بھیجا گیا، بعض میں ہے رملہ بھیجا گیا۔

ھ: آپؒ کی وفات کہاں ہوئی اور دفن کہاں کیا گیا؛ اس بابت بھی اختلاف ہے۔بعض میں ہے مکرمہ میں وفات ہوئی اور وہیں دفن کیا گیا، بعض میں ہے رملہ میں وفات ہوئی اور بیت المقدس میں دفن کیا گیا۔

نوٹ۔درج بالا تمام اختلافات کو ہم نے روایت بالا کے متن اور ترجمہ میں واضح کر دیا ہے۔

یہ تمام اختلافات اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ واقعہ مضطرب اور مشکوک ہے اور اس طرح کے مشکوک ومضطرب واقعات سے استدلال درست نہیں۔

جوابِ سوم

اگر درج بالا روایت کو صحیح مان لیں تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ امام نسائیؒ شیعیت کی جانب مائل تھے اور شیعی اثرات سے آپ شدید متأثر تھے؛ کیونکہ اسی روایت میں راوی نے امام نسائیؒ کے متعلق "و کان یتشیع" کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اب معترضین فیصلہ کریں کہ کیا وہ امام نسائیؒ کو شیعہ ماننے کے لیے تیار ہیں؟ اگر ہاں! تو اعتراض ہی ختم؛ شیعہ تو حضرت معاویہؓ سمیت صحابہ کے اسلام کو نہیں مانتے چہ جائیکہ اُن کے فضائل کو مانیں۔ اور اگر یہ لوگ امام نسائیؒ کو شیعہ ماننے کے لیے تیار نہیں تو پھر بتائیں کہ ایک ہی روایت کے ایک حصے کو ماننا اور دوسرے حصے کو نہ ماننا کہاں کا انصاف ہے؟ کیا یہ قوم شعیب کی طرح لینے اور دینے کا دوہرا معیار نہیں؟ اسی روایت میں اپنے مطلب کی بات ہو تو قبول اور اپنے خلاف ہو تو مردود!

غالباً اسی روایت سے متأثر ہو کر امام ذہبیؒ نے بھی امام نسائیؒ کے بارے میں لکھ دیا۔

ان فیہ قلیل تشیع وانحراف عن خصوم الامام علی کمعاویۃ و عمرو واللہ یسامحہ۔ (سیر اعلام ۱۴/۱۳۳)

ترجمہ: نسائیؒ میں کچھ نہ کچھ شیعی اثرات تھے اور حضرت علیؓ کے مقابل صحابہ حضرت معاویہؓ و عمروؓ کے بارے میں حق سے منحرف نظریات تھے، اللہ آپؒ سے درگذر فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ روایت کو صحیح ماننے سے جس طرح حضرت معاویہؓ پر اعتراض ہوتا ہے اسی طرح امام نسائیؒ کی شخصیت بھی مجروح ہوتی ہے، ہمارے نزدیک تو یہ روایت سرے سے ہی مردود ہے؛ البتہ اسے صحیح مان کر حضرت معاویہؓ پر اعتراض کرنے والے بتائیں کہ وہ امام نسائیؒ کا دفاع کیسے کریں گے؟

جوابِ چہارم

بالفرض روایت کو صحیح مان لیں تو بھی یہ واقعہ دمشق میں پیش آیا اور دمشق ایسا شہر تھا جہاں حضرت معاویہؓ کی فضیلت مسلم تھی؛ البتہ حضرت علیؓ کے متعلق غلط فہمیاں تھیں، اسی لیے امام نسائیؒ نے دمشق میں حضرت علیؓ کے فضائل بیان فرمائے اور لوگوں کے مطالبے کے باوجود وہاں حضرت معاویہؓ کے فضائل بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی؛ کیوں کہ وہاں پہلے ہی سے لوگ معاویہؓ کے معتقد تھے، جیسا کہ خود امام نسائیؒ نے بھی اپنے اس فعل کی یہی وجہ بیان فرمائی ہے:۔

دخلنا الی دمشق والمنحرف بها عن علی کثیر فصنفت کتاب الخصائص رجاء ان یهدیهم اللہ۔ (تهذیب الکمال ۱/۳۳۸)

ترجمہ: ہم دمشق گئے جہاں حضرت علیؓ سے منحرفین کی تعداد کافی تھی اس لیے میں نے "خصائص علی"

نامی کتاب لکھی اس امید کے ساتھ کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت عطافرمائے۔

متعدد اسلاف کا معمول تھا کہ جس شہر میں جس صحابی کے متعلق طعن و تشنیع یا غلط فہمیاں دیکھتے وہاں جا کر خاص اسی صحابی کے فضائل بیان کرتے۔حافظ ابونعیمؒ امام سفیان ثوریؒ کے متعلق نقل کرتے ہیں:۔

اذا دخل البصرة حدث بفضائل علی و اذا دخل الکوفة حدث بفضائل عثمان۔(حلیة الاولیاء ۷/۲۷)

ترجمہ: جب بصرہ تشریف لے جاتے تو حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے اور جب کوفہ تشریف لے جاتے تو حضرت عثمانؓ کے فضائل بیان کرتے۔

نیز عطاء بن مسلمؒ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:۔

قال لی سفیان: اذا کنت فی الشام فاذکر مناقب علی و اذا کنت بالکوفة فاذکر مناقب ابی بکر و عمر۔(ایضاً)

ترجمہ: سفیان ثوریؒ نے مجھ سے فرمایا: جب تم شام جاؤ تو حضرت علیؓ کے مناقب بیان کرو اور جب کوفہ آؤ تو ابوبکر و عمرؓ کے فضائل بیان کرو۔

گویا امام نسائیؒ کا دمشق میں جا کر حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرنا اور حضرت معاویہؓ کے فضائل سے کف لِسان کرنا مقتضائے حال اور تعامل سلف کے مطابق تھا؛ نہ کہ حضرت معاویہؓ پر طعن کے قصد سے۔

جواب پنجم

اس واقعہ کا ایک جواب وہ ہے جو خود ناقل واقعہ امام ابن عساکرؒ نے دیا ہے؛ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام نسائیؒ کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس مجلس میں حضرت معاویہؓ کا تذکرہ بالکل نہ ہو، آپؒ جانتے تھے کہ اگر یہاں حضرت معاویہؓ کا ذکر ہوگا تو لازماً حضرت علیؓ کے ساتھ آپؓ کا اختلاف بھی زیر بحث آئے گا اور امام نسائیؒ ہر حال میں اس اختلاف پر لب کشائی سے بچنا چاہتے تھے؛ نہ یہ کہ۔معاذ اللہ۔امام نسائیؒ حضرت معاویہؓ کے متعلق کسی سوءظن کے شکار تھے؛ کیونکہ خود حافظ ابن عساکر صحیح سند کے ساتھ امام نسائیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:۔

انما الاسلام کدار لها باب، فباب الاسلام الصحابة، فمن آذی الصحابة انما اردا الاسلام، کمن نقر الباب انما یرید دخول الدار، قال فمن اراد معاویة فانما اراد الصحابة۔

ترجمہ: اسلام کی مثال ایک گھر کی طرح ہے جس کا ایک دروازہ ہے، چنانچہ اسلام کا دروازہ صحابہ ہیں، جو صحابہ کو نشانہ بنائے وہ گویا اسلام کو نشانہ بنا رہا ہے، جس طرح دروازہ توڑنے والا شخص گھر میں داخل ہونا چاہتا

ہے، اگر کوئی حضرت معاویہؓ کو نشانہ بناتا ہے تو گویا وہ تمام صحابہ کو نشانے پر لے رہا ہے۔(ملخصاً مختصر تاریخ دمشق ۳/ ۱۰۳)

امام نسائیؒ کا یہ نظریہ پڑھ کر کیا کوئی عقل مند آدمی تصور کرسکتا ہے کہ آپؒ حضرت معاویہؓ کے فضائل کے منکر ہیں؟

جوابِ ششم

اگر بالفرض مان لیں کہ امام نسائیؒ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کے فضائل ومناقب میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ امام نسائیؒ سے پہلے اور بعد سینکڑوں ائمہ محدثین نے حضرت معاویہؓ کے فضائل ومناقب میں وارد احادیث کو مستقلاً ابواب قائم کرکے بیان فرمایا ہے؛ بلکہ بعض نے تو اس عنوان پر مستقلاً کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

فضائل معاویہؓ میں مستقل ابواب قائم کرنے والے محدثین

ہم ذیل میں بطورِ نمونہ ان محدثین کی فہرست پیش کرتے ہیں جنھوں نے اپنی کتب میں مستقل ابواب قائم کرکے حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں وارد احادیث تخریج فرمائی ہیں اور انھیں صحیح وحسن قرار دیا ہے۔

(۱) امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) نے اپنی کتاب "فضائل الصحابۃ صفحہ ۹۱۳ پر "فضائل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنھما" باب قائم فرما کر احادیث روایت فرمائیں۔

(۲) امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (المتوفی ۲۵۶ھ) نے "صحیح البخاری" کے ابواب المناقب میں جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ پر تین روایات کے ذریعہ حضرت معاویہؓ کی منقبت بیان فرمائی، نیز اپنی دوسری کتاب "التاریخ الکبیر" جلد ۷ صفحہ ۳۲۷ پر حضرت معاویہؓ کا تذکرہ فرما کر متعدد مرفوع، موقوف روایات اور آثار صحابہ وتابعین آپؓ کی منقبت میں بیان فرمائے۔

(۳) امام محمد بن عیسی الترمذیؒ (المتوفی ۲۷۹ھ)۔ نے "سنن الترمذی" جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ پر "مناقب معاویہ" کا عنوان قائم فرما کر احادیث نقل فرمائیں۔

(۴) امام ابوبکر احمد بن محمد الخلالؒ (المتوفی ۳۱۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب "السنۃ" جلد ۱ صفحہ ۴۳۱ "پر "ذکر ابی عبدالرحمن معاویۃ بن ابی سفیان وخلافتہ رضوان اللہ علیہ" باب کے تحت بڑے مفصل انداز میں سینکڑوں مرفوع وموقوف روایات کے ذریعہ حضرت معاویہؓ کی شان ومنقبت بیان فرمائی۔

(۵) امام محمد بن حبان البستیؒ (المتوفی ۳۵۴ھ)۔ نے "صحیح ابن حبان" جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۹ پر "کتاب اخبارہ ﷺ عن مناقب الصحابۃ رجالھم ونسائھم بذکر اسمائھم رضوان اللہ علیھم

اجمعین" عنوان قائم فرمایا اور پھر اسی عنوان کے تحت جلد ۱۶ صفحہ ۱۹۱ پر حضرت معاویہؓ کا تذکرہ فرمایا۔

(۶) امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجریؒ (المتوفی ۳۶۰ھ) نے اپنی کتاب "الشریعۃ" صفحہ ۲۴۳۱ پر "كتاب فضائل معاوية بن ابی سفيان رضی الله عنهما" باب الابواب قائم فرمایا اور پھر اسی باب کے تحت دس ابواب مزید قائم فرمائے جن کے عنوان ہیں "ذكر دعاء النبی ﷺ لمعاوية رضی الله عنه صفحہ ۲۴۳۳"، "بشارة النبی ﷺ لمعاوية رضی الله عنه بالجنة صفحہ ۲۴۴۳"، "ذكر مصاهرة النبی ﷺ لمعاوية رضی الله عنه باخته ام حبيبة رضی الله عنها صفحہ ۲۴۴۸"، "ذكر استكتاب النبی ﷺ لمعاوية رضی الله عنه بأمر من الله عزوجل صفحہ ۲۴۵۱"، "ذكر مشاورة النبی ﷺ لمعاوية علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۴۵۷"، "ذكر صحبة معاوية رضی الله عنه للنبی ﷺ و منزلته عنده صفحہ ۲۴۵۹"، "ذكر تواضع معاوية رضی الله عنه فی خلافته صفحہ ۲۴۶۳"، "ذكر تعظيم معاوية لاهل بيت رسول الله ﷺ و اكرامه اياهم صفحہ ۲۴۶۸"، "ذكر تزويج ابی سفيان رضی الله عنه بهند ام معاوية رضی الله عنهم صفحہ ۲۴۷۱"، "ذكر وصية النبی ﷺ لمعاوية رضی الله عنه صفحہ ۲۴۷۶"۔

امام آجریؒ نے ان عنوانات کے تحت نہایت مفصل انداز میں سینکڑوں مرفوع وموقوف روایات کے ذریعہ آپؓ کی شان ومنقبت بیان فرمائی۔

(۷) امام ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسن اللالکائیؒ (المتوفی ۴۱۸ھ) نے اپنی کتاب "شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ" صفحہ ۱۵۲۴ پر بعنوان "سياق ماروی عن النبی ﷺ فی فضائل ابی عبدالرحمن معاوية بن ابی سفيان رضی الله عنهما" نہایت تفصیل کے ساتھ بیشمار مرفوع، موقوف روایات کے ذریعہ آپؓ کی شان بیان فرمائی۔

(۸) امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانیؒ (المتوفی ۴۳۰ھ) کی کتاب "سنن الاصفہانی جلد ۲ صفحہ ۶۴۰" میں "فضل معاوية بن ابی سفيان" کا باب قائم کرکے احادیث نقل کی گئی ہیں۔

(۹) امام ابوالقاسم قوام السنۃ اسماعیل بن محمد اصفہانیؒ (المتوفی ۵۳۵ھ) نے اپنی کتاب "الحجۃ فی بیان المحجۃ جلد ۲ صفحہ ۳۷۶" میں "فصل فی فضل معاوية رضی الله عنه" کے تحت متعدد مرفوع وموقوف روایات کے ذریعہ آپؓ کی منقبت بیان فرمائی۔

(۱۰) امام قاضی ابوبکر بن العربی المالکی (المتوفی ۵۴۳ھ) نے اپنی مشہور کتاب "العواصم من القواصم" کے اندر حضرت معاویہؓ کے فضائل میں متعدد ابواب قائم فرمائے۔ مثلاً: "معاوية ومكانته فی خلافة ابی بكر وعثمان صفحہ ۹۵"، "مزايا معاوية وسيرته الممتازة صفحہ ۲۰۹"، "سرور النبی ﷺ برؤيا حروب معاوية صفحہ ۲۱۴"، "انعقاد البيعة لمعاوية علی الوجه الذی

وعدبه رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۱۸" ان ابواب کے تحت مختلف جہات سے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے فضائل ومناقب بیان فرمائے اور آپؓ پر ہونے والے اعتراضات کا قلع قمع فرمایا۔

(۱۱) امام حافظ ابوعبداللہ الحسین بن ابراہیم الجورقانی الہمذانیؒ (المتوفی ۵۴۳ھ) نے اپنی کتاب "الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاهیر صفحہ ۱۰۱" میں " باب فی فضل طلحة والزبير ومعاوية وعمرو " کے تحت حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں وارد روایات کو صحیح حسن اور مشہور قرار دیا ہے۔

(۱۲) امام حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ الشافعی المعروف بابن عساکرؒ (المتوفی ۵۷۱ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب" تاریخ دمشق جلد ۵۹ صفحہ ۵۵ تا ۲۴۰" میں حضرت معاویہؓ کے فضائل میں بیشمار روایات نقل فرمائیں جن میں سے متعدد روایات کو نہ صرف صحیح قرار دیا بلکہ ان کے تمام طرق اور متابعات وشواہد پیش کر کے ان کی صحت پر مہر لگا دی۔

(۱۳) امام عبدالحق الاشبیلیؒ (المتوفی ۵۸۱ھ) نے اپنی کتاب "الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جلد ۴ صفحہ ۴۲۸" میں "باب فضل معاوية بن ابی سفيان رضی الله عنه" کے تحت حدیث مرفوع کے ذریعہ آپؓ کی منقبت بیان فرمائی۔

(۱۴) امام حافظ شیخ الاسلام امام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانیؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) نے اپنی مشہور کتب" فتاوی ابن تیمیہ " اور" منہاج السنۃ" وغیرہ میں نہایت ہی تفصیل کے ساتھ مستقل ابواب وفصول کے تحت حضرت معاویہؓ کے فضائل ومناقب بیان فرمائے اور آپؓ پر ہونے والے تمام تر اعتراضات کے نہایت دندان شکن جوابات رقم فرمائے۔

(۱۵) امام حافظ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی صاحب المشکاۃؒ (المتوفی ۷۴۱ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "مشکاۃ المصابیح صفحہ ۵۷۴" میں "باب جامع المناقب" کا عنوان قائم فرما کر خلفائے راشدین اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کے ساتھ صفحہ ۵۷۹ پر حضرت معاویہؓ کی فضیلت والی روایت بھی تخریج فرمائی۔

(۱۶) امام حافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبیؒ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی مشہور کتاب "سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۷" حضرت معاویہؓ کے فضائل ومناقب میں متعدد روایات نقل کرنے کے بعد انھیں حسن، قوی اور مقارب قرار دیا ہے۔

(۱۷) امام حافظ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقیؒ (المتوفی ۷۷۴ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب" البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۶ " میں "هذه ترجمة معاوية رضی اللہ عنہ وذكر شئ من ايامه ودولته وماورد فی مناقبه وفضائله" کا عنوان قائم کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں متعدد روایات نقل کرنے کے بعد انھیں صحیح وحسن قرار دیا ہے۔

(۱۸) امام حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی ؒ (المتوفی ۸۰۷ھ) نے اپنی پانچ کتب " مجمع البحرین فی زوائد المعجمین جلد ۶ صفحہ ۴۰۰۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۹۱۔ موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان جلد ۷ صفحہ ۲۴۸۔ غایۃ المقصد فی زوائد المسند جلد ۲ صفحہ ۱۵۹۔ اور کشف الاستار عن زوائد البزار جلد ۳ صفحہ ۲۶۷ " میں " مناقب معاویۃ بن ابی سفیان " کا باب قائم کر کے متعدد مرفوع وموقوف اور صحیح وحسن روایات پیش فرمائیں۔

(۱۹) امام حافظ شہاب الدین احمد بن ابی بکر البوصیری ؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) نے " اتحاف الخیرۃ المھرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۰۳ " میں " مناقب معاویۃ بن ابی سفیان " کا باب قائم کر کے احادیث نقل فرمائیں۔

(۲۰) امام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی ؒ (۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب " المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۴ " میں " فضل معاویۃ رضی اللہ عنہ " باب کے تحت حضرت معاویہ ؓ کے فضائل بیان فرمائے۔

(۲۱) امام حافظ علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی ؒ (المتوفی ۹۷۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب " کنز العمال " میں " باب فی فضائل الصحابۃ مرتبا علی ترتیب حروف المعجم " کے تحت جلد ۱۱ صفحہ ۷۴۸ پر حضرت معاویہ ؓ کا ذکر کر کے متعدد روایات کے ذریعہ آپ کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

(۲۲) امام حافظ محمد بن سلیمان المغربی ؒ (المتوفی ۱۰۹۴ھ) نے اپنی کتاب " جمع الفوائد جلد ۳ صفحہ ۵۶۰ " میں " مناقب حارثۃ بن سراقۃ وقیس بن سعد بن عبادۃ وخالد بن الولید وعمرو بن العاص وابی سفیان بن حرب وابنہ معاویۃ " کے عنوان کے تحت حضرت معاویہ ؓ کے فضائل ومناقب میں روایات نقل فرمائی ہیں۔

نوٹ۔ عرب وعجم کے متأخرین ومعاصرین محدثین ان کے علاوہ ہیں۔

محدثین کی مستقل تصنیفات

متعدد علماء محدثین نے حضرت معاویہ ؓ کے مناقب وفضائل اور سیرت وسوانح پر مستقل کتب تصنیف فرمائیں۔ مثلاً:

(۱) امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا ؒ (المتوفی ۲۸۱ھ) نے حضرت معاویہ ؓ کے فضائل میں تین مستقل کتب تصنیف فرمائیں جن کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

حِلْمُ مُعَاوِیَۃ: یہ کتاب مطبوعہ اور متداول ہے اور ناچیز کے پاس موجود ہے۔

حِکَمُ مُعَاوِیَۃ: یہ کتاب مکتبہ ظاہریہ رقم ۹۷ ادب میں موجود ہے (کمافی مقدمۃ تطہیر الجنان ص ۱۳)

اَخۡبَارُ مُعَاوِیَة: حافظ ذہبیؒ نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ (کمافی السیر ۱۳/۴۰۱)

(۲) امام محدث ابوبکر عمرو بن ابی عاصمؒ (المتوفی ۲۸۷ھ) نے حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت پر" جزء فی مناقب معاویة بن ابی سفیان" تصنیف فرمائی۔ (کما فی فتح الباری ۷/۱۲۲۔ ومقدمۃ تطہیر الجنان ص ۱۴)

(۳) امام حافظ ابوعمر محمد بن عبدالواحد بن ابی ہاشم البغدادی المعروف بغلام ثعلبؒ (المتوفی ۳۴۵ھ) نے" جزء في فضائل معاویة بن ابی سفیان" تحریر فرمائی۔ کماذکرہ الذہبی فی السیر ۱۵/۵۰۸۔ وابن حجر فی الفتح ۷/۱۲۲)

(۴) امام ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد الموصلی البغدادی المعروف بالنقاش رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۱ھ) نے"فضائل معاویة" تصنیف فرمائی۔ (کمافی المجمع المؤسس ۱/۲۸۷۔ وفتح الباری ۷/۱۲۲)

(۵) امام علی بن الحسن بن محمد بن عبداللہ الصیقلی ابوالحسن القزوینی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۳ھ) نے "فضائل معاویة" تصنیف فرمائی۔ (کمافی التدوین فی اخبار قزوین ۳/۳۵۲)

(۶) امام عبیداللہ بن محمد بن احمد بن جعفر ابوالقاسم السقطی البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۶ھ) نے" جزء فی فضائل امیر المؤمنین معاویة بن ابی سفیان" تصنیف فرمائی، اس کتاب کا قلمی نسخہ مکتبہ ظاہریہ میں برقم ۳۴۹۳ موجود ہے، کمافی مقدمۃ تطہیر الجنان ص ۱۳)

(۷) امام حافظ محمد بن احمد بن محمد بن فارس ابوالفتح ابن ابی الفوارس البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۱۲ھ) نے" فضائل معاویة" تصنیف فرمائی۔ (کماذکرہ ابن تیمیہ فی منہاج السنۃ ۷/۳۱۲)

(۸) امام حسن بن علی بن ابراہیم ابوعلی الاھوازی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۴۶ھ) نے حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت پر" شرح عقد اهل الایمان فی معاویة بن ابی سفیان" تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب بھی مکتبہ ظاہریہ میں برقم ۳۸۶۵ موجود ہے۔ کمافی مقدمۃ تطہیر الجنان ص ۱۴۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ کمافی منہاج السنۃ ۷/۳۱۲)

(۹) امام حافظ ابویعلی محمد بن الحسین الفراءؒ (المتوفی ۴۵۸ھ) کی کتاب" تنزیه خال المؤمنین معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ" مطبوعہ ہے اور ناچیز کے پاس بھی موجود ہے۔

(۱۰) امام حافظ شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانیؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) کا مشہور تفصیلی فتوی بنام" سؤال فی معاویة بن سفیان" مستقل کتابی شکل میں مطبوعہ اور متداول ہے اور ناچیز کے پاس بھی موجود ہے۔

(۱۱) امام احمد بن محمد بن علی بن حجر الھیتمی شہاب الدین ابوالعباس رحمہ اللہ (المتوفی ۹۷۳ھ) کی

مشہورِ زمانہ کتاب "تطهير الجنان و اللسان عن الخوض و التفوه بثلب معاوية بن ابی سفيان" کافی مشہور اور مطبوع ومتداول ہے، ناچیز کے پاس بھی موجود ہے۔

(۱۲) امام حافظ ابوعبدالرحمان عبدالعزیز بن ابی حفص احمد بن حامد القرشی الپرہاروی ؒ صاحب النبر اس (المتوفی ۱۲۴۱ھ) نے "الناهية عن طعن امير المؤمنين معاوية" تصنیف فرمائی، یہ کتاب بھی مطبوع اور متداول ہے لیکن بسیار کوشش کے باوجود بھی ناچیز کو اس کا اردو مترجم نسخہ ہی دستیاب ہوسکا۔

یہ مذکورہ تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت مسلّم ہے، آپؓ کے مناقب میں صحیح احادیث موجود ہیں اور کتب احادیث میں آپؓ کی فضیلت ومنقبت کا نہ صرف باب قائم ہونا چاہئے؛ بلکہ اس عنوان پر مستقل کتب بھی تحریر ہونی چاہئے، اس لیے متقدمین ومتأخرین محدثین کی اس جماعت کے مقابلے کسی کا یہ کہہ دینا کہ "آپؓ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں یا آپؓ کی فضیلت کا باب کتب احادیث میں نہیں ہونا چاہئے" مردود اور شاذ قول ہے جس کی جانب التفات کرنا علمی وتحقیقی دنیا میں بددیانتی ہے۔ واللہ اعلم

متأخرین علماء کی عربی تصنیفات

ان مذکورہ متقدمین علماء وائمہ محدثین کے علاوہ عرب کے بیشمار علماء متأخرین ومعاصرین نے بھی حضرت معاویہؓ کے فضائل ومناقب پر کتابوں کے انبار لگادیئے۔ مثلاً:

(۱) شیخ ابوعبداللہ الذہبی نے "رد البهتان عن معاوية بن ابی سفيان۔ اور شبهات و اباطيل حول معاوية بن ابی سفيان" تصنیف فرمائیں۔

(۲) شیخ امیر بن احمد القروی نے "فضائل خال المؤمنين معاوية بن ابی سفيان" تصنیف فرمائی۔

(۳) الشیخ محمد بن عبدالرحمن المغراوی نے "من سب الصحابة و معاوية فامه هاوية" تصنیف فرمائی۔

(۴) الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد المدنی نے "من اقوال المنصفين فی الصحابی الخليفة معاوية رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی۔

(۵) الشیخ محمود شاکر نے "معاوية بن ابی سفيان و اسرته" تصنیف فرمائی۔

(۶) الشیخ منیر محمد الغضبان نے "معاوية بن ابی سفيان رضی اللہ عنہ صحابی كبير و ملك مجاهد" تصنیف فرمائی۔

(۷) الدکتور محمد سید احمد شحاتہ المصری نے "فتح المنان فی رد الشبهات عن خال المؤمنين

الصحابی معاویۃ بن ابی سفیان "تصنیف فرمائی۔

(۸) الشیخ ابومعاذ محمود بن امام بن منصور نے" اسکات الکلاب العاویۃ بفضائل خال المؤمنین معاویۃ رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی۔

(۹) الشیخ یحیی بن موسی الزہرانی التبوکی نے" معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی۔

(۱۰) الشیخ شحاتۃ محمد صقر نے" معاویۃ بن ابی سفیان امیر المؤمنین و کاتب وحی النبی الامین "تصنیف فرمائی۔

(۱۱) الشیخ محمد زیاد بن عمر التکلۃ نے" من فضائل و اخبار معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی

(۱۲) الشیخ الدکتور علی محمد محمد الصلابی نے" معاویۃ بن ابی سفیان شخصیتہ و عصرہ" تصنیف فرمائی۔

(۱۳) الشیخ ابوعبداللہ حمزۃ النایلی نے" خال المؤمنین معاویۃ رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی۔

(۱۴) الشیخ محمد امین الشنقیطی نے" الاحادیث النبویۃ فی فضائل معاویۃ بن ابی سفیان" تصنیف فرمائی۔

(۱۵) الشیخ عمرو عبدالمنعم سلیم نے" منحۃ ذی الجلال فی فضائل معاویۃ بن ابی سفیان" تصنیف فرمائی۔

(۱۶) الشیخ سعد بن ضیدان السبیعی نے" سل السنان فی الذب عن معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی۔

(۱۷) الشیخ ابومحمد زکریا بن علی القحطانی نے" درء الغاویۃ عن الوقیعۃ فی خال المؤمنین معاویۃ رضی اللہ عنہ" تصنیف فرمائی۔

بحمداللہ یہ تمام کتب ناچیز کے پاس موجود ہیں۔

علماء ہندو پاک کی اردو تصنیفات

(۱) حضرت مولانا محمد نافع صاحبؒ کی" سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور ناچیز کے علم کے مطابق اس عنوان پر سب سے مفصل کتاب ہے۔

(۲) امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی کتاب" مناقب سیدنا امیر معاویہؓ" یہ کتاب حافظ ابن حجر ہیثمیؒ کی مشہور زمانہ عربی تصنیف "تطہیر الجنان" کا اردو ترجمہ ہے۔

(۳) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مبارکپوری ؒ کی "دفاع حضرت معاویہؓ" بہترین کتاب ہے۔

(۴) شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی "حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق" خلافت وملوکیت میں مودودی صاحب کے حضرت معاویہؓ پر لگائے گئے الزامات واتہمات کا مدلل ومفصل تحقیقی جواب ہے۔

(۵) مولانا ابوانس محمد ثاقب صاحب رساپوری کی "حضرت امیر معاویہؓ اور تاریخی روایات"

(۶) مفتی محمد وقاص رفیع کی "سیدنا حضرت امیر معاویہؓ اور عبارات اکابر"

(۷) مولانا ساجد خان نقشبندی کی "الاربعین فی مناقب امیر المؤمنین" اس عنوان پر پہلی اربعین ہے۔

(۸) پروفیسر جاراللہ ضیاء کی "سیدنا معاویہ بن ابی سفیان شخصیت اور کارنامے" یہ کتاب دکتور علی محمد محمد صلابی کی عربی کتاب "معاویة بن ابی سفیان شخصیته وعصره" کا اردو ترجمہ ہے۔

(۹) مولانا محمد رفیق اثری کی کتاب "صحابہ میں حضرت معاویہؓ کا مقام" یہ کتاب حافظ ابن تیمیہؒ کی منہاج السنہ سے ماخوذ ہے۔

(۱۰) مفتی رضاء الحق صاحب کی کتاب "حضرت معاویہؓ کے بعض فضائل" یہ کتاب مفتی رضاء الحق صاحب کی دوسری کتاب "العصیدة السماویة شرح العقیدة الطحاویة" کا جز ہے۔ تلك عشرة كاملة

بحمداللہ یہ تمام کتب ناچیز کے پاس موجود ہیں۔

عملی فی ھذا الکتاب

ناچیز نے کتابِ ہذا میں درج ذیل امور کا خیال رکھا ہے:

(۱) "الاربعين في فضائل خال المؤمنين من روايات الصحيحين" کو اصل بنا کر اسی کے ابواب وعنوانات کے تحت حاشیے میں "الأربعين في فضائل خال المؤمنين من روايات غير الصحيحين" نقل کی گئی ہے، اور درج ذیل امور کے التزام کی کوشش کی گئی ہے:

(الف) جو روایت صحیحین میں مختصر یا مجمل ہے اس کے حاشیے میں غیر صحیحین کی مفصل روایت نقل کی گئی ہے تاکہ دونوں روایات کو سامنے رکھ کر مضمونِ حدیث سمجھنے میں آسانی ہو۔

(ب) اصل اَربعین میں جو باب اور عنوان قائم کیا گیا ہے حاشیے کی اَربعین میں بھی اسی عنوان و موضوع کی روایات نقل کی گئی ہیں

(ج) احادیث کے متعلق جو تشریح وتفصیل ہے وہ متن میں نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور حاشیے میں فقط احادیث وروایات مع ترجمہ نقل کی گئی ہیں۔

(۲) صحیحین کے حوالجات میں ہندی نسخوں کے جلد وصفحات نمبر کے ساتھ ارقامِ عالمیہ (انٹرنیشنل نمبر)

بھی درج کر دیئے ہیں تاکہ احادیث کی تلاش وتتبع میں آسانی ہو۔

(۳) صحیحین کے علاوہ باقی کتب میں فقط جلد نمبر اور صفحات نمبر درج کئے ہیں اور کتاب کے آخر میں مراجع و مآخذ کی فہرست میں کتاب کی تفصیلات تحریر کر دی ہیں، تاکہ مرقومہ جلد وصفحہ کو اسی خاص طباعت میں تلاش کیا جاسکے۔

(۴) صحیحین کی احادیث سے سند حذف کر کے محض متن نقل کیا ہے، کیوں کہ صحیحین کی احادیث میں اسناد پر بحث کی ضرورت نہیں۔

(۵) صحیحین کے علاوہ باقی تمام کتب کی احادیث مع سند نقل کی ہیں۔

(۶) صحیحین کی روایات میں دوسری کتب سے تخریج کا التزام نہیں کیا گیا؛ جبکہ صحیحین کے علاوہ بقیہ کتب کی روایات میں تمام اہم ومشہور کتب سے تخریج بھی کی گئی ہے۔

(۷) غیر صحیحین کی روایات کے ساتھ محدثین کے حوالے سے ان کا اسنادی حکم بھی واضح کیا گیا ہے۔

(۸) کوشش کی گئی ہے کہ درجہ حسن سے کمتر کوئی بھی روایت درج نہ کی جائے۔ بعض روایات کی اسناد کے متعلق بعض محدثین نے کلام کیا ہے؛ لیکن دوسرے بعض نے ان کی تصحیح وتحسین بھی کی ہے۔

(۹) "الأربعین فی فضائل خال المؤمنین من آثار الصحابة" میں تمام اقوال وآثار مع سند نقل کئے گئے ہیں، جبکہ "الأربعین فی فضائل خال المؤمنین من آثار التابعین" میں طوالت کے خوف سند حذف کر دی گئی ہے۔

(۱۰) عربی عبارات کے ترجمے میں لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے اصطلاحی ومفہومی ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۱۱) پوری کتاب میں اصل کتب سے مراجعت کے بعد ہی تمام تر حوالے درج کئے گئے ہیں۔

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی سہارنپوری
مرکز سجان گڈھ راجستھان

حضرت معاویہؓ کا مختصر سوانحی خاکہ

نام ونسب:

ابوعبدالرحمان معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔

ولادت:

راجح قول کے مطابق آپؓ کی ولادت بعثت نبوی ﷺ سے پانچ سال قبل ہوئی۔

قبولِ اسلام:

اکثر مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے جبکہ آپؓ کے اپنے بیان اور متعدد دلائل کی روشنی میں راجح یہ ہے کہ عمرۃ القضاء کے وقت ۶ سنہ ھ میں آپ نے اسلام قبول کیا؛لیکن اپنے والد کے ڈر سے اسلام چھپا کر رکھا اور فتح مکہ کے موقع پر جب آپؓ کے والد بھی مسلمان ہو گئے تب آپؓ نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ (تاریخ دمشق ۔البدایہ والنہایہ۔سیر اعلام النبلاء وغیرہ)

آپؓ کے والد:

ابوسفیان صخر بن حرب فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے،قریش کے بڑے سرداروں میں تھے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھے؛لیکن مسلمان ہونے کے بعد اپنی سابقہ دشمنی کی تلافی کی کوشش کی اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے مسلمانوں کے کسی لشکر کا امیر بنادیں تاکہ میں کفار سے لڑ کر اپنی سابقہ زندگی کی تلافی کرسکوں، حضور ﷺ نے ان کی درخواست کو منظور فرمالیا۔ (مسلم)

آپؓ کی والدہ:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمسؓ ،فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا،مسلمان ہونے سے پہلے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کی دشمنی میں اپنے شوہر ابوسفیان کی طرح پیش پیش تھیں لیکن اسلام کی برکت سے اللہ نے ان کے دل میں حضور ﷺ کی سچی محبت داخل فرمادی اور جب انھوں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے بھی ان سے اور ان کے خاندان سے محبت کا اظہار فرمایا۔ (بخاری)

بھائی اور بہنیں:

حضرت معاویہؓ کے چھ بھائی اور سات بہنیں تھیں؛

بھائی:

(۱) یزید بن ابوسفیانؓ (۲) حنظلہ بن ابوسفیان (۳) عمرو بن ابوسفیان (۴) عتبہ بن ابوسفیانؓ (۵) محمد بن ابوسفیان (۶) عنبسہ بن ابوسفیانؓ ۔

بہنیں:

(۱) ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیانؓ (۲) امینہ بنت ابوسفیان (۳) صخرہ بنت ابوسفیان (۴) ہند بنت ابوسفیان (۵) جویریہ بنت ابوسفیان (۶) ام الحکم بنت ابوسفیانؓ (۷) عزہ بنت ابوسفیانؓ ۔

ازواج:

حضرت معاویہؓ نے پانچ عورتوں سے نکاح کیا۔(۱) میسون بنت حمید بن بحدل؛انھیں حضرت معاویہؓ نے طلاق دیدی تھی (۲) کتوہ بنت قرظہ؛یہ آپؓ کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں (۳) فاختہ بنت قرظہ؛ان کے بطن سے عبدالرحمن پیدا ہوئے جن کی وجہ سے آپؓ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے (۴) نائلہ بنت عمارہ الکلبیہ ؛انھیں بھی آپؓ نے طلاق دیدی تھی (۵) قریبہ بنت ابوامیہ المخزومی۔

اولاد:

تین لڑکے (۱) یزید بن معاویہ (۲) عبدالرحمن بن معاویہ (۳) عبداللہ بن معاویہ۔دو لڑکیاں (۱) رملہ بنت معاویہ (۲) ہند بنت معاویہ۔

امارت وخلافت:

۱۸ سنہ ھ میں حضرت معاویہؓ کے بڑے بھائی یزید بن ابوسفیان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے بڑے بھائی یزید کی جگہ چھوٹے بھائی معاویہؓ کو دمشق،بعلبک، بلقاء کا والی (گورنر) مقرر فرمایا،حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں معاویہؓ کو مزید اختیارات تفویض فرمائے اور پورا ملک شام آپؓ کی ولایت میں دیدیا،حضرت علیؓ کے ساتھ آپؓ کی جنگیں ہوئیں لیکن حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ نے ۴۱ سنہ ھ میں آپؓ سے صلح فرمالی اور اس طرح آپؓ پوری مملکت اسلامیہ کے خلیفہ بن گئے۔

آپؓ کی امارت وخلافت چالیس سال کی طویل مدت پر محیط ہے،تقریباًاکیس سال آپؓ ملک شام کے والی رہے اور تقریباًانیس سال پوری اسلامی دنیا کے خلیفہ رہے۔فرضی اللہ عنہ

فتوحات:

آپؓ نے تقریباً ۶۴ لاکھ مربع میل زمین پر حکومت کی اور متعدد مما لک وشہر فتح کر کے اسلامی حکومت میں داخل کیئے،قسطنطنیہ،سجستان،خراسان،سمرقند،قبرص،ترکستان اور افریقہ وغیرہ کے متعدد علاقے فتح کیئے،آپؓ نے بحری بیڑے بنائے اور اسلامی تاریخ میں بحری جنگوں کی ابتداء فرمائی۔

شمائل وخصائل:

طویل القامت، کشادہ پیشانی،سفید چمکتا چہرہ،انتہائی بارعب اور باوقار تھے،ناگوار حالات میں بھی آپ کے چہرے پر کوئی تغیر نہیں آتا اور سنجیدگی ووقار برقرار رہتا۔یوں تو بیشمار خوبیوں کے مالک تھے؛لیکن آپؓ کی متعدد صفات ضرب المثل تھیں۔(۱) فقاہت (۲) حلم وتحمل (۳) عقل ودانائی (۴) تدبیر وسیاست (۵) جودوسخاوت (۶) حسن اخلاق (۷) خشیت وتقوی۔وغیرہ۔آپؓ کی زندگی کے یہ ایسے ابواب ہیں جن میں سے ہر ایک پر سینکڑوں صفحات لکھے جاسکتے ہیں۔

دربارنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقام ومرتبہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں آپؓ کو متعدد خصوصی شرف حاصل تھے۔(۱) وضو وغیرہ کی خدمت کا شرف (۲) کتابت وحی وکتب و رسائل کی خدمت کا شرف (۳) بیت المال کے معتمد ہونے کا شرف (۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردیف بننے کا شرف (۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختن (سسرالی) ہونے کا شرف۔وغیرہ

وفات:

آپؓ کی وفات ۲۲/رجب ۶۰ھ بروز جمعرات دمشق میں ہوئی،اس وقت آپؓ کی عمر مبارک ۷۸ سال تھی،حضرت ضحاک بن قیسؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔فرضی اللہ عنہ وجزاہ اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرا

الأربعين فی فضائل خال المؤمنين

من روايات الصحيحين

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله وصحبه اجمعين و من تبعهم باحسان الى يوم الدين خصوصًا علیٰ معاوية صهرالنبی ﷺ و ختنه و أمينه و كاتبه الذى دعا له النبی ﷺ بأن يجعله الله هاديا و مهديا وان يعلمه الحساب والكتاب و يمكن له فی البلاد و يقيه العذاب وان يملأ بطنه و صدره علمًا و حلمًا اما بعد!

حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت میں صحیحین کی بیشمار احادیث وارد ہیں، ان میں بعض احادیث تو وہ ہیں جو حضرت معاویہؓ کے ساتھ خاص ہیں جبکہ اکثر روایات وہ ہیں جن کے عموم میں حضرت معاویہؓ بالاجماع شامل ہیں۔

اولاً ہم وہ روایات ذکر کرتے ہیں جن کے عموم سے حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت ثابت ہوتی ہے۔

فضیلت معاویہؓ بحیثیت صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چودہ سو سال کے تمام اہلسنت محدثین، مؤرخین، فقہاء، محققین اور اصولیین کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایمان قبول کیا اور مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہے، لہذا آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، اور صحابہ کے لیے قرآن وسنت میں جتنے فضائل ومناقب وارد ہوئے ہیں دیگر صحابہؓ کی طرح حضرت معاویہؓ بھی بالاجماع ان تمام مناقب وفضائل کے کامل طور پر حقدار ہیں۔

اولاً ہم صحیحین کی وہ روایات ذکر کرتے ہیں جن میں حضرت معاویہؓ سمیت تمام صحابہؓ کی منقبت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔

پہلی حدیث

(۱) عَنْ اَبِیْ سَعِيدِ الْخُدْرِی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَأْتِي على النَّاسِ زَمانٌ، فَيَغْزُو فِئامٌ مِنَ النَّاسِ، فيقولونَ: فِيْكُمْ مَن صاحَبَ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ؟

فيَقولونَ: نعَمْ، فيُفْتَحُ لهمْ، ثُمَّ يَأْتِي علَى النَّاسِ زَمانٌ، فيَغْزُو فِئامٌ مِنَ النَّاسِ، فيُقالُ: هلْ فِيكُمْ مَن صاحَبَ أصْحابَ رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ؟ فيَقولونَ: نعَمْ، فيُفْتَحُ لهمْ، ثُمَّ يَأْتِي علَى النَّاسِ زَمانٌ، فيَغْزُو فِئامٌ مِنَ النَّاسِ، فيُقالُ: هلْ فِيكُمْ مَن صاحَبَ مَن صاحَبَ أصْحابَ رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ؟ فيَقولونَ: نعَمْ، فيُفْتَحُ لهمْ ۔(بخاری جلد ۱ صفحه ۵۱۵ رقم ۳٦٤۹ ۔مسلم جلد ۲ صفحه ۳۰۸ رقم ۲۵۳۲)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمان جہاد کے لیے نکلیں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی نبی ﷺ کا صحابی ہے؟ لوگ کہیں گے ہاں! پھر اس صحابی کی برکت سے انھیں فتح نصیب ہوگی، پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ غزوے کے لیے نکلیں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جسے نبی ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت حاصل ہو (تابعی)؟ لوگ کہیں گے، ہاں! پھر اس کی برکت سے انھیں فتح نصیب ہوگی، پھر ایک زمانہ آئے گا لوگ غزوے کے لیے نکلیں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی آدمی ایسا ہے جسے حضور ﷺ کے صحابی کے ساتھ رہنے والے (تابعی) کی صحبت حاصل ہو (تبع تابعی)؟ لوگ کہیں گے، ہاں! پھر اس کی برکت سے انھیں فتح نصیب ہوگی۔[1]

---

[1] الاربعین فی فضائل خال المؤمنین

من روایات غیر الصحیحین

(۱) حدثنا زید بن الحباب قال ثنا عبداللہ بن العلاء ابو الزبیر الدمشقی قال ثنا عبداللہ بن عامر عن واثلة بن الاسقع قال :قال رسول اللہ ﷺ :لا تزالون بخير مادام فيكم من رأني وصاحبني ،والله لاتزالون بخير مادام فيكم من رأى من رأني وصاحب من صاحبني ۔(مصنف ابن ابی شیبة جلد ۱۷ صفحه ۳۰۸ وقال المحقق الشیخ محمد عوامة والاسناد حسن۔المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۲ صفحه ۸٦، ۸۵۔السنة لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحه ٦۳۰۔ مسند الشامیین جلد ۱ صفحه ٤۵۲ ۔مجمع الزوائد جلد ۸ صفحه ۷٤۵۔قال الهیثمی :رواه الطبرانی من طرق ورجال احدها رجال الصحیح)

ترجمہ۔حضرت واثلة بن اسقعؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :تم اس وقت تک خیر و بھلائی میں رہو گے جب تک تم میں مجھے دیکھنے والے اور میرے صحبت یافتہ لوگ (صحابہ) موجود رہیں گے،اور بخدا تم اس وقت بھی خیر و بھلائی میں رہو گے جب تک تم میں مجھے دیکھنے والوں کو دیکھنے والے اور میرے صحبت یافتہ کی صحبت میں رہ چکے لوگ (تابعین) موجود رہیں گے۔

دوسری حدیث

(٢) عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَينٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، - قَالَ عِمْرَانُ فلاأَدْرِي :أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلاثًا - ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ ولا يُسْتَشْهَدُونَ، ويَخُونُونَ ولا يُؤْتَمَنُونَ، ويَنْذُرُونَ ولا يَفُونَ، ويَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔(بخاری جلد ١ صفحه ٥١٥ رقم ٣٦٥٠ ۔مسلم جلد ٢ صفحه ٣٠٩ رقم ٢٥٣٥)

ترجمہ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : سب سے بہترین دور میرا دور ہے (صحابہ کا دور) پھران کا جوان کے نزدیک ہیں (تابعین کا دور) پھران کا جوان کے نزدیک ہیں (تبع تابعین کا دور) ۔عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : مجھے یاد نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی اور وہ لوگ خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے، اور منت مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

تیسری حدیث

(٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فيهم، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ واللهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لا، قالَ: ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمانَةَ، يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا۔ (مسلم جلد ٢ صفحه ٣٠٩ رقم ٢٥٣٤)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین زمانہ وہ ہے جس میں مجھے لوگوں کے درمیان مبعوث کیا گیا (صحابہ کا زمانہ) پھر اس سے متصل زمانہ (تابعین کا زمانہ)۔ راوی کہتے ہیں: اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے زمانے کا ذکر کیا یا نہیں۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے، گواہی طلب کرنے سے پہلے ہی گواہی دیدیں گے۔

فائدہ: روایت میں مذکور لفظ" سمن و سمانۃ یعنی موٹاپا" سے مراد یا تو حقیقی موٹاپا ہے، یعنی وہ لوگ موٹے اور فربہ بدن کو پسند کریں گے اور اس مقصد کے لیے غیر محتاط ہو کر بے انتہاء کھایا کریں گے، یا مجازی معنی مراد ہے یعنی وہ لوگ اپنے لیے جھوٹے فضل وشرف اور القابات کو پسند کریں گے، یا موٹاپے سے مراد مال و دولت ہے۔ واللہ اعلم (نووی شرح مسلم)

چوتھی حدیث

(٤) عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ رقم ۳۶۵۱۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۹ رقم ۲۵۳۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہ) پھر ان سے متصل زمانے کے لوگ (تابعین) پھر ان سے متصل زمانے کے لوگ (تبع تابعین) پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی (بغیر سوچے سمجھے جھوٹی گواہیاں دیں گے اور اعتبار دلانے کے لیے جھوٹی قسمیں کھائیں گے)۔

پانچویں حدیث

(٥) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلٌ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: القَرْنُ الذي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ رقم ۲۵۳۶)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے زمانے کے لوگ (صحابہ) پھر دوسرے اور تیسرے زمانے کے لوگ (تابعین وتبع تابعین)۔[1]

---

[1] دوسری حدیث

(۲) حدثنا علی بن اسحاق انبأنا عبداللہ یعنی ابن المبارك انبأنا محمدبن سوقة عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر: ان عمربن الخطاب خطب بالجابية فقال: قام فينا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامی فیکم فقال: استوصوا باصحابی خیرا ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب۔ الحدیث۔ (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ وقال المحقق احمد شاکر: اسناده صحیح۔ مصنف ابن ابی شیبة جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۴۔ صحیح ابن حبان جلد ۱۵ صفحہ ۱۲۲ وقال المحقق شعیب ارنؤوط: اسناده صحیح۔ مسند الطیالسی جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ السنة لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحہ ۶۳۱۔)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: حضرت عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان اسی طرح کھڑے ہوئے جیسے میں آج تمہارے درمیان کھڑا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، پھر ان کے بعد آنے والوں (تابعین) کے ساتھ، پھر ان کے بعد آنے والوں (تبع تابعین) کے ساتھ (بھی اچھا سلوک کرنا)۔

چھٹی حدیث

(٦) عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّیْنَا المَغْرِبَ مع رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ علیه وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُلْنَا: لو جَلَسْنَا حتّی نُصَلِّيَ معهُ العِشَاءَ قالَ فَجَلَسْنَا، فَخَرَجَ عَلَیْنَا، فقالَ: ما زِلْتُمْ هَاهُنَا؟ قُلْنَا: یا رَسُولَ اللہِ، صَلَّیْنَا معكَ المَغْرِبَ، ثُمَّ قُلْنَا: نَجْلِسُ حتّی نُصَلِّيَ معكَ العِشَاءَ، قالَ أَحْسَنْتُمْ، أَوْ أَصَبْتُمْ قالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إلی السَّمَاءِ، وَكانَ كَثِیرًا ممّا یَرْفَعُ رَأْسَهُ إلی السَّمَاءِ، فَقالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَی السَّمَاءَ ما تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَی أَصْحَابِي ما یُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَی أُمَّتِي ما یُوعَدُونَ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ رقم ۲۵۳۱)

ترجمہ: حضرت ابو بردہ اپنے والد ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے تک یہیں بیٹھیں رہیں (تو زیادہ بہتر ہوگا) چنانچہ ہم بیٹھ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم ابھی تک یہیں بیٹھے ہو؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر ہم نے سوچا کہ ہم آپ کے ساتھ عشاء پڑھنے تک یہیں بیٹھے رہیں (تو بہتر ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور آپ اکثر آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے۔ (وحی وغیرہ کے انتظار میں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امان ہیں، جب ستاروں کا آسمان پر نکلنا بند ہوجائے گا تو آسمان پر وہی آئے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے (قیامت) اور میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں، جب میں چلا جاؤں گا میرے صحابہ پر وہ فتنے آئیں گے جن سے ڈرایا گیا ہے، اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں، جب میرے صحابہ رخصت ہوجائیں گے تو میری امت پر وہ فتنے آئیں گے جن سے ڈرایا گیا ہے۔

ساتویں حدیث

(٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیه وآله وسلم: لا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فلوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا ما بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، ولا نَصِیفَهُ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ رقم ۳۶۷۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو برا مت کہو اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو وہ (اجر و ثواب میں) میرے

صحابہ کے ایک مُد یا نصف مُد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

آٹھویں حدیث

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لا تَسُبُّوا أَصْحابِي، لا تَسُبُّوا أَصْحابِي، فَوالذي نَفْسِي بيَدِهِ لو أنَّ أَحَدَكُمْ أنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، ما أدْرَكَ مُدَّ أحَدِهِمْ، ولا نَصِيفَهُ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ رقم ۲۵۴۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو اُن کے ایک مُد یا نصف مُد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

فائدہ: "مُد" ناپ تول کے ایک پیمانے کا نام ہے جس کا وزن تقریباً ساڑھے سات سو گرام سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔[1]

---

[1] (۳) حدثنا عبدالرحمن بن الحسین الصابونی، قال نا علی بن سهل المدائنی، نا ابو عاصم الضحاك بن مخلد، عن ابن جریج عن عطاء عن عائشة قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: لاتسبوا اصحابی، لعن اللّٰه من سب اصحابی۔ (المعجم الاوسط للطبرانی جلد ۵ صفحه ۹۴۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحه ۷۴۸۔ وقال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله رجال الصحیح غیر علی بن سهل وهو ثقة)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا مت کہو، اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو میرے صحابہ کو برا کہے۔

(٤) حدثنا محمد بن یحیی، قال: حدثنا یعقوب بن ابراهیم بن سعد، قال: حدثنا عبیدة بن ابی رائطة عن عبدالرحمن بن زیاد عن عبداللّٰه بن مغفل رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: اللّٰه اللّٰه فی اصحابی، لاتتخذوهم غرضاً بعدی، فمن احبهم فبحبی احبهم، ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم، ومن آذاهم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذ اللّٰه، ومن آذ اللّٰه فیوشك ان یأخذه۔ (سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۲۲۵۔ مسند احمد جلد ۱۵ صفحه ۲۵۳ قال المحقق: اسناده صحیح۔ صحیح ابن حبان جلد ۱٦ صفحه ۲٤٤۔ شرح السنة للبغوی جلد ۱٤ صفحه ۷۰ قال البغوی: قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن، وقال المحقق شعیب الأرناؤوط: قد صححه ابن حبان و حسنه الترمذی کما نقل عنه المصنف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، انھیں میرے بعد طعن و تشنیع کا نشانہ مت بنانا، جو ان سے محبت رکھے گا وہ مجھ سے محبت کی وجہ سے اُن سے محبت رکھے گا، اور جو اُن سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھے گا، اور جس نے اُنھیں اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی، اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ بَیْنَ خَالِدِ بنِ الْوَلِیدِ، وبینَ عبدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ شيءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ: لا تَسُبُّوا أَحَدًا مِن أَصْحَابِي، فإنَّ أَحَدَكُمْ لو أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، ما أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ رقم ۲۵۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن الولید اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی بات ہوگئی جس کی وجہ سے خالد رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ دیا، (جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں کسی کو بھی برا نہ کہو، اس لیے کہ اگر تم میں کسی نے اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دیا تو میرے صحابہ کے ایک مُد یا نصف مُد کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ [۱]

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی بہت جلد اللہ اس کی گرفت فرمائیں گے۔

[۱] (۵) حدثنا الربیع بن ثعلب ابو الفضل املاءً، ثنا ابو اسماعیل المؤدب ابراھیم بن سلیمان بن رزین، عن اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی عن عبداللہ بن ابی اوفیٰ: شکی عبدالرحمن بن عوف خالد بن الولید، فقال: یاخالد لم تؤذی رجلاً من اھل بدر؟ لو انفقت مثل احد ذھباً لم تدرك عمله، فقال یا رسول اللہ! یقعون فی فارد علیھم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لاتؤذو خالد فانه سیف من سیوف اللہ ضبه اللہ علی الکفار۔ (فضائل الصحابة للامام احمد بن حنبل صفحہ ۵۷ وقال المحقق: اسناده صحیح۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ٤ صفحہ ۱۰٤۔ المستدرك جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ وقال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاه ووافقه الذھبی۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۸۱۔ وقال الھیثمی: رواه الطبرانی فی الصغیر والکبیر باختصار والبزار بنحوه ورجال الطبرانی ثقات)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی (سخت کلامی کی) دربار رسالت میں شکایت کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خالد! تم ایک بدری آدمی (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو (اپنی سخت کلامی سے) اذیت کیوں دیتے ہو؟ اگر تم اُحد کے برابر بھی سونا خرچ کردو تو بھی ان کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتے، خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ لوگ بھی مجھے برا کہہ رہے تھے اس لئے میں نے انھیں جواباً (برا) کہہ دیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خالد کو اذیت مت دو اس لئے کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ نے کفار پر غالب فرمایا ہے۔

فائدہ: متن میں مذکور مختصر روایات کے مقابلے یہ روایت قدرے مفصل ہے جس میں یہ بھی واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو فرمایا تھا وہ اس لئے تھا کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں جبکہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بدری نہیں ہیں اور بدری صحابہ کی فضیلت غیر بدری صحابہ پر بہت زیادہ ہے؛ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا: خالد سنو! عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تم سے بہت بڑے ہیں تم کبھی ان کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے اپنے بڑوں کو کبھی بُرا مت کہو؛ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تنبیہ: بعض ہویٰ پرست اور رافضیت زدہ لوگ ان مذکورہ روایات کو حضرت خالد بن الولید اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے واقعہ کے ساتھ خاص کر کے یہ گمراہی بکتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تمام صحابہ کو برا کہنے سے منع نہیں کیا، نیز خالد بن الولیدؓ جیسے لوگ صحابیت کی حد سے باہر ہیں، اگرچہ مذکورہ آخری روایت کے الفاظ میں ہی اس وسوسے کا کافی وشافی ازالہ موجود ہے؛ لیکن ایسے کج فہم اور بد باطن لوگوں کی تسلی کے لیے ہم شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کی مشہور کتاب "الصارم المسلول" سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ اقتباس ذرا طویل ہے لیکن فائدے سے خالی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

فان قیل فلم نهی خالداً عن ان یسب اصحابه اذا کان من اصحابه ایضاً ؟ وقال: لو ان احدکم انفق مثل احد ذهباً مابلغ مداحدهم ولانصیفه ، قلنا: لان عبدالرحمن بن عوف ونظرائه هم من السابقین الاولین الذین صحبونه فی وقت کان خالد وامثاله یعادونه فیه، وانفقوا اموالهم قبل الفتح وقاتلوا، وهم اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد الفتح وقاتلوا، وکلاً وعدالله الحسنیٰ، فقد انفردوا من الصحبة مالم یشارکهم فیه خالد، فنهی خالداً ونظرائه ممن اسلم بعد الفتح الذی هو صلح الحدیبیة وقاتل ان یسب اولئك الذین صحبوه قبله، ومن لم یصحبه قط نسبته الی من صحبه کنسبة خالد الی السابقین وابعد ۔ وقوله "لاتسبوا اصحابی" خطاب لکل احدان یسب من انفردعنه بصحبته ﷺ، وهذا کقوله فی حدیث آخر " ایها الناس انی اتیتکم فقلت: انی رسول الله الیکم ، فقلتم: کذبت ، وقال ابوبکر : صدقت ، فهل انتم تارکوا الی صاحبی ؟ فهل انتم تارکوا الی صاحبی؟ او کماقال بابی هو وامی ﷺ قال ذلك لما غامر بعض الصحابة ابابکر ، وذاك الرجل من فضلاء اصحابه ، لکن امتاز ابوبکر عنه بصحبة انفرد بها عنه۔ (الصارم المسلول ۳/۱۰۷۷تا ۱۰۷۹)

ترجمہ: اگر کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ نے خالدؓ کو یہ کہہ کر کہ "اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو میرے صحابہ کے ایک مُد یا نصف مُد کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا" اپنے صحابہ کو برا کہنے سے کیوں منع فرمایا؛ جبکہ خالدؓ بھی آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں؟۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے یہ اس لیے فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف اور ان کے جیسے صحابہ اُن سابقین واولین میں سے ہیں جو اُس وقت حضور ﷺ کی صحبت میں آچکے تھے جبکہ خالدؓ اور اِن کے جیسے لوگ حضور ﷺ سے دشمنی رکھتے تھے، اور فتح

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) بھی حضرت خالدؓ کو کچھ نازیبا باتیں کہی ہیں تو آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف وغیرہ اکابر صحابہ کو بھی سمجھایا کہ اگرچہ خالد مرتبے میں تم سے چھوٹے ہیں لیکن ایمان واسلام کی برکت سے اللہ نے انھیں بھی بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے اور کفار کے مقابلے انھیں تلوار بنا دیا ہے اس لئے تم بھی انھیں کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے ان کی دل شکنی ہو۔

سے پہلے اپنے اموال (اللہ کے لیے) خرچ کر چکے تھے اور اللہ کے راستے میں قتال کر چکے تھے، اور یہ لوگ وہ ہیں جو درجہ کے اعتبار سے اُن لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنھوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا، اور ان سب (سابقین وآخرین) کے لیے اللہ نے حُسنیٰ (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے، لہٰذا انھیں صحابیت کا ایسا ممتاز شرف حاصل ہے جو خالدؓ جیسے لوگوں کو حاصل نہیں، لہٰذا خالدؓ جیسے لوگوں کو۔جنھوں نے فتح یعنی صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا اور قتال کیا۔منع کیا کہ اُن لوگوں کو برا نہ کہیں جو اُن سے پہلے شرف صحابیت سے فیضیاب ہو چکے ہیں؛ اور جسے صحابیت کا شرف بالکل بھی نہ ملا ہو اس کی کسی بھی صحابی کی بنسبت وہی حیثیت ہے جو سابقین اولین کے مقابلے حضرت خالدؓ کی بلکہ اس سے بہت دور کی نسبت ہے، اور حضور ﷺ کا ”لاتسبوااصحابی“ فرمانا یہ ہر ایک سے خطاب ہے کہ جو بھی شرف صحابیت میں اس کے مقابلے ممتاز مقام رکھتا ہو اسے برا نہ کہا جائے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا : اے لوگو! جب میں تمہارے پاس آیا اور میں نے تم سے کہا کہ میں تمہارے پاس خدا کی جانب سے رسول بن کر آیا ہوں، تو جواب میں تم نے تکذیب کی اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی تو کیا تم میری رعایت میں میرے صحابی (ابوبکرؓ) کو چھوڑو گے؟ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی، اور یہ بات اس وقت فرمائی جب ایک صحابی (عمرؓ) سے حضرت ابوبکرؓ کا جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ صحابی (عمرؓ) حضور ﷺ کے بڑے صحابہ میں سے تھے، اس کے باوجود بھی اُن کے مقابلے حضور ﷺ کا صرف حضرت ابوبکرؓ کو اپنا صحابی قرار دینا یہ ابوبکرؓ کی اس امتیازی شان کی طرف اشارہ تھا جو اس صحابی (عمرؓ) کو حاصل نہیں تھی۔انتہی

فضیلت معاویہؓ بحیثیت قریشی

حضور پاک ﷺ نے عرب کے بہت سے قبائل اور خاندانوں کے فضائل بیان فرمائے، ان میں سب سے زیادہ مناقب قبیلۂ قریش کے ہیں، یہ بات بھی یقینی ہے کہ یہ تمام مناقب وفضائل ایمان کی حالت میں ہی نفع بخش ہیں اگر ان قبائل کا کوئی شخص ایمان قبول نہ کرے اور حالت کفر میں ہی مر جاوے تو اُسے یہ فضائل کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے۔

حضرت معاویہؓ قبیلہ قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ کے چشم و چراغ ہیں، آپ کا سلسلہ نسب ہے: معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ پانچویں پشت عبد مناف پر جا کر آپؓ کا نسب حضور ﷺ سے مل جاتا ہے۔

اس بات پر بھی صحابہ و تابعین سے لیکر آج تک تمام اہلسنت کا یقینی اجماع ہے کہ حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کے صحابی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا اور ایمان کی حالت میں ہی دنیا

سے رخصت ہوئے۔ فرضی اللہ عنہ

ظاہر ہے جب یقینی طور پر یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت معاویہ صحابی ہیں اور قبیلہ قریش کے ایک فرد ہیں تو یہ بات بھی یقینی و قطعی طور پر معلوم ہوگئی کہ قریش کے فضائل و مناقب میں وارد احادیث کے آپ بجا طور پر مصداق ہیں۔

حافظ ابن القیمؒ الجوزیہ فرماتے ہیں:۔

فما صح فی مناقب الصحابة علی العموم و مناقب قریش فهو رضی الله عنه داخل فیه۔(المنار المنیف صفحه ۷۸)

ترجمہ: صحابہؓ اور قریش کے مناقب میں جو صحیح احادیث وارد ہیں حضرت معاویہؓ ان کے عموم میں داخل ہیں۔ فالحمدللہ

اب ہم بخاری و مسلم کی وہ روایات ذکر کرتے ہیں جن میں قریش کے فضائل کا بیان ہے اور اُن فضائل کے عموم میں حضرت معاویہؓ بھی شامل ہیں۔

(۱۰) وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِن ولَدِ إِسْمَاعِيلَ، واصْطَفَى قُرَيْشًا مِن كِنَانَةَ، واصْطَفَى مِن قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، واصْطَفَانِي مِن بَنِي هَاشِمٍ۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ۲۴۵ رقم ۲۲۷۶)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں: میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: بلا شبہ اللہ رب العزت نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو چُنا، پھر کنانہ میں سے قریش کو چُنا، پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چُنا، پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔

فائدہ: اس روایت میں قبیلہ قریش کی زبردست فضیلت ہے کہ یہ قبیلہ اللہ کا منتخب کردہ ہے۔

(۱۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ عُثْمَانَ، دَعَا زَيْدَ بنَ ثَابِتٍ، وعَبْدَ اللهِ بنَ الزُّبَيْرِ، وسَعِيدَ بنَ العَاصِ، وعَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ الحَارِثِ بنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا في المَصَاحِفِ، وقالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ القُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وزَيْدُ بنُ ثَابِتٍ في شيءٍ مِنَ القُرْآنِ، فَاكْتُبُوهُ بلِسَانِ قُرَيْشٍ، فإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا ذلكَ۔ (بخاری جلد ۱ صفحه ۴۹۷ رقم ۳۵۰۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلایا (اور ان حضرات کو قرآن کریم کی جمع و ترتیب کا کام سونپا، آپؓ کے حکم سے) ان حضرات نے قرآن کو مصاحف میں نقل کیا، حضرت عثمانؓ نے (ان چار میں سے) تین قریشی حضرات سے فرمایا جب قرآن کے لہجے وغیرہ میں تمہارا اور زید بن ثابت کا اختلاف ہو تو لغت قریش کے مطابق لکھ دینا، اس لیے کہ قرآن قریش کی لغت میں ہی نازل

ہوا ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔

فائدہ: اللہ اللہ! اس سے بڑی اور کیا فضیلت ہوگی کہ رب کا قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔

(۱۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِي هذا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ ۔الحدیث ۔(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۶ رقم ۳۴۹۵ ۔مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ رقم ۱۸۱۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خلافت وحکومت کے معاملے میں دوسرے قبائل کے مسلمان قریشی مسلمانوں کے اسی طرح تابع رہیں گے جس طرح (زمانہ جاہلیت میں) دوسرے قبائل کے کافر لوگ کفار قریش کے تابع تھے۔

(۱۳) اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِي الخَیْرِ و الشَّرِّ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ رقم ۱۸۱۹)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں: جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہر خیر وشر میں قریش کے تابع ہیں۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس طرح عرب کے تمام کفار (بجز معدودے چند کے) اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے باز رہے جب تک کہ قریش نے کامل طور پر آپ کا اتباع نہیں کرلیا، پھر جب فتح مکہ کے موقع پر قریش کامل طور پر مسلمان ہوگئے تو انھیں دیکھ کر عرب کے دیگر قبائل بھی جوق در جوق مسلمان ہوتے چلے گئے، اسی طرح خلافت وحکومت کے معاملہ میں بھی مسلمان قریش ہی کے تابع رہیں گے۔

(۱۴) مُحَمَّدُ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ یُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِیَةَ وهو عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِن قُرَیْشٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ عَمْرِو بنِ العَاصِ یُحَدِّثُ أَنَّهُ سَیَکُونُ مَلِكٌ مِن قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِیَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَی عَلَی اللهِ بما هو أَهْلُهُ، ثُمَّ قالَ: أَمَّا بَعْدُ، فإنَّه بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنكُم یَتَحَدَّثُونَ أَحَادِیثَ لیسَتْ في کِتَابِ اللهِ، و لَا تُؤْثَرُ عن رَسولِ اللهِ صَلَّی اللهُ علیه وسلَّمَ، فَأُولَئِكَ جُهَّالُکُمْ، فَإِیَّاکُمْ و الأَمَانِيَّ الَّتي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فإنِّي سَمِعْتُ رَسولَ اللهِ صَلَّی اللهُ علیه وسلَّمَ یقولُ إنَّ هذا الأَمْرَ في قُرَیْشٍ لا یُعَادِیهِمْ أَحَدٌ، إلَّا کَبَّهُ اللهُ علَی وجْهِهِ، ما أَقَامُوا الدِّینَ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۷ رقم ۳۵۰۰)

ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ تک یہ بات پہنچائی۔ محمد بن جبیر قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ یہ حدیث بیان کر رہے ہیں کہ بہت جلد بنی قحطان میں ایک حکمراں پیدا ہوگا، یہ سن کر حضرت معاویہؓ غضبناک ہوگئے اور کھڑے ہو کر اللہ رب العزت کی شایان شان اس کی حمد وثنا کے بعد فرمایا، امابعد! لوگو! مجھے یہ بات

پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں بیان کر رہے ہیں جو نہ تو اللہ کی کتاب میں ہیں اور نہ حضور ﷺ سے منقول ہیں، یہ لوگ تم میں سب سے بڑے جاہل ہیں لہذا ایسے لوگوں سے اور اس طرح کے گمراہ کن خیالات سے بچو! بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بیشک یہ خلافت قریش میں ہی رہے گی جو بھی اُن سے چھیننے کی کوشش کرے گا اللہ اسے منہ کے بل گرادے گا (ذلیل کردے گا) لیکن یہ صورتحال اسی وقت تک رہے گی جب تک کہ قریشی لوگ دین کو قائم رکھیں گے۔[1]

(۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُرَیْشٌ، والأنْصارُ، وجُهَیْنَةُ، ومُزَیْنَةُ، وأَسْلَمُ، وغِفارُ، وأَشْجَعُ مَوالِيَّ لیسَ لهمْ مَوْلًی دُونَ اللهِ ورَسولِهِ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۷ رقم ۳۵۱۲۔مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ رقم ۲۵۲۰)

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ،

---

[1] **(٦) حدثنا وکیع عن سفیان عن ابن خیثم عن اسماعیل بن عبید بن رفاعة عن ابیه عن جده قال: جمع رسول الله ﷺ قریشاً فقال: هل فیکم من غیرکم؟ قالوا: لا الا ابن اختنا ومولانا وحلیفنا، فقال: ابن اختکم منکم ومولاکم منکم وحلیفکم منکم، ان قریشاً اهل صدق وامانة، فمن بغی لهم العواثر کبه الله علی وجهه۔ (مصنف ابن ابی شیبة جلد ۷ صفحه ۵٤٥۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ صفحه ٥٦۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ صفحه ٤٦۔المستدرك جلد ٤ صفحه ۷۳ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔مجمع الزوائد جلد ۹ صفحه ۷٥۷ وقال الهیثمی: رجال احمد والبزار واسناد الطبرانی ثقات)**

ترجمہ۔حضرت رفاعہ بن رافعؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے قریش کو جمع کر کے فرمایا: کیا تمہارے قریش کے علاوہ بھی کوئی اس مجلس میں ہے؟ لوگوں نے کہا: اور تو کوئی نہیں بس ہمارا بھانجا، آزاد کردہ غلام اور حلیف ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھانجا، تمہارا آزاد کردہ غلام اور تمہارا حلیف تم ہی میں سے ہے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ قریش صدق و امانت کے پیکر ہیں، جو قریش کے لئے کسی نقصان یا شر کا متلاشی ہوگا اللہ رب العزت اسے چہرے کے بل گرادے گا (ذلیل کردے گا)۔

(۷) حدثنا یونس بن محمد عن لیث بن سعد، عن یزید بن الهاد، عن ابراهیم بن سعد، عن صالح بن کیسان، عن ابن سلهب، عن محمد بن ابی سفیان، عن یوسف بن عقیل، عن سعد قال: سمعت النبی ﷺ یقول: من یرد هوان قریش یهنه الله۔ (مصنف ابن ابی شیبة جلد ۷ صفحه ٥٤٦۔مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ صفحه ۵۸۔مسند احمد جلد ۲ صفحه ۲۲۳ وقال المحقق احمد شاکر: اسناده صحیح۔سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۲۲۹۔المستدرك جلد ٤ صفحه ۷٤ وصححه الذهبی۔السنة لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحه ٦۳٤۔وصححه الالبانی فی الصحیحة رقم ۱۱۷۸)

ترجمہ۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جو قریش کی توہین کے درپے ہوگا اللہ اسے ذلیل فرمادے گا۔

اسلم،اشجع،اورغفار(یہ سب قبائل)میرے موالی(مددگاراورسب سے زیادہ قریبی)ہیں،اوران کے مولی و مددگارصرف اللہ ورسول ہیں۔

(۱۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: لا یَزالُ هذا الأَمْرُ في قُرَيْشٍ ما بَقِيَ منهمُ اثْنانِ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۷ رقم ۳۵۰۱۔مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ رقم ۱۸۲۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خلافت اس وقت تک قریش میں ہی رہے گی جب تک کہ ان میں سے دوآدمی بھی باقی رہیں گے۔[1]

(۱۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ عَلَی النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَسَمِعْتُہ یَقُولُ: إِنَّ

---

[1] (۸) حدثنا وکیع قال ثنا الاعمش قال، ثنا سھیل بن ابی الاسد عن بکیر الجزری عن انس قال: اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونحن فی بیت رجل من الانصار، فاخذ بعضادتی الباب ثم قال: الائمۃ من قریش۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۴۔ مسند احمد جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۔السنۃ لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحہ ۶۳۶۔وھو حدیث صحیح مشھور بلغ حد التواتر بمجموع طرقہ)

ترجمہ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم لوگ ایک انصاری صحابی کے گھر بیٹھے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے کی دونوں چوکھٹ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: خلفاء قریش ہی میں سے ہوں گے۔یعنی خلافت کے حقدار قریش ہی ہوں گے۔

(۹) حدثنا عبدالاعلی عن معمر عن الزھری عن سھل ابن ابی حثمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: تعلموا من قریش ولا تعلموھا وقدموا قریشاً ولا تؤخروھا، فان للقرشی قوۃ الرجلین من غیر قریش۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۳۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۔ السنۃ لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحہ ۶۳۶۔سنن الکبری للبیھقی جلد ۳ صفحہ ۱۲۱۔والحدیث صحیح رجال اسنادہ کلھم ثقات رجال الصحیح)

ترجمہ: حضرت سہل بن ابی حثمہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش سے سیکھو انھیں سکھاؤ مت! اور قریش کو آگے بڑھاؤ پیچھے مت کرو،اس لئے کہ ایک قرشی کو دوغیر قرشی لوگوں کے برابر طاقت حاصل ہے۔

(۱۰) حدثنا وکیع، عن مسعر عن عثمان بن المغیرۃ الثقفی، عن ابی صادق، عن ربیعۃ بن ناجد عن علی قال: ان قریشاً ھم ائمۃ العرب، ابرارھا ائمۃ ابرارھا وفجارھا ائمۃ فجارھا، ولکل حق فادوا الی کل ذی حق حقہ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۱۔مسند البزار جلد ۳ صفحہ ۱۳۔المستدرک جلد ۴ صفحہ ۷۵ وسکت ھو والذھبی عنہ۔سنن الکبری للبیھقی جلد ۸ صفحہ ۱۴۳۔المعجم الصغیر للطبرانی رقم ۴۲۵۔والحدیث صحیح، وقد جاء من عدۃ طرق مرفوعاً وموقوفاً)

ترجمہ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں: بلا شبہ قریش عرب کے مقتداء وپیشوا ہیں،قریش کے اچھے لوگ عرب کے اچھوں کے پیشوا ہیں اورقریش کے برے لوگ عرب کے برے لوگوں کے پیشوا ہیں،اورہر ایک کا حق ہے اس ہر صاحب حق کا اس کا حق دو۔

هذا الأَمْرَ لا يَنْقَضِي حتَّى يَمْضِيَ فِيهِم اثْنا عَشَرَ خَلِيفَةً، قالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بكَلامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قالَ: فَقُلتُ لأَبِي: ماقالَ؟قالَ: كُلُّهُمْ مِن قُرَيْشٍ۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ۱۱۹ رقم ۱۸۲۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ جناب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: بلاشبہ یہ خلافت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک مسلمانوں میں بارہ خلیفہ نہ آجائیں، جابرؓ کہتے ہیں: اس کے بعد آپ ﷺ نے آہستہ سے کوئی بات فرمائی جسے میں سن نہیں سکا، میں نے اپنے والد سے پوچھا حضور ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ میرے والد نے کہا: حضور ﷺ نے فرمایا تھا: وہ تمام بارہ خلیفہ قریش سے ہوں گے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت معاویہؓ کی فضیلت اور زیادہ واضح طور پر موجود ہے؛ کیوں کہ آپؓ قریشی ہونے کے ساتھ ساتھ ان بارہ خلفاء میں بھی شامل ہیں جن کی حضور ﷺ نے اس روایت میں پیشین گوئی فرمائی ہے۔[1]

نوٹ: حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں مناقب قریش والی احادیث پہلی بار ناچیز نے ہی رقم نہیں کیں

---

[1] **(۱۱) حدثنا زيد بن الحباب قال حدثنی معاوية بن صالح قال حدثنی ابو مريم قال سمعت ابا هريرة يقول: ان رسول الله ﷺ قال: الملك فی قريش۔الحديث۔ (مصنف ابن ابی شيبة جلد ۱۷ صفحه ۲۹۲ وقال الشيخ محمد العوامة: اسناده حسن قوی۔مسنداحمد جلد ۱۳ صفحه ۴۵۳ قال المحقق: اسناده صحيح ۔سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۲۳۱ ۔المعجم الكبير للطبرانی جلد ۱۷ صفحه ۱۲۱۔ وصححه الالبانی: السلسلة الصحيحة رقم ۱۰۸۳)**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خلافت وحکومت کی قابلیت قریش میں ہے یا خلافت وحکومت کے اہل قریش ہی ہیں۔

(۱۲) حدثنا يزيد بن هارون ،عن ابن ابی ذئب ،عن الزهری ،عن طلحة بن عبدالله بن عوف ،عن عبدالرحمن بن الازهر عن جبير بن مطعم ان رسول الله ﷺ قال: ان للقرشی مثل قوة رجلين من غير قريش، قيل للزهری، ماعنی بذلك؟ قال: فی نبل الرأی۔ (مصنف ابن ابی شيبة جلد ۱۷ صفحه ۲۸۲ ۔المستدرك جلد ٤ صفحه ۷۲ قال الحاكم: هذا حديث صحيح علی شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبی۔صحيح ابن حبان جلد ١٤ صفحه ۱۶۱ قال المحقق شعيب ارنؤوط: اسناده صحيح۔ مسند ابی يعلی جلد ۱۳ صفحه ۳۹۷ وقال المحقق: اسناده صحيح۔ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۲ صفحه ١١٤ ۔مجمع الزوائد جلد ۹ صفحه ۷۵۶ وقال الهيثمی: رواه احمد وابويعلی والبزار والطبرانی ورجال احمد وابی يعلی رجال الصحيح)

ترجمہ۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک قریشی آدمی کو دو غیر قریشی آدمیوں کے برابر قوت حاصل ہے۔زہریؒ سے پوچھا گیا: کون سی قوت مراد ہے؟ فرمایا: حسن رائے۔

بلکہ اس سے قبل بھی اہلسنت کے متفق علیہ ائمہ ایسا کر چکے ہیں، مثلاً۔امام ابوبکر احمد بن محمد الخلال ؒ (المتوفی ۳۱۱ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "السنۃ" میں اور امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی ؒ (المتوفی ۴۱۸ھ) نے اپنی مشہور و معروف کتاب "شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ" میں حضرت معاویہ ؓ کے فضائل میں وہ احادیث بھی درج کی ہیں جن میں قریش کی منقبت کا بیان ہے، ان کے علاوہ حافظ ابن القیم ؒ کا حوالہ پیچھے گذر چکا ہے۔[1]

فضیلت معاویہ ؓ بحیثیت ذوقرابت نبی ﷺ

یوں تو حضور ﷺ حکماً پوری امت کے لیے بمنزلہ روحانی باپ کے ہیں، اس لیے پوری امت کے ہر فرد سے آپ کا مضبوط دینی وایمانی رشتہ ہے لیکن اس دینی رشتے کے ساتھ اگر کسی کا آپ ﷺ سے نسبی وقرابتی رشتہ بھی قائم ہوجائے تو زہے نصیب۔حضرات صحابہ کرام ؓ حضور ﷺ سے رشتہ داری کا تعلق قائم کرنے میں بڑا فخر محسوس کرتے تھے اور اس کے لیے مسلسل کوشاں رہتے، حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کس قدر عقیدت ومحبت اور اصرار وخواہش کے ساتھ حضور ﷺ کو اپنی بیٹیاں دیں! اور ہو بھی کیوں نا! دنیا میں

---

[1] (۱۳) اخبرنا ابو محمد عبدالرحمن بن عمر البزاز، انبا ابو سعید احمدبن محمد بن زیاد الاعرابی، انبأ محمدبن غالب، ثنا مسلم بن ابراهیم، ثنا شعبة، عن عمرو بن دینار عن عبید بن عمیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انه کان یقول: اللهم اذقت اول قریش نکالاً، فاذق آخرهم نوالاً۔ (مسندالشهاب جلد ۲ صفحه ۱۴۳۔مصنف ابن ابی شیبة جلد ۷ صفحه ۵۴۶۔مسنداحمد جلد ۲ صفحه ۵۵۳ وقال المحقق احمدشاکر: اسناده صحیح۔سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۲۲۹ وقال: هذا حدیث حسن صحیح۔السنة لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحه ۶۴۱۔وصححه الالبانی کماصرح به تلمیذه فی حاشیة مسندالشهاب)

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (قریش کو دعا دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اے اللہ! جس طرح آپ نے قریش کے پہلے (مسلمان) لوگوں کو تکالیف ومصائب سے دوچار فرمایا (اس کے بدلے) ان کے بعد والوں کو اپنی نعمتوں اور عنایتوں سے مالامال فرما۔

(۱۴) حدثنا محمدبن عبداللہ الاسدی، عن ابن ابی ذئب، عن جبیر بن ابی صالح، عن الزهری عن سعدبن ابی وقاص قال: ان رجلاً قتل، فقیل للنبی ﷺ، فقال: ابعده الله! انه کان یبغض قریشاً۔ (مصنف ابن ابی شیبة جلد ۱۷ صفحه ۲۹۴۔مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ صفحه ۵۸۔ السنة لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحه ۶۳۸۔مسندالبزار جلد ۴ صفحه ۲۳۔رجال اسناده ثقات الا ان الزهری لم یدرك سعدا)

ترجمہ۔حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں: ایک آدمی کو کسی نے قتل کر دیا، لوگوں نے حضور ﷺ کے سامنے اس مقتول کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اسے (اپنی رحمت) دور کرے، بیشک یہ آدمی قریش سے بغض رکھتا تھا۔

اگر کسی شخص کا کسی بادشاہ یا حاکم سے کوئی دور کا بھی رشتہ نکل آئے تو انسان پھولا نہیں سماتا فخریہ انداز میں لوگوں کے سامنے اپنے رشتے کو بیان کرتا پھرتا ہے؛ پھر اس شخص کی سعادت و خوش نصیبی کے کیا کہنے جسے ایمان و اسلام کے ساتھ ساتھ امام الانبیاء، فخر دوعالم سرور کونین جناب محمد عربی ﷺ سے رشتہ داری کا تعلق نصیب ہو جائے۔

حضرت معاویہ ؓ زوجۂ رسول کے بھائی اور تمام مؤمنین کے ماموں ہیں

حضرت معاویہ ؓ کی حضور ﷺ سے سب سے مشہور اور قریبی رشتہ داری یہ ہے کہ آپ ؓ ام المؤمنین حضرت اُم حبیبہ ؓ کے حقیقی بھائی ہیں، اور خبرِ قرآنی کے مطابق حضرت ام حبیبہ ؓ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں، اسی نسبت کی وجہ سے علماء اہلسنت نے اجماعی طور پر حضرت معاویہ ؓ کو خال المؤمنین (تمام مسلمانوں کے ماموں) کا تعظیمی لقب دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔

فکانت ام حبیبۃ ام المؤمنین و معاویۃ خال المؤمنین۔ (الشریعۃ صفحہ ۲۴۴۸)

ترجمہ: ام حبیبہ ؓ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور معاویہ ؓ تمام مؤمنین کے ماموں ہیں۔

ابو طالب احمد بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے پوچھا: کیا میں معاویہ ؓ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خال المؤمنین کہہ سکتا ہوں؟ امام احمد بن حنبل ؒ نے فرمایا: ہاں! اور کیوں نہیں؛ جب کہ معاویہ ؓ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ ؓ کے بھائی ہیں اور ابن عمر ؓ ام المؤمنین حضرت حفصہ ؓ کے بھائی ہیں اور یہ دونوں حضور ﷺ کی بیویاں اور تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (السنۃ للخلال رقم ۶۵۷)

امام ابو بکر المروزی ؒ فرماتے ہیں کہ: ایک بار ہارون بن عبداللہ ؒ امام احمد بن حنبل سے کہنے لگے: میرے پاس رقہ سے ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت معاویہ ؓ کو خال المؤمنین نہیں مانتے، یہ سن کر امام صاحب ؒ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: اس بات پر بھی انھیں اعتراض ہے؟ ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں۔ (السنۃ للخلال رقم ۶۵۸)

امام ابو بکر آجری ؒ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے حضرت معاویہ ؓ کی بہن ام حبیبہ ؓ سے نکاح کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم فرمایا؛ اور پھر اس رشتے کے بعد حضرت ام حبیبہ ؓ اُم المؤمنین بن گئیں اور حضرت معاویہ ؓ خال المؤمنین بن گئے۔ (الشریعہ صفحہ ۲۴۳۱)

یوں تو دیگر ازواج مطہرات کے بھائیوں مثلاً عبداللہ بن عمر ؓ، عبدالرحمن بن ابی بکر ؓ وغیرہ کو بھی خال المؤمنین کہا جا سکتا ہے لیکن خدا کی تکوینی مصلحت ہے کہ یہ لقب بطور خاص صرف حضرت معاویہ ؓ کے لیے ہی

مشہور ہوا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سے حضرت معاویہؓ کی رشتے داریوں کی تفصیل پر ایک مفصل مضمون کا ایک خاص حصہ من وعن نقل کر دیا جائے۔

نوٹ: یہ مضمون "عشرہ کاتب وحی" کے دوران کسی بھائی نے ناچیز کو ارسال کیا تھا، اس کے اول و آخر میں کہیں بھی مضمون نگار کا نام درج نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ کسی انتہائی مخلص و گمنامی پسند بندے کا مضمون ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اگر آئندہ مضمون نگار کا پتہ چلے گا تو اگلے ایڈیشن میں ان کا نام شامل کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

سیدنا معاویہؓ کی رشتہ داریاں:

سیدنا معاویہؓ کی حضور ﷺ سے کئی ایک رشتہ داریاں تھیں۔ اسی طرح سیدنا معاویہؓ کی اہل بیت اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی رشتہ داریاں تھیں، ان تمام رشتہ داریوں کی تفصیل ذیل میں بیان کی جارہی ہے:۔

سیدنا معاویہؓ کی آپ ﷺ سے پہلی رشتہ داری:

سیدنا معاویہؓ اور آپ ﷺ میں سگا خونی رشتہ تھا۔ عبد مناف کے دو قبیلے تھے، بنو ہاشم اور بنو امیہ۔ اور سیدنا معاویہؓ کا سلسلہ پانچویں نسل میں جا کر آپ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ لہذا سیدنا معاویہؓ آپ ﷺ کے بھتیجے ہوئے۔

دونوں سلسلۂ نسب یوں ہیں:

محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔

سیدنا معاویہؓ کی آپ ﷺ سے دوسری رشتہ داری:

سیدنا معاویہؓ کی بہن ام المؤمنین سیدہ رملہ ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ آپ ﷺ کی زوجۂ محترمہ تھیں، یعنی سیدنا معاویہؓ آپ ﷺ کے برادر نسبتی ہوئے۔

معروف شیعہ مؤرخ مرزا تقی سپہر لکھتا ہے:۔

"ام حبیبہ زوجہ رسول خدا ﷺ بود و دختر ابی سفیان بن حرب است" یعنی حضرت ام حبیبہؓ رسول خدا ﷺ کی زوجہ تھیں اور ابی سفیانؓ بن حرب کی بیٹی تھیں۔ (ناسخ تواریخ ۴/ ۲۲۱)

سیدنا معاویہؓ کی آپ ﷺ سے تیسری رشتہ داری:

آپ ﷺ کی ایک صاحبزادی جن کا نام رقیہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ تھا، سیدنا عثمانؓ کی بیوی تھیں، انکے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام عبداللہ بن عثمانؓ تھا اور یہ آپ ﷺ کے سگے نواسے تھے، عبداللہ بن عثمان کا نکاح سیدنا معاویہؓ کی بیٹی رملہ بنت معاویہؓ سے ہوا تھا۔لہذا سیدنا معاویہؓ کی بیٹی آپ ﷺ کی بہو تھی، یعنی آپ ﷺ اور سیدنا معاویہؓ میں یہ ایک اور سسرالی رشتہ تھا، اور یہی رشتہ سیدنا معاویہؓ کا سیدنا عثمانؓ سے بھی بنا، عبداللہ بن عثمان عہد فاروقی میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔(جمہرۃ انساب العرب از ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ)

سیدنا معاویہؓ کی آپ ﷺ سے چوتھی رشتہ داری:

سیدنا معاویہؓ کی ایک زوجہ جن کا نام قریبۃ الصغریٰ تھا؛ وہ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین سیدہ میمونہؓ بنت حارث کی سگی بہن تھیں۔ یوں سیدنا معاویہؓ آپ ﷺ کے ہم زلف ہوئے۔اور میمونہؓ بنت حارث کی آٹھ بہنیں تھیں اور سب کا نکاح جلیل القدر صحابہ سے ہوا تھا۔

معروف شیعہ مؤرخ ابوجعفر محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو الہاشمی لکھتا ہے:۔

و سالفه من قبل ميمونة رحمها الله، معاوية بن ابی سفيان بن حرب بن امية عنده قرينه الصغري بنت الحارث اخت ميمونه لابيها لم تلو له

یعنی حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کے عقد میں حضرت میمونہؓ کے باپ کی طرف سے انکی ہمشیرہ قرینہ الصغریٰ تھیں جن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔(کتاب المحبر ، صفحہ ۱۰۲)

سیدنا معاویہؓ کی آپ ﷺ سے پانچویں رشتہ داری:

آپ ﷺ کے چچازاد بھائیوں میں سے ایک کا نام نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ انکے بیٹے کا نام حارث بن نوفل تھا جو کہ آپ ﷺ کے بھتیجے ہوئے، ان کا نکاح سیدنا معاویہؓ کی بہن اور ابوسفیانؓ کی بیٹی ہند بنت ابی سفیان سے ہوا۔ان سے اولاد بھی ہوئی، جن میں سے ایک بیٹے کا نام محمد بن حارث بن نوفل اور ایک کا نام عبداللہ بن حارث بن نوفل تھا۔ ملاحظہ ہو:

هند بنت ابي سفيان بن حرب بن امية الا موية اخت معاوية كانت زوج الحارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب بن هاشم فولدت له ابنه محمدا

یعنی ہند بنت ابی سفیانؓ حضرت امیر معاویہؓ کی ہمشیرہ، حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب

بن ہاشم کے نکاح میں تھیں، اور ان سے ایک لڑکا محمد پیدا ہوا۔ (الاصابہ ۳ / ۵۸۔تہذیب الاحکام ۵ / ۱۸۱۔طبقات ابن سعد ۵ / ۲۴)

شیعہ مؤرخ ابن ابی الحدید بھی اسکے بارے میں لکھتا ہے:

وارسل عبدالله بن الحارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب وامه هند بنت ابي سفيان بن حرب الي معاوية

یعنی حضرت حسینؓ نے عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب جن کی والدہ کا نام ہند بنت ابی سفیان بن حرب تھا کو حضرت معاویہؓ کی طرف روانہ کیا۔(شرح نہج البلاغہ از ابن ابی الحدید)

یعنی محمد اور عبداللہ ابنا الحارث آپ ﷺ کے پوتے اور سیدنا معاویہؓ کے سگے بھانجے تھے۔نوفل آپ ﷺ کی سالی کے شوہر اور معاویہؓ کے بہنوئی ہوئے اور نوفل کی جانب سے انکے بیٹے آپ ﷺ کے بھتیجے ہیں، یعنی سیدنا معاویہؓ کے بھانجے آپ ﷺ کے بھتیجے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا آپ ﷺ اور سیدنا معاویہؓ میں خونی اور سسرالی دونوں رشتے تھے۔جبکہ سسرالی رشتے تو تگنے تگنے تھے! انتہی۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت معاویہؓ کو آپ ﷺ سے کئی اعتبار سے انتہائی قریبی قرابت (رشتے داری) کا شرف حاصل ہے تو جن احادیث میں حضور ﷺ کی قرابتوں کے فضائل وارد ہوئے ہیں لامحالہ طور پر حضرت معاویہؓ ان فضائل کے مصداق ہیں۔

اب ذیل میں وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں حضور ﷺ کی قرابت کے فضائل کا بیان ہے۔

(۱۸) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: ذَهَبَ عبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ مع أُنَاسٍ مِن بَنِي زُهْرَةَ إلى عَائِشَةَ، وكَانَتْ أَرَقَّ شيءٍ عليهم، لِقَرَابَتِهِمْ مِن رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۷ رقم ۳۵۰۳)

ترجمہ: عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ قبیلہ بنو زہرہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ام المومنینؓ بنو زہرہ کے لوگوں پر کچھ زیادہ ہی شفیق و مہربان تھیں کیوں کہ ان کی حضور ﷺ سے قرابت (رشتے داری) تھی۔

(۱۹) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كانَ عبدُ اللَّهِ بنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ البَشَرِ إلى عَائِشَةَ بَعْدَ النبيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ وأَبِي بَكْرٍ، وكانَ أَبَرَّ النَّاسِ بهَا، وكَانَتْ لا تُمْسِكُ شيئًا ممَّا جَاءَهَا مِن رِزْقِ اللَّهِ إلَّا تَصَدَّقَتْ، فَقالَ ابنُ الزُّبَيْرِ: يَنْبَغِي أنْ يُؤْخَذَ علَى يَدَيْهَا، فَقالَتْ: أيُؤْخَذُ علَى يَدَيَّ، عَلَيَّ نَذْرٌ إنْ كَلَّمْتُهُ، فَاسْتَشْفَعَ إلَيْهَا برِجَالٍ مِن قُرَيْشٍ، وبِأَخْوَالِ رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ خَاصَّةً

فَامْتَنَعَتْ، فَقَالَ له الزُّهْرِيُّونَ أَخْوَالُ النبيّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، منهم عبدُ الرَّحْمَنِ بنُ الأَسْوَدِ بنِ عبدِ يَغُوثَ، والمِسْوَرُ بنُ مَخْرَمَةَ: إذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمُ الحِجَابَ، فَفَعَلَ فأَرْسَلَ إِلَيْهَا بعَشْرِ رِقَابٍ فأَعْتَقَتْهُمْ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ، فَقالَتْ: وَدِدْتُ أَنّي جَعَلْتُ حِينَ حَلَفْتُ عَمَلًا أَعْمَلُهُ فأَفْرُغُ منه۔ (بخاری جلد ۱ صفحه ۴۹۷ رقم ۳۵۰۵)

ترجمہ: عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو حضور ﷺ اور اپنے والد صدیق اکبرؓ کے بعد سب سے زیادہ عبداللہ بن زبیرؓ سے محبت تھی، اور عبداللہ بن زبیرؓ بھی ام المومنینؓ کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرتے تھے، حضرت عائشہؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی مال آپ کے پاس آتا اسے فوراً صدقہ کردیتی اور اپنے پاس بالکل نہیں روکتیں، ایک بار عبداللہ بن زبیرؓ کہنے لگے کہ ام المؤمنینؓ کو اس قدر صدقے سے روکنا چاہیئے، جب حضرت عائشہؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: اچھا! عبداللہ مجھے روکے گا؟ اب اگر میں عبداللہ سے بات کروں تو مجھ پر نذر واجب ہے، (جب حضرت عائشہؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بولنا چھوڑ دیا) تو ابن زبیرؓ نے قریش بالخصوص آپ ﷺ کے نانیہالی رشتے داروں (بنو زہرہ) میں سے کچھ لوگوں کو آپؓ کی خدمت میں بھیج کر سفارش کروائی (کہ عبداللہؓ کے ساتھ کلام شروع فرمادیں) لیکن حضرت عائشہؓ نے منع فرمادیا، بنو زہرہ حضور ﷺ کے نانیہال والوں نے۔ جن میں عبدالرحمن بن الاسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہؓ تھے۔ حضرت ابن زبیرؓ سے فرمایا: جب ہم لوگ ام المؤمنینؓ سے حاضری کی اجازت طلب کریں تم فوراً اندر چلے جانا، چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسا ہی کیا (اور حضرت عائشہؓ خوش ہوگئیں) اس کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں دس غلام بھیجے تاکہ انھیں آزاد کر کے اپنی نذر پوری کرلیں، آپؓ نے انھیں آزاد فرمادیا اس کے بعد بھی آپ مسلسل غلام آزاد کرتی رہیں حتی کہ چالیس غلام آزاد کردئیے اور فرمانے لگیں، کاش میں نے نذر واجب کرتے وقت کسی خاص کام کو متعین کرلیا ہوتا تاکہ اسے کر کے میں فارغ ہوجاتی۔

فائدہ: قبیلہ بنو زہرہ کے اندر آپ ﷺ کا نانیہال تھا اس اعتبار سے بنو زہرہ کے لوگ آپ ﷺ کے ماموں تھے، آپ ﷺ سے رشتہ داری اور قرابت کی وجہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اس قبیلہ کا اتنا احترام کرتی تھیں کہ جس وقت سخت غصے کی وجہ سے اپنے چہیتے اور لاڈلے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کی بھی رعایت نہیں کی اس وقت بنو زہرہ کے لوگوں کی رعایت کی اور ان کی سفارش وکوشش پر اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ کلام شروع فرمایا۔

اللہ اکبر! جب ام المؤمنینؓ حضور ﷺ کی رشتے داری کی وجہ سے پورے قبیلہ بنو زہرہ کا اس قدر احترام فرماتی تھیں تو حضور ﷺ کی قرابت ورشتے داری کی رعایت میں مسلمانوں کو حضرت معاویہؓ کا کس قدر

احترام کرنا چاہئے جبکہ حضور ﷺ سے حضرت معاویہؓ کی قرابت بنوزہرہ کی قرابت کے مقابلے زیادہ مضبوط ہے؛ کیوں کہ آپؓ کی حقیقی بہن حضرت ام حبیبہؓ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

(٢٠) عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهما، {إِلَّا المَوَدَّةَ في القُرْبَى}، قالَ: فقالَ سَعِيدُ بنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، فَقالَ: إنَّ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِن قُرَيْشٍ، إلَّا وله فيه قَرَابَةٌ، فَنَزَلَتْ عليه: إلَّا أنْ تَصِلُوا قَرَابَةً بَيْنِي وبيْنَكُمْ۔ (بخاری جلد ١ صفحه ٤٩٦ رقم ٣٤٩٧)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے آیت کریمہ (جوسورہ شوریٰ ٢٣/ میں ہے) "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" کی تفسیر یہ مروی ہے (آپ ان سے کہئے کہ میں تم سے اس (تعلیم و تبلیغ) پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا ہوں بجز رشتے داری کی محبت کے الخ) طاؤس کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا: کیا اس آیت میں حضور ﷺ کے رشتے دار مراد ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں حضور ﷺ کی رشتے داریاں نہ ہوں، تو یہ آیت نازل ہوئی، مقصد یہ ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت و رشتے داری ہے اس کا خیال رکھو۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی قرابت و رشتہ داری کا پاس ولحاظ رکھنا خود اللہ رب العزت کا حکم ہے، اور اس حکم میں حضور ﷺ سے حضرت معاویہؓ کی قرابت بھی یقینی طور پر داخل ہے۔

(٢١) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا ـ قَالَتْ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ ـ فتَكَلَّمَ أبو بَكْرٍ فَقَالَ: والذي نَفْسِي بيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ أحَبُّ إلَيَّ أنْ أصِلَ مِن قَرَابَتِي۔ (بخاری جلد ١ صفحه ٥٢٦ رقم ٣٧١١)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرماتی ہیں: حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے حضور ﷺ کی قرابت اور رشتہ داریوں میں صلہ رحمی کرنا مجھے اپنی رشتے داریوں میں صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

اللہ اللہ! خلیفۂ رسول، افضل الخلق بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کی قرابت و رشتے داریوں کے بارے میں کیسی عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے ہیں اور اپنی حقیقی رشتے داریوں کے مقابلے حضور ﷺ کی رشتے داریوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

(٢٢) ابنُ عَوْنٍ قال كتَبْتُ إلى نافعٍ، فكتَب إليَّ: إنَّ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ أغَارَ على بَنِي المُصْطَلِقِ وهُمْ غَارُّونَ، وأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى على المَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ، وأَصَابَ يَومَئذٍ جُوَيْرِيَةَ، حدَّثَني به عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ، وكانَ في ذلكَ الجَيْشِ۔ (بخاری جلد ١

صفحہ ۳٤٥ رقم ۲٥٤۱ ۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۱ رقم ۱۷۳۰)

ترجمہ: ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے نافع کو خط لکھا، جواب میں نافع نے مجھے خط لکھا جس میں لکھا کہ نبی ﷺ نے قبیلہ بنو المصطلق پر اچانک حملہ کر دیا اس حال میں کہ وہ لوگ بالکل غافل تھے اور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے، چنانچہ ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کر دیا گیا اور بچوں وعورتوں کو غلام بنالیا گیا، اُنھیں قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں (جو بعد میں ام المومنین بنیں) نافع کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا جو اس لشکر میں شریک تھے۔

نوٹ۔ بخاری ومسلم کی یہ روایت مجمل ہے مفصل روایت حاشیے میں ملاحظہ فرمائیں![1]

---

[1] (۱٥) قال ابن اسحاق وحدثنی محمدبن جعفر بن الزبیر عن عروۃ الزبیر عن عائشۃ قالت: لماقسم رسول اللہ ﷺ سبایا بنی المصطلق وقعت جویریۃ بنت الحارث فی السهم لثابت بن قیس بن الشماس او لابن عم له فکاتبته علی نفسها، کانت امرأۃ حلوۃ ملاحۃ لایراها احد الا اخذت بنفسه، فاتت رسول اللہ ﷺ تستعینه فی کتابتها ؛قالت عائشۃ فو اللہ ماهو الا ان رأیتها علی باب حجرتی فکرهتها وعرفت انه سیری منها ﷺ ما رأیت ،فدخلت علیه فقالت : یا رسول اللہ! انا جویریۃ بنت الحارث بن ابی ضرار سیدقومه وقد اصابنی من البلائ مالم یخف علیك ،فوقعت فی السهم لثابت بن قیس بن الشماس او لابن عم له فکاتبته علی نفسی ،فجئتك استعینك علی کتابتی ،قال: فهل لك فی خیر من ذلك؟ قالت: وماهو یارسول اللہ؟ قال : اقضی عنك کتابتك واتزوجك ؛قالت نعم یا رسول اللہ ،قال :قدفعلت ،قالت :وخرج الخبر الی الناس ان رسول اللہ ﷺ قدتزوج جویریۃ ابنۃ الحارث بن ابی ضرار ،فقال الناس: اصهار رسول اللہ ﷺ وارسلوا ما بایدیهم ،قالت: فلقد اعتق بتزویجه ایاها مئۃ اهل بیت من بنی المصطلق ،فما اعلم امرءاۃ کانت اعظم علی قومها برکۃ منها ۔ (مسنداحمد جلد ۱۸ صفحہ ۲۰٥ وقال المحقق : اسنادہ صحیح ۔وقال المحقق شعیب ارنؤط: اسنادہ حسن مسنداحمد جلد ٤۳ صفحہ ۳۸٥ ۔ سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ٥٤۸ ۔صحیح ابن حبان جلد ۹ صفحہ ۳٦۱ وقال المحقق : اسنادہ قوی ۔السیرۃ النبویۃ لابن هشام جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ ،۲۱۹ ۔المستدرك جلد ٤ صفحہ ۲٦ ۔طبرانی کبیر جلد ۲٤ صفحہ ٦۱ ۔السنن الکبری للبیهقی جلد ۹ صفحہ ۷٤ ۔وحسنه الالبانی:سنن ابی داؤد بتحقیق الالبانی رقم ۳۹۳۱)

ترجمہ۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے بنو المصطلق کے قیدیوں کو تقسیم کیا تو جویریہ بنت حارث؛ ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں، جویریہؓ نے ثابتؓ سے اپنی آزادی کے بدلے کتابت کا معاہدہ کرلیا۔ جویریہؓ بڑی خوبصورت اور حسین وجمیل تھیں اُس وقت جو بھی انھیں دیکھتا اپنے لئے حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ چنانچہ جویریہؓ اپنے معاملہ کتابت میں تعاون کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: بخدا جب میں نے جویریہؓ کو اپنے دروازے پر دیکھا تو سخت ناپسند کیا کیوں کہ میں جانتی تھی کہ (ان کے حسن وجمال کی وجہ سے ان میں جو کشش مجھے نظر آرہی ہے وہ حضور ﷺ کو بھی نظر آئے گی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) (کہیں حضور ﷺ ان سے نکاح نہ فرمالیں) چنانچہ جویریہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں، آج میں جس مصیبت میں مبتلا ہوں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں، میں ثابت بن قیس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئی تھی اور میں نے ان سے اپنی آزادی کے عوض مکاتبت کرلی ہے، اس لئے اب میں مال کتابت میں مدد کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا: کیا میں تیرے ساتھ اور بھی بہتر سلوک نہ کروں؟ جویریہؓ نے کہا: وہ کیا ہے یارسول اللہ!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا بدل کتابت ادا کرکے تجھ سے نکاح کرلوں؟ جویریہؓ نے کہا: یارسول اللہ! مجھے منظور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں نے کرلیا (مال کتابت بھی ادا فرمادیا اور نکاح بھی کرلیا) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: (جویریہؓ کے حضور ﷺ سے نکاح کی) یہ خبر جب باہر لشکر میں پہنچی تو لوگ کہنے لگے: حضور ﷺ کے سسرالی رشتے دار ہماری قید میں ہیں، چنانچہ سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جویریہؓ کے حضور ﷺ سے نکاح کی خبر سن کر مسلمانوں نے ان کے قبیلے بنو المصطلق کے سو خاندانوں کو آزاد کیا، اور میں نے اپنی قوم کے لئے ان سے زیادہ برکت والی عورت نہیں دیکھی۔

فائدہ۔ اللہ اکبر! صحابہ کرامؓ کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے بنو المصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہؓ سے نکاح کرلیا ہے تو حضور ﷺ کے سسرال کی رعایت میں اُن کے قبیلے کے تمام عیسائی قیدیوں کو فوراً رہا کردیا، اس کے برخلاف بہت سے لوگ حضرت معاویہؓ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ ان کے سسرالی رشتے کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرتے، جبکہ حضرت معاویہؓ پکے سچے مؤمن صحابی ہیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے آپؓ کی قربانیاں بعض سابقین اولین صحابہؓ سے بھی بہت زیادہ ہیں۔ فرضی اللہ عنہ

(۱۶) حدثنا ابو سعید مولی بنی هاشم، ثنا عبد اللہ بن جعفر، حدثتنا ام بکر بنت المسور بن مخرمة عن عبید اللہ بن ابی رافع، عن المسور انه قال۔ فی قصة طویلة۔ قال رسول اللہ ﷺ: ان الانساب یوم القیمة تنقطع غیر نسبی و سببی و صهری۔ (مسند احمد جلد ٤ ١ صفحه ٣٠٢ قال المحقق: اسناده صحیح۔ المستدرك للحاکم جلد ٣ صفحه ١٥٨ صححه الحاکم و وافقه الذهبی۔ السنن الکبری للبیهقی جلد ٧ صفحه ٦٤)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہؓ ایک طویل واقعہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن انسانوں کے تمام انساب (خاندانی اور قرابتی رشتہ داریاں وغیرہ) ختم ہوجائیں گے سوائے میرے نسب، قرابت اور سسرالی نسبت کے۔

فائدہ۔ قیامت کے دن جب ساری نسبتیں ختم ہوجائیں گی اُس وقت حضور ﷺ کی تین نسبتیں (بلاحصر) کام آئیں گی، (۱) خاندانی نسبت (۲) رشتے داری کی نسبت (۳) سسرالی نسبت۔ اور الحمد للہ حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ کی یہ تینوں نسبتیں حاصل ہیں۔

(۱۷) حدثنا ابو محمد احمد بن عبد اللہ المزنی بنیسابور، ثنا ابو جعفر محمد بن عبد اللہ الحضرمی، ثنا عقبة بن قبیصة، حدثنی ابی، ثنا عمار بن سیف، عن اسماعیل بن ابی خالد، عن ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: سألت ربی عزوجل ان لا ازوج احداً من امتی ولا اتزوج الا کان معی فی الجنة، فاعطانی ذلك۔ (المستدرك جلد ٣ صفحه ٤٨ ٣ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) ووافقه الذهبی۔ جامع الاحادیث للسیوطی جلد ٤ صفحه ٤٦٠۔ فیض القدیر للمناوی جلد ٤ صفحه ٧٧ وقال المناوی: صحیح)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا میں یہ مانگا ہے کہ میں جس کے یہاں اپنا نکاح کروں یا اپنے یہاں جس کا نکاح کروں (جن کی لڑکیاں میرے نکاح میں ہوں یا میری لڑکیاں جن کے نکاح میں ہوں) وہ جنت میں میرے ساتھ رہیں، چنانچہ اللہ نے میری اس درخواست کو قبول فرمالیا۔

فائدہ: اس فضیلت (جنت میں آپ ﷺ کی معیت) میں حضرت معاویہؓ یقینی طور پر داخل ہیں؛ کیوں کہ وہ آپ ﷺ کے سسرال والوں میں سے ہیں۔

(١٨) حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمی ثنا الحسن بن سهل الحناط ثنا سفیان بن عیینة عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر قال: سمعت عمر بن الخطاب یقول: سمعت رسول الله ﷺ یقول: ینقطع یوم القیمة کل سبب و نسب الا سببی و نسبی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ٣ صفحه ٣٧۔ مسند البزار جلد ١ صفحه ٣٩٧۔ سنن الکبری للبیهقی جلد ٧ صفحه ٦٤۔ المختارة للضیاء جلد ١ صفحه ٣٩٨ وقال المحقق: اسناده حسن۔ وصححه الالبانی)

ترجمہ۔ حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے روز تمام نسب اور رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے سوائے میرے نسب اور رشتے داریوں کے۔

(١٩) حدثنا عیسی بن القاسم الصیدلانی البغدادی ثنا عبدالرحمن بن بشر بن الحکم المروزی ثنا موسی بن عبدالعزیز المدنی، حدثنی الحکم بن ابان عن عکرمة عن ابن عباس رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: کل سبب و نسب منقطع یوم القیمة الا سببی و نسبی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ١١ صفحه ٢٤٣۔ قال الالبانی: هذا اسناد حسن)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز تمام نسب اور رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے سوائے میرے نسب اور رشتے داریوں کے۔

(٢٠) حدثنا علی بن حمشاذ العدل ثنا بشر بن موسی ثنا الحمیدی ثنا محمد بن طلحة التیمی حدثنی عبدالرحمن بن سالم بن عتبة بن عویم بن ساعدة عن ابیه عن جده عن عویم بن ساعدة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: ان الله تبارك وتعالی اختارنی واختار لی اصحاباً، فجعل لی منهم وزراء وانصاراً واصهاراً، فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه یوم القیمة صرف ولا عدل۔ (المستدرک جلد ٣ صفحه ٦٣٢ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبی۔ المعجم الکبیر جلد ١٧ صفحه ١٤٠)

ترجمہ: حضرت عویم بن ساعدةؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ اللہ تبارک وتعالی نے (ساری انسانیت میں سے) مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے (ساری انسانیت میں سے) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) میرے صحابہ کو منتخب فرمایا، پھر ان (صحابہ) میں سے میرے وزیر، مددگار اور سسرالی رشتے دار بنائے، جو کوئی انھیں برا کہے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اس کے نہ فرائض قبول ہوں گے نہ نوافل۔

(۲۱) اخبرنا ابوالحسن احمدبن عثمان بن یحیی المقری ببغداد ، ثنا ابوقلابة الرقاشی ، ثنا ابوحذیفة، ثنا زهیربن محمد ، عن عبدالله بن محمد بن عقیل، عن حمزة بن ابی سعید الخدری عن ابیه رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول علی المنبر: مابال اقوام یقولون ان رحمی لاینفع ، بلی! والله ان رحمی موصولة فی الدنیا والآخرة ۔الحدیث۔ (المستدرك جلد ٤ صفحه ٧٤ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبی، مسند احمد جلد ١٠ صفحه ١٢٥ ، وقال المحقق: اسناده حسن، مسند طیالسی جلد ٣ صفحه ٦٦٩ ، وقال المحقق شعیب ارنؤوط صحیح لغیره، مسند احمد بتحقیق أنؤوط جلد ١٧ صفحه ٢٢٠)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (دورانِ خطبہ) منبر پر فرماتے ہوئے سنا: کیا ہوگیا ہے ان لوگوں کو جو کہتے پھر رہے ہیں کہ میری رشتے داری کوئی فائدہ نہیں دے گی ، کیوں نہیں! بلاشبہ خدا کی قسم میری رشتے داری کے ساتھ دنیا و آخرت میں صلہ رحمی کی جائے گی۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شکایت پہنچی تھی کہ بعض لوگ اس طرح کی احمقانہ باتیں کر رہے ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسرِ منبر اس بات کی تردید فرمادی اور قسم کھا کر فرمایا کہ میری رشتے داری (بشرط ایمان) دنیا و آخرت دونوں جگہ نفع بخش ہے۔ الحمدللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے دار ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو دنیا و آخرت دونوں جگہ اس کا فائدہ ہوگا۔

ازواج مطہرات کے ساتھ صلہ رحمی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

(۲۲) حدثنا یونس ثنا ابراهیم یعنی ابن سعد عن محمدبن اسحاق عن محمد بن عبدالرحمن بن عبدالله بن الحصین عن عوف بن الحرث عن ام سلمة قالت: سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قول: ان الذی یحنوا علیکن بعدی لهو الصادق البار ۔(مسنداحمد جلد١٨ صفحه ٢٦١۔ قال المحقق: اسناده صحیح۔ المستدرك جلد ٣ صفحه ٣١١ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبی۔ السنة لابن ابی عاصم۔المعجم الکبیر للطبرانی جلد٢٣ صفحه ٢٩ ،٨٨) ترجمہ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد جو تمہارے ساتھ (ازواج مطہرات کے ساتھ) بخشش و عطاء کا معاملہ کرے گا وہ صادق و نیک آدمی ہوگا۔

(۲۳) حدثنا ابوعبدالله محمدبن یعقوب الحافظ ثنا ابراهیم بن عبدالله ثنا قریش بن انس عن محمدبن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم : خیرکم خیرکم لاهلی من بعدی ۔(مسند ابی یعلی جلد١٠ صفحه ٣٣٠ وقال المحقق اسناده حسن۔ المستدرك جلد ٣ صفحه ٣١١ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه ووافقه الذهبی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲۳) عن مِسْوَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ وذَكَرَ صِهْرًا له مِن بَنِي عبدِ

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) مجمع الزوائدجلد۹صفحہ۲۷۷وقال الهیثمی رواہ ابویعلی ورجاله ثقات۔وصححه البوصیری، اتحاف الخیرةالمهرة جلد۵صفحه۴۹۰۔ وحسنه الالبانی سلسلة الصحیحةرقم۱۸۴۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (صحابہ) میں سب سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے گھر والوں کے لئے بہتر ہوگا (ان کا خیال رکھے گا)

(۲۴) حدثنا قتیبة نا بکر بن مضر، عن صخر بن عبدالله، عن ابی سلمة، عن عائشةؓ: ان رسول اللهﷺ کان یقول: ان امرکن لمما یهمنی بعدی ولن یصبر علیکم الا الصابرون، قال: ثم تقول عائشة: فسقی الله اباك من سلسبیل الجنة ترید عبدالرحمن بن عوف وقد کان وصل ازواج النبیﷺ بمال بیعت باربعین الفاً۔(سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۲۱۶، ۲۱۵ قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح غریب۔ مسنداحمد جلد ۱۷ صفحه ۳۴۶ قال المحقق: اسناده صحیح ۔صحیح ابن حبان جلد ۱۵ صفحه ۴۵۶ ۔المستدرك جلد۳ صفحه ۳۱۲ قال الحاکم: صحیح علی شرط الشیخین وسکت عنه الذهبی)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہم ازواج مطہرات سے) فرمایا: مجھے اپنے بعد تمہاری سب سے زیادہ (نفقے وغیرہ کی) فکر رہتی ہے، اور تمہارے حقوق ادا کرنے میں وہی صبر سے کام لے گا جو صابرین میں ہوگا۔ ابوسلمہ کہتے ہیں: پھر حضرت عائشہؓ نے (مجھ سے) فرمایا: اللہ تیرے باپ عبدالرحمن بن عوف کو جنت کی سلسبیل سے سیراب کرے کہ انھوں نے ازواج مطہرات کو صلہ رحمی کے طور پر اتنا مال دیا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔

فائدہ: آخر کی تینوں روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد جو بھی ازواج مطہرات کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا اور ان کی ضروریات میں اپنا مال خرچ کرے گا وہ آدمی تم میں سب سے بہتر، بڑا صادق، نیک طینت اور صابرین میں سے ہوگا۔ اس فضیلت میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ صحابہ کے ساتھ حضرت معاویہؓ بھی برابر شریک ہیں؛ کیوں کہ ان تمام حضرات نے حضور ﷺ کے بعد ازواج مطہرات کا خوب مالی تعاون کیا، اُن کے قرضے ادا کئے، ان کی ضروریات پوری کیں، بلکہ اس معاملہ میں حضرت معاویہؓ دیگر صحابہ سے بہت آگے ہیں، آپؓ نے متعدد بار ازواج مطہرات کی خدمت میں بڑے بڑے ہدایا پیش فرمائے، مثلاً۔ عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں: ایک بار حضرت معاویہؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے (المستدرک جلد ۴ صفحہ ۱۳۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۱۹۲)، ایک بار معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کی جانب سے اٹھارہ ہزار دینار قرض ادا کیا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۱۹۲، البدایہ والنہایہ ۱۱/ ۴۴۳، سیر اعلام النبلاء ۳/ ۱۵۴) ایک بار حضرت عائشہؓ کو ایک لاکھ درہم کی قیمت کا ہار ہدیہ کیا۔ (تاریخ دمشق ۵۹/ ۱۹۲، البدایہ والنہایہ ۱۱/ ۴۴۳) ایک بار ام المؤمنین حضرت صفیہؓ نے اپنے حجرے کو بیچنے کا ارادہ کیا تو حضرت معاویہؓ نے بطور صلہ رحمی اس کی قیمت سے بہت زیادہ ایک لاکھ درہم میں اسے خریدا (مصنف عبدالرزاق ۱۰/ ۳۴۹، سنن بیہقی ۶/ ۲۸۱) وغیرہ

شَمۡسٍ فأثْنَى عليه في مُصاهَرَتِهِ، إيّاهُ فأحۡسَنَ، قالَ: حدَّثَني فَصَدَقَنِي، ووَعَدَني فَوَفَى لِي ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۸ رقم ۳۷۲۹)

ترجمہ: حضرت مسورؓ فرماتے ہیں: میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو قبیلہ بنو عبد شمس میں اپنی مصاہرت (دامادی رشتہ) کا تذکرہ فرماتے سنا، آپ ﷺ نے اُس قبیلہ کے ساتھ اپنے دامادی رشتے کا خیال رکھنے کی وجہ سے خوب تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا: اس نے (ابو العاص رضی اللہ عنہ نے) مجھ سے جو بات کی سچ کر دکھائی اور جو وعدہ کیا ایفاء کیا۔

فائدہ: حضور ﷺ کے داماد حضرت ابو العاصؓ نے مشرکین مکہ کی ہزار کوشش کے باوجود انتہائی نازک اور مخالف حالات میں بھی حضور ﷺ کی بیٹی کو نہیں چھوڑا اس لیے حضور ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی، ٹھیک اسی طرح حضرت معاویہؓ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ نے بھی انتہائی مخالف ماحول میں حضور ﷺ سے نکاح کو پسند فرمایا اور پھر آپ ﷺ سے ایسی وفاداری دکھائی کہ مسلمان ہونے سے پہلے آپ ﷺ کے بستر پر اپنے والد ابوسفیان کو بھی بیٹھنے نہیں دیا، اگر ابو العاصؓ کی وفاداری کی وجہ سے ان کا پورا خاندان قابل تعریف ہے تو ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کی وفاداری کی وجہ سے۔ حضرت معاویہؓ سمیت۔ آپؓ کا خاندان کیوں کر قابل تعریف نہیں؟

فضیلت معاویہؓ بحیثیت فقیہ

حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی شہادت ہے کہ حضرت معاویہؓ قرآن وسنت کے بہت بڑے عالم اور فقیہ ومجتہد ہیں، بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک فرما گئے "لیس منا اعلم من معاویہ" ہم موجودہ صحابہ میں کوئی بھی حضرت معاویہؓ سے بڑا عالم نہیں ہے، ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی شخصیت کے پیش نظر آپ رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت کسی کذب بیانی، مبالغہ آرائی اور تملق سے پاک ہے اس لیے آج تک اہلسنت کے کسی معتبر عالم نے اس بات کی تردید نہیں کی بلکہ سب حضرات تائیداً ہی اس شہادت کو نقل کرتے آئے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تمام محدثین اور فقہاء ومجتہدین کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت معاویہؓ فقیہ ومجتہد ہیں۔

حضور ﷺ نے فقہ وفقہاء کی جو فضیلتیں بیان فرمائی ہیں جب ان میں امت کے عام فقہاء بھی داخل ہیں تو وہ ذات کیوں کر داخل نہ ہو جس نے براہ راست حضور سرور کائناتؐ کے سامنے بیٹھ کر زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے اور جس کی شان تفقہ کی شہادت عبداللہ بن عباسؓ جیسا فقیہ وحبر الامت دے رہا ہے اور تمام محدثین و فقہاء اس شہادت کو بغیر کسی نکیر کے نقل کرتے آرہے ہیں۔

اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں فقہ وفقہاء کی فضیلت کا بیان ہے اور حضرت معاویہؓ ان کے مصداق اولین میں سے ہیں۔

(۲۴) ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ: قِیلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هلْ لكَ في أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ، فإنَّه ما أَوْتَرَ إلَّا بوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: أَصَابَ، إنَّه فقِيهٌ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ رقم ۳۷۶۵)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے کہا: امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے انھوں نے صرف ایک رکعت وتر پڑھی؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: انھوں نے ٹھیک کیا بلا شبہ وہ فقیہ (مجتہد) ہیں۔

(۲۵) عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ يقولُ: مَن يُرِدِ اللَّهُ به خَيْرًا يُفَقِّهْهُ في الدِّينِ، وإنَّما أنا قاسِمٌ واللَّهُ يُعْطِي، ولَنْ تزالَ هذِه الأُمَّةُ قائِمَةً علَى أمْرِ اللَّهِ، لا يَضُرُّهُمْ مَن خالَفَهُمْ، حتَّى يَأْتِيَ أمْرُ اللَّهِ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶ رقم ۷۱۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ رقم ۱۰۳۷)

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت معاویہؓ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ جس آدمی کے ساتھ خیر کا ارداہ فرماتے ہیں اسے دین میں تفقہ نصیب فرما دیتے ہیں، اور میں تو صرف (اللہ کے دیئے علوم) تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے، اور یہ امت روز قیامت تک اللہ کے حکم پر برابر قائم رہے گی کوئی مخالفت کرنے والا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

فائدہ: گذشتہ حضرت ابن عباسؓ کی شہادت اور اس پر امت کے سکوتی اجماع سے ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ کو بھی دین میں تفقہ حاصل تھا لہذا آپؓ بھی ان لوگوں کی پہلی صف میں شامل ہیں جن کے ساتھ اللہ نے خیر کا ارادہ فرمالیا ہے۔ فرضی اللہ عنہ

(۲۶) عن ابی هریرة عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: تَجِدُونَ النَّاسَ مَعادِنَ، خِيارُهُمْ في الجاهِلِيَّةِ خِيارُهُمْ في الإسْلامِ، إذا فقِهُوا۔ الحدیث۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۶ رقم ۳۴۹۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو معادن (کان) کی طرح پاؤ گے، جو لوگ ان میں جاہلیت کے زمانے میں بہتر تھے وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بہتر ہوں گے بشرطیکہ انھوں نے دین میں تفقہ حاصل کیا ہو۔

فائدہ: حضرت معاویہؓ زمانہ جاہلیت میں بھی عرب کے مشہور عقلمند اور قابل سیاستداں سمجھے جاتے تھے، پھر اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے دین میں تفقہ بھی حاصل کرلیا، لہٰذا اس روایت میں عطاء کی گئی سند "خیار" کے آپؓ بجا طور پر حقدار ہیں۔

(۲۷) عن حميدبن عبدالرحمن أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ علَى المِنْبَرِ، فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِن شَعَرٍ، وكَانَتْ في يَدَيْ حَرَسِيٍّ، فَقَالَ: يا أَهْلَ المَدِينَةِ، أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ يَنْهَى عن مِثْلِ هذِه؟ ويقولُ: إنَّما هَلَكَتْ بَنُو إسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ.۔ (بخاری جلد ۱ صفحه ۴۹۳ رقم ۳۴۶۸)

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو۔جس سال آپ نے حج کیا۔منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا،اسی دوران آپؓ نے اپنے محافظ کے ہاتھوں سے بالوں کا ایک گچھا لیا(اورلوگوں کو دکھاتے ہوئے) فرمایا:اے اہل مدینہ! کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے نبی ﷺ کو اس طرح بالوں کا گچھا بنانے سے منع کرتے ہوئے اور یہ ارشادفرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلاشبہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتیں اس طرح بالوں کے گچھے بنانے لگیں۔

(۲۸) عن حميدبن عبدالرحمن أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ، خَطِيبًا بالمَدِينَةِ، يَعْنِي في قَدْمَةٍ قَدِمَهَا، خَطَبَهُمْ يومَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ يا أَهْلَ المَدِينَةِ، سَمِعْتُ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ يقولُ، لِهذا اليَومِ، هذا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، وَلَمْ يَكْتُبِ اللهُ علَيْكُم صِيَامَهُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فمَن أَحَبَّ مِنكُم أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ، وَمَن أَحَبَّ أَنْ يُفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ.۔ (مسلم جلد ۱ صفحه ۳۵۸ رقم ۱۱۲۹)

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو مدینہ منورہ میں خطبہ ارشادفرماتے سنا۔جس وقت آپ شام سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔آپؓ نے عاشوراء کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے اہل مدینہ تمہارے علماء کدھر ہیں؟ میں نے آج کے دن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: یہ یومِ عاشوراء ہے اور اللہ نے تمہارے اوپر اس دن کا روزہ فرض نہیں کیا اور میں بھی روزے سے ہوں،سوتم میں سے جو شخص روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو افطار کرنا چاہے وہ افطار کرلے۔

فائدہ: ان مذکورہ دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں جب حضرت معاویہؓ نے بعض لوگوں کے اندر بعض باتوں کے متعلق خلاف شرح رجحان دیکھا تو صحابہ وتابعین کے مجمع میں (جن میں بڑے بڑے فقہاء وعلماء شامل تھے) منبر پر بیٹھ کر خلاف شرع امور کی تردید کی اور شریعت وسنت سے لوگوں کو روشناس کرایا،ساتھ ہی علماء کو بھی اپنی ذمہ داری نبھانے کی جانب متوجہ کیا،ظاہر ہے کہ علماء وفقہاء کے

مجمع میں یہ کام وہی کرسکتا ہے جو خود بڑا فقیہ و مجتہد اور شریعت وسنت کا پابند ہو۔ [۱]

فضیلت معاویہ رضی اللہ عنہ بحیثیت امیر جماعت حق

(۲۹)عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتانِ، فَتَخْرُجُ مِن بَيْنِهِما مارِقَةٌ،يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلاهُمْ بالحَقِّ۔ وفی روایة ۔يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إلى الحَقِّ ۔وفی روایة۔يَقْتُلُهُم اَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَق۔(مسلم جلد ۱ صفحه ۳۴۲ رقم ۱۰۶۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں دو جماعتیں بنیں گی، پھر ان دونوں جماعتوں میں سے کچھ لوگ نکل کر الگ ہوجائیں گے،ان دونوں جماعتوں میں سے جو جماعت دوسری کے بنسبت حق کے زیادہ قریب ہوگی ۔ یا۔حق پر ہونے میں پہلے نمبر پر ہوگی وہ

---

[۱] **(۲۵) حدثنا ابو کریب ،قال: حدثنا حدثنا خلف بن ایوب العامری ، عن عوف عن ابن سیرین عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خصلتان لاتجتمعان فی منافق، حسن سمت و لافقه فی الدین۔(سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۹۸ ۔المعجم الاوسط للطبرانی جلد ۸ صفحه ۷۵ ۔مسندالشهاب جلد ۱ صفحه ۲۱۰ ۔وقال الالبانی: وبالجملة فالحدیث عندی صحیح بمجموع هذه الطرق وقد اشار الی صحته عبدالحق الاشبیلی فی الاحکام الکبری۔سلسلة الصحیحة رقم ۲۷۸)**

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی منافق میں کبھی جمع نہیں ہوسکتی،ایک اچھے اخلاق، دوسرا التفقہ فی الدین۔

(۲۶) حدثنا مسدد ،حدثنا یحیی عن شعبة حدثنی عمر بن سلیمان من ولد عمر بن الخطاب عن عبدالرحمن بن ابان عن ابیه عن زیدبن ثابت رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: نضر الله امرءاً سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه فرب حامل فقه الی من هو افقه منه ورب حامل فقه لیس بفقیه۔(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحه ۵۱۵ ۔سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۹۴ قال الترمذی: حدیث زیدبن ثابت حدیث حسن۔سنن ابن ماجة صفحه ۲۱ ۔ سنن الدارمی جلد ۱ صفحه ۸۶ ۔مسنداحمد جلد ۱۶ صفحه ۳۲ قال المحقق: اسناده صحیح رجاله ثقات۔ صحیح ابن حبان جلد ۱ صفحه ۲۷۰ وصححه وقال المحشی: اسناده صحیح۔وصححه الالبانی /سنن ابی داؤد بتحقیق الالبانی رقم ۳۶۶۰)

ترجمہ۔زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ اس بندے کو خوش وخرم رکھے جو ہم سے حدیث سنے پھر اسے یاد رکھے حتی کہ (کسی فقیہ تک) پہنچادے،۔بہت سے فقہ والے ان لوگوں تک پہنچادیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں،اور بہت سی مرتبہ فقہ کو یاد رکھنے والا فقیہ نہیں ہوتا۔

فائدہ۔اس حدیث میں فقہاء کی صاف فضیلت ہے،کیوں کہ غیر فقیہ لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حدیثیں سن کر اچھی طرح یاد کرلیں اور پھر خود ان سے مسائل مستنبط کرنے کے بجائے کسی فقیہ تک پہنچادیں تاکہ وہ اپنی فقہی صلاحیت کی وجہ سے ان احادیث سے مسائل مستنبط کریں اور صحیح مفہوم لوگوں کو سمجھائیں۔

ان الگ ہوجانے والوں (خوارج) سے قتال کرے گی۔

(۳۰) قالَ الحَسَنُ: ولقَدْ سَمِعْتُ أبَا بَكْرَةَ يقولُ: رَأَيْتُ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ علَى المِنْبَرِ والحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ إلى جَنْبِهِ، وهو يُقْبِلُ علَى النَّاسِ مَرَّةً، وعليه أُخْرَى ويقولُ: إنَّ ابْنِي هذا سَيِّدٌ ولَعَلَّ اللهَ أنْ يُصْلِحَ به بيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ۔ الحديث۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۷۳ رقم ۲۷۰٤)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور حضرت حسنؓ آپ کے برابر میں بیٹھے ہیں، آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسنؓ کی طرف اور ارشاد فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالی مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔

فائدہ: محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مذکورہ دو روایتوں میں سے پہلی روایت میں دو جماعتوں سے مراد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جماعتیں ہیں؛ جبکہ دوسری روایت میں حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی جماعتیں مراد ہیں، اور پہلی روایت میں دونوں جماعتوں سے کٹ کر الگ ہونے والے لوگوں سے مراد خوارج کی جماعت ہے، پہلی روایت کے الفاظ "دونوں جماعتوں میں سے جو حق پر ہونے میں اول ہوگی" سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ان دونوں جماعتوں کو حق قرار دینے کے ساتھ ترجیح حضرت علیؓ کی جماعت کو دی کیوں کہ خوارج سے حضرت علیؓ کی جماعت نے قتال کیا تھا جبکہ دوسری جماعت کو بھی صراحت کے ساتھ مبنی برحق قرار دیا۔

جبکہ دوسری روایت میں حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی دونوں جماعتوں کو مسلمانوں کی عظیم جمعیتیں قرار دیا۔

اندازہ کریں کہ جب خود سرورِ کونین ﷺ نے حضرت علیؓ کی ترجیح کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی تصویب فرمادی اور دونوں کو مسلمانوں کی سراپا عظمت و برحق جماعتیں فرمادیا تو بعد کے لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ آپؓ کا محاسبہ کریں اور ہدفِ لعن طعن بنائیں۔

فضیلت معاویہؓ بحیثیت امیر جیش مغفور لہ

(۳۱) عن انس بن مالك عن خالته ام حرام بنت ملحان قالت: نَامَ النبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ، فَقُلْتُ: ما أَضْحَكَكَ؟ قالَ: أُنَاسٌ مِن أُمَّتي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هذا البَحْرَ الأخْضَرَ كَالْمُلُوكِ علَى الأسِرَّةِ قالَتْ: فَادْعُ اللهَ أنْ يَجْعَلَنِي منهمْ فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ

نَامَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتْ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنهم، فَقَالَ: أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ، فَخَرَجَتْ مع زَوْجِهَا عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ ما رَكِبَ المُسْلِمُونَ البَحْرَ مع مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِن غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ، فَنَزَلُوا الشَّأْمَ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا، فَصَرَعَتْهَا، فَمَاتَتْ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۹۲ رقم ۲۷۹۹۔ مسلم رقم ۱۹۱۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ اپنی خالہ ام حرام بنت ملحانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ایک روز نبی ﷺ میرے قریب سو گئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے پوچھا! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو سبز دریا میں اس طرح سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں، ام حرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شریک کر دے، تو آپ ﷺ نے ام حرام کے لیے دعا فرمائی، پھر آپ دوسری بار سو گئے پھر اسی طرح مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور ام حرامؓ نے پہلے کی طرح پوچھا (کیوں مسکرائے) تو آپ ﷺ نے وہی جواب دیا جیسے پہلے دیا تھا، ام حرام نے کہا یارسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرما دے، آپ ﷺ نے فرمایا: تُو پہلی جماعت میں شریک ہو چکی ہے، چنانچہ جس وقت مسلمان حضرت معاویہؓ کے ساتھ پہلی بار سمندر کے سفر پر جہاد کے لیے نکلے تو ام حرامؓ بھی اپنے شوہر عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ نکلیں، پھر جب جہاد سے لوٹ رہے تھے تو ملک شام میں پڑاؤ ڈالا، ام حرام کی سواری کا جانور ان کے پاس لایا گیا اس جانور نے ان کو گرا دیا اور آپؓ وفات پا گئیں۔

(۳۲) قال عمیر: فحدثتنا ام حرام انها سمعت النبی ﷺ یقول: أَوَّلُ جَيْشٍ مِن أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ أَنَا فِيهِم؟ قَالَ: أَنْتِ فِيهِم، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّمَ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِن أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِم يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰ رقم ۲۹۲۴)

ترجمہ: حضرت ام حرامؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: میری امت کا پہلا لشکر جو جہاد کے لیے سمندر کا سفر کرے گا اس نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی، ام حرام کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تُو بھی ان میں سے ہوگی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کی مغفرت کر دی گئی، ام حرامؓ کہتی ہیں: میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں بھی اس لشکر کا حصہ ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: ان مذکورہ دونوں روایات میں غزوۂ بحر اور غزوۂ روم (قسطنطنیہ) میں شریک ہونے والوں

کو جنت کی بشارت دی گئی ہے، ان میں سے پہلا غزوہ ۲۸ ھ میں حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہوا جس کے امیر حضرت معاویہؓ تھے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہی اس کی صراحت موجود ہے؛ جبکہ دوسرا غزوۂ روم قسطنطنیہ ۵۲ ھ میں ہوا، یہ بھی حضرت معاویہؓ کا دورِ امارت تھا، معلوم ہوا کہ ان روایات میں شرکاءِ غزوہ کے لیے جنت کی بشارت کے سب سے بڑے مستحق حضرت معاویہؓ ہیں؛ کیوں کہ آپ ان غزوات میں صرف شریک ہی نہیں تھے بلکہ ان غزوات میں شریک لشکر کے امیر وسپہ سالار بھی تھے۔[1]

فرضی اللہ عنہ

---

[1] حدثنا عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ۔ وسمعتہ انا من عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ۔ قال ثنا زید بن الحباب قال حدثنی الولید ابن المغیرۃ المعافری قال حدثنی عبداللہ بن بشر الخثعمی عن ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: لتفتحن القسطنطنیۃ فلنعم الامیر امیرھا و لنعم الجیش ذلک الجیش۔(مسنداحمد جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۱ قال المحقق: اسنادہ صحیح۔المستدرک جلد ۴ صفحہ ۴۲۱ قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ صفحہ ۳۸۔تاریخ الکبیر للبخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۔ مجمع الزوائد جلد ۶ صفحہ ۳۲۳ وقال الھیثمی: رواہ احمد والبزار والطبرانی ورجالہ ثقات)

ترجمہ: حضرت بشر الخثعمیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ایک دن تم لوگ ضرور قسطنطنیہ کو فتح کروگے، (قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے) اس لشکر کا امیر کیا ہی بہترین امیر ہوگا، اور وہ لشکر کیا ہی بہترین لشکر ہوگا۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسطنطنیہ فتح کرنے والے امیر لشکر کو بہترین امیر قرار دیا ہے، اور الحمدللہ جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ فتح کیا تو فتح کرنے والے لشکر کے امیر حضرت معاویہؓ تھے۔

(۲۸) حدثنا احمد بن النضر العسکری ثنا سعید بن حفص النفیلی ثنا موسی بن اعین عن ابن شہاب عن فطر بن خلیفۃ عن مجاھد عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اول ھذا الامر نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم یکون ملکاً ورحمۃ ثم یکون امارۃ ورحمۃ ثم یتکادمون علیہ تکادم الحمر۔الحدیث۔(طبرانی کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۸۸۔مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۴۳ قال الھیثمی: رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔وقال الالبانی: ھذا اسناد جید ورجالہ کلھم ثقات: الصحیحۃ رقم ۳۲۷۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت میں سب سے پہلے نبوت اور رحمت ہوگی، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، اس کے بعد لوگ حکومت وخلافت پر گدھوں کی طرح پڑیں گے۔

فائدہ: اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کو نبوت ورحمت، خلفاء راشدین کے دور کو خلافت ورحمت اور حضرت معاویہؓ کے دور کو ملک اور رحمت قرار دیا گیا ہے جو صریح فضیلت ہے۔

فضیلت معاویہؓ میں مخصوص روایات

اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں خاص حضرت معاویہؓ کی فضیلت کا بیان ہے۔

(۳۳) عن ابن ابی ملیکۃ قال: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ العِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: دَعْهُ فإنَّه قدْ صَحِبَ رَسولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ رقم ۳۷٦٤)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی اور اس وقت آپؓ کے پاس حضرت ابن عباسؓ کے ایک غلام تھے جو یہ دیکھ کر فوراً عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آئے اور اس واقعہ کی خبر دی، ابن عباسؓ نے فرمایا: معاویہؓ پر اعتراض کرنے سے باز آجاؤ اس لیے کہ وہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے غلام نے حضرت معاویہؓ پر اعتراض کرنا چاہا تو آپؓ نے یہ کہہ کر انھیں روک دیا کہ معاویہؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ صحبت کا شرف حاصل ہے۔ بیشک یہ فضیلت تنہا ہی ایسی عظیم ہے جو دنیا جہان کی دیگر لاکھوں فضیلتوں پر بھاری ہے؛ لیکن افسوس جس معاویہؓ کو حبر الامۃ عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے سامنے برا نہیں کہنے دیا آج بہت سے بدبخت اُس معاویہؓ پر زبان درازیاں کر رہے ہیں۔ لعنہم اللہ

(۳٤) عن معاویۃ رضی اللہ عنہ قال: إنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً، لقَدْ صَحِبْنَا النبيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ فَما رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا، ولقَدْ نَهَى عنْهما يَعْنِي: الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ العَصْرِ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ رقم ۳۷٦٦)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے فرمایا: لوگو! تم آج کل یہ نماز پڑھنے لگے ہو حالانکہ ہم لوگ حضور ﷺ کی صحبت میں رہے ہم نے کبھی آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے اس نماز سے منع فرمایا ہے؛ یعنی عصر کے بعد دو رکعت۔

فائدہ: ”ہم حضور ﷺ کی صحبت میں رہے“ یہ ایک ہی فضیلت ایسی ہے جس پر دیگر لاکھوں کروڑوں فضیلتیں قربان ہیں۔

(۳۵) عن ابن عباس عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عنْه، قالَ: قَصَّرْتُ عن رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ بِمِشْقَصٍ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ رقم ۱۷۳۰۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ٤۰۸ رقم ۱۲٤٦)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا: میں نے (عمرۃ القضاء یا عمرۂ جعرانہ کے وقت) نیزے سے حضورﷺ کے بالوں کا قصر کیا۔

فائدہ: اللہ اکبر! کیا شان ہے! اُس معاویہؓ کی عظمت کے کیا کہنے جسے اپنے ہاتھوں سے حضورﷺ کا سر مبارک قصر کرنے کی سعادت حاصل ہو۔

(۳۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: كُنْتُ أَلْعَبُ مع الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقالَ: اذْهَبْ وَادْعُ لي مُعَاوِيَةَ قالَ: فَجِئْتُ فَقُلتُ: هو يَأْكُلُ، قالَ: ثُمَّ قالَ لِيَ: اذْهَبْ فَادْعُ لي مُعَاوِيَةَ قالَ: فَجِئْتُ فَقُلتُ: هو يَأْكُلُ، فَقالَ: لا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ رقم ۲۶۰۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک حضورﷺ تشریف لائے، میں آپﷺ کو دیکھ کر دروازے کے پیچھے چھپ گیا، آپ نے مجھے دونوں کندھوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا: جاؤ معاویہؓ کو میرے پاس بلا کر لاؤ، ابن عباسؓ کہتے ہیں، میں گیا اور واپس آ کر آپﷺ کو بتایا کہ معاویہؓ کھانا کھا رہے ہیں، پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا: جاؤ معاویہ کو بلا کر لاؤ، میں گیا اور واپس آ کر بتایا وہ کھانا کھا رہے ہیں، آپﷺ نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت معاویہؓ کی دو عظیم الشان فضیلتوں کا ذکر ہے۔ پہلی یہ کہ حضورﷺ انھیں بار بار یاد فرما رہے ہیں اور عبداللہ بن عباسؓ کو بار بار بلانے کے لیے بھیج رہے ہیں، آپﷺ کو کوئی خاص کام تھا جو آپ صرف حضرت معاویہؓ سے لینا چاہتے تھے، دیگر ہزاروں صحابہ مدینے میں موجود تھے جو حضورﷺ کے اشاروں پر مَر مٹنے کو تیار تھے لیکن آپﷺ کا بار بار خاص حضرت معاویہؓ کو ہی بلوانا اس بات کی دلیل ہے کہ معاویہؓ آپﷺ کے انتہائی معتبر اور قریبی صحابی تھے جن سے آپ کو خاص قسم کا لگاؤ اور تعلق تھا۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ حضورﷺ نے "اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے" فرما کر حضرت معاویہؓ کو رحمتِ خداوندی، گناہوں سے پاکیزگی اور روز قیامت اللہ رب العزت کے خصوصی قرب و رضا کی دعا عنایت فرمائی۔ یہ الفاظ بظاہر بددعائیہ ہیں لیکن حقیقت میں دعائیہ ہیں، امام نوویؒ اس روایت کے ذیل میں فرماتے ہیں: **وقد فهم مسلم من هذا الحديث ان معاوية لم يكن مستحقاً للدعاء عليه فلهذا ادخله فى هذا الباب وجعله غيره من مناقب معاوية لانه فى الحقيقة يصير دعاءً له۔ (شرح مسلم ۲/۳۲۵)**

ترجمہ: امام مسلمؒ نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ معاویہؓ حضورﷺ کی اس بددعاء کے مستحق نہیں تھے؛ اسی لیے اس روایت کو اس باب میں رکھا، اور مسلمؒ کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء نے اس روایت کو حضرت معاویہؓ کے مناقب میں شمار کیا ہے، اس لیے کہ حضورﷺ کا یہ جملہ درحقیقت معاویہؓ کے لیے دعائیہ بن گیا۔

چونکہ حضور ﷺ نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جس مسلمان کو میں برا بھلا کہہ دوں، لعنت کروں یا سزا دوں تو میرا یہ عمل اس کے لیے رحمت، گناہوں سے پاکیزگی اور قربت خداوندی کا ذریعہ بن جائے، جیسا کہ آنے والی احادیث میں تفصیل موجود ہے۔

(۳۷) عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اللَّهُمَّ إنِّي أتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ، فإنَّما أنا بَشَرٌ، فأيُّ المُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ، لَعَنْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فاجْعَلْها له صَلاةً وزَكاةً، وقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بها إلَيْكَ يَومَ القِيامَةِ۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ۳۲٤ رقم ۲٦۰۱۔ بخاری جلد ۲ صفحه ۹٤۱ رقم ٦۳٦۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تو ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا، میں تو صرف ایک انسان ہوں، سو جس مسلمان کو میں تکلیف دوں، برا کہوں، لعنت کروں یا سزا دوں تو تُو اس کے لیے (میری لعنت وغیرہ کو) رحمت اور (گناہوں سے) پاکیزگی کا ذریعہ اور ایسی نیکی بنادے جس کے ذریعہ قیامت کے دن اس بندے کو تیرا قرب حاصل ہوجائے۔

اس نوع کی اور بھی متعدد روایات ہیں۔ مثلاً:

جابر بن عبد الله يقول: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: إنَّما أنا بَشَرٌ، وإنِّي اشْتَرَطْتُ علَى رَبِّي عزَّ وجلَّ، أيُّ عَبْدٍ مِنَ المُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ، أوْ شَتَمْتُهُ، أنْ يَكونَ ذلكَ له زَكاةً وأَجْرًا۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ۳۲٤ رقم ۲٦۰۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: میں ایک انسان ہوں اور میں نے اپنے رب سے یہ وعدہ کیا ہے مسلمانوں میں جس بندے کو برا بھلا کہوں تو (میرے اس سب وشتم کو) اس بندے کے لیے پاکیزگی اور اجر کا سبب بنادے۔

عن انس بن مالك۔ في حديث طويل۔ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يا أُمَّ سُلَيْمٍ أَما تَعْلَمِينَ أنَّ شَرْطِي علَى رَبِّي، أنِّي اشْتَرَطْتُ علَى رَبِّي فَقُلتُ: إنَّما أَنَا بَشَرٌ، أَرْضَى كما يَرْضَى البَشَرُ، وَأَغْضَبُ كما يَغْضَبُ البَشَرُ، فأيُّما أَحَدٍ دَعَوْتُ عليه، مِن أُمَّتِي، بدَعْوَةٍ ليسَ لَهَا بأَهْلٍ، أَنْ يَجْعَلَهَا له طَهُورًا وَزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بهَا منه يَومَ القِيَامَةِ۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ۳۲٤ رقم ۲٦۰۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں) روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ام سلیم! کیا تو نہیں جانتی کہ میں نے اپنے رب سے ایک شرط لگائی ہے اور کہا ہے کہ (پروردگار) بلاشبہ میں ایک بشر ہوں، میں راضی ہوتا ہوں جیسے ایک انسان راضی ہوتا ہے اور غصہ ہوتا ہوں

جیسے ایک انسان غصہ ہوتا ہے، سو اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو کوئی بد دعا دیدوں اور وہ اس بد دعا کا اہل نہ ہو (پروردگار) آپ (میری اس بد دعا کو) اس بندے کے لیے (گناہوں سے) طہارت و پاکیزگی کا ذریعہ بنا دے اور ایسی نیکی بنا دے جس کے ذریعہ وہ بندہ قیامت کے روز آپ کا مقرب بن جائے۔

فائدہ: ان روایات کے ذیل میں امام نوویؒ فرماتے ہیں:

ماوقع من سبه ودعائه ونحوه ليس بمقصود بل هو مماجرت عادة العرب فى وصل كلامها بلانية ، كقوله تربت يمينك وعقرى حلقى وفى هذاالحديث لاكبرت سنك وفى حديث معاوية لااشبع الله بطنه ونحو ذلك لايقصدون بشئ من ذلك حقيقة الدعاء ، فخاف ﷺ ان يصادف شئ من ذلك اجابة فسأل ربه سبحانه وتعالىٰ ورغب اليه فى ان يجعل ذلك رحمة وكفارة وقربة وطهوراً واجراً۔ (شرح مسلم ۲/۳۲۴)

ترجمہ: یہ جو حضور ﷺ کی زبان پر برا بھلا کہنے یا بد دعاء وغیرہ کے جملے آئے ہیں یہ کسی بد دعا وغیرہ کے قصد سے نہیں آئے؛ بلکہ عرب کی عادت ہے کہ وہ اپنے کلام کے درمیان اس طرح کے جملے بلا قصد بول جاتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمانا "**تربت يمينك، عقرى حلقى ، لاكبرت سنك ، لااشبع الله بطنه**" وغیرہ۔ حقیقت میں تو اس طرح کے جملوں سے عرب کسی دعا یا بد دعا کی نیت نہیں کرتے لیکن آپ ﷺ کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں یہ بلا قصد کہے گئے جملے بھی اللہ کے یہاں مقبول نہ ہو جائیں؛ اس لیے آپ ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ ان بلا قصد کہے گئے جملوں کو۔ اس شخص کے لیے جسے کہے گئے ہوں۔ رحمت، گناہوں کا کفارہ، اپنے قرب کا ذریعہ، غلطیوں سے پاکی کا سامان اور اجر کا سبب بنا دے۔

کیا حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے بد دعا فرمائی؟

بہت سے رافضیت زدہ نام نہاد محققین یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں حضور ﷺ نے "**لااشبع الله بطنه**" الفاظ کے ذریعہ حضرت معاویہؓ کو بد دعا دی ہے، لیکن ان نام نہاد محققین اور طاعنینِ معاویہؓ کو معلوم ہونا چاہئے کہ احادیث میں اس قسم کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں جہاں حضور ﷺ نے اپنے بہت سے مقرب اور چہیتے صحابہ کے لیے اس قسم کے۔ بظاہر بد دعائیہ۔ جملے ارشاد فرمائے، مثلاً: حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا: **تربت يداك**، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں (بخاری ومسلم) ام المؤمنین حضرت صفیہؓ سے فرمایا: **عقرى حلقى**، ظاہری ترجمہ ہے: اللہ تجھے زخمی کردے، یا؛ اللہ تجھے بانجھ بنا دے اور تیرے سر کے بال اُڑ جائیں۔ (بخاری مسلم) حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا: **رغم انف ابى ذر**، ظاہری ترجمہ: ابوذر کی ناک خاک آلود ہو، یا؛

ابوذر ذلیل وخوار ہو (بخاری ومسلم) حضرت عمرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوذرؓ وغیرہ سے فرمایا: ثکلتك امك، ظاہری ترجمہ: تیری ماں تجھے روئے یعنی تو مرجائے۔(ترمذی) حضرت ام سلیمؓ کی بچی سے فرمایا: لا کبرت سنك، ظاہری ترجمہ۔ تیری عمر زیادہ نہ ہو، یا: تو جلدی مرجائے (مسلم) امہات المؤمنین حضرت عائشہ وام سلمۃ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تربت یمینك، ظاہری ترجمہ: تیرے ہاتھ خاک آلودہوں یا تجھے ناکامی ہاتھ لگے (بخاری ومسلم) وغیرہ۔

کیا یہ نام نہاد محققین ان مذکورہ جملوں کے بارے میں بھی یہ کہنے کی جسارت کرسکتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان مذکورہ صحابہ وصحابیات کے لیے بددعا فرمائی ہے؟۔ اعاذنا اللہ۔ اگر مذکورہ صحابہ کے لیے حضور ﷺ کے یہ مذکورہ اور بظاہر بددعائیہ جملے بددعا شمار نہیں کئے جاتے تو صرف حضرت معاویہؓ کے لیے ہی الگ قاعدہ کیوں؟ ظاہر ہے کہ یہ تمام حضرات حضور ﷺ کے مقرب صحابہ ہیں اور آپ ﷺ جیسے شفیق ورحیم پیغمبر اپنے ان جاںنثاروں کو ہرگز اس قسم کی بددعائیں نہیں دے سکتے۔

کلامِ عرب میں بھی یہ جملے بددعائیہ نہیں

عربوں کی عام گفتگو میں بھی اس قسم کے جملے بددعائیہ شمار نہیں ہوتے چہ جائیکہ نبی رحمت ﷺ کی گفتگو میں بددعا شمار ہوں، امام نوویؒ فرماتے ہیں:

والاصح والاقوی الذی علیه المحققون فی معناه انها کلمة اصلها افتقرت ولکن العرب اعتادت استعمالها غیر قاصدة حقیقة معناها الاصلی فیذکرون تربت یداك، وقاتله الله، مااشجعه، ولاام له، ولااب لك، وثکلته امه، وویل امه، وماشبه هذا من الفاظهم، یقولونها عندانکار الشئ اوالزجرعنه اوالذم علیه اواستعظامه اوالحث علیه اوالاعجاب به ---------- معناه لم ترد بهذا شتماً ولکنها کلمة تجری علی اللسان ومعنی الثانی ان هذالیس بدعاء بل هو خبر لایراد حقیقته، والله اعلم (شرح مسلم جلد ۲ صفحه ۳۲۵)

ترجمہ: اس طرح کے کلام کے معنی میں محققین کے نزدیک صحیح ومضبوط بات یہ ہے کہ ان جملوں کا اصل استعمال تو ختم ہوگیا لیکن اہل عرب نے ان جملوں کے اصلی معانی کا قصد کئے بغیر اپنے کلام میں ان کے استعمال کی عادت بنالی، چنانچہ وہ لوگ تربت یداك، قاتله الله مااشجعه، لاام له، لااب لك، ثکلته امه، ویل امه، اور اس قسم کے جملے اس وقت بولتے ہیں جب کسی بات پر انکار یا تنبیہ یا برائی یا عظمت کا اظہار یا ابھارنا یا تعجب کرنا مقصود ہو۔۔۔۔۔اس کے معنی میں سب وشتم مراد نہیں ہوتا بلکہ یہ ایسا کلمہ ہے جو (عربوں کی عادت کی وجہ سے) بے اختیار زبان پر آجاتا ہے، اور دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ کوئی دعائیہ جملہ نہیں ہے بلکہ

خبریہ جملہ ہے جس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی ۔انتہی ۔

جب عام بول چال میں بھی اس طرح کے جملوں سے کوئی برائی یا بد دعا مقصود نہیں ہوتی تو نبی رحمت ﷺ کے اپنے مخلص صحابہ کے متعلق کلام میں کیوں کر بد دعا مراد ہوگی، اسی لیے جب احادیث میں اس طرح کے جملے مؤمنین بالخصوص صحابہ کے بارے میں وارد ہوں تو محدثین ان تمام باتوں کو فرمان نبوی ﷺ کے مطابق دعاؤں پر محمول کرتے ہیں، چنانچہ حضرت معاویہؓ سے متعلق گذشتہ حدیث "لا اشبع اللہ بطنہ، اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے" کو امام مسلم اور امام نوویؒ نے دعائیہ شمار کیا ہے، نیز امام ابن عساکرؒ، امام ابوالعباس احمد القرطبیؒ، امام ابن کثیرؒ، علامہ اُبی مالکیؒ اور امام ذہبیؒ وغیرہ محدثین نے بھی اس روایت کو حضرت معاویہؓ کی منقبت قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: مختصر تاریخ دمشق ۳/۱۰۲۔المفہم ۶/۵۸۹۔البدایہ والنہایہ ۱۱/۴۰۲۔اکمال اکمال المعلم ۷/۴۳۔سیر اعلام ۱۴/۱۳۰)

اس پوری تفصیل اور گذشتہ تینوں روایات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ "لا اشبع اللہ بطنہ" جملہ کے ذریعے حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں چار قسم کی دعا فرمائی (۱) صلوۃ آپؓ پر رحمت خداوندی کا نزول ہو (۲) طہوراً و زکوۃً اللہ آپؓ کو گناہوں سے پاک فرمائے (۳) اجراً اللہ آپؓ کو اجر عطا فرمائے (۴) قربۃً آپؓ کو روزِ قیامت اللہ کا خصوصی قرب نصیب ہو۔فالحمد للہ علی ذلک

(۳۸) عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: جاءَتْ هِنْدٌ بنْتُ عُتْبَةَ، قالَتْ: يا رَسولَ اللهِ، ما كانَ علَى ظَهْرِ الأرْضِ مِن أهْلِ خِباءٍ أحَبُّ إلَيَّ أنْ يَذِلُّوا مِن أهْلِ خِبائِكَ، ثُمَّ ما أصْبَحَ اليومَ علَى ظَهْرِ الأرْضِ أهْلُ خِباءٍ، أحَبَّ إلَيَّ أنْ يَعِزُّوا مِن أهْلِ خِبائِكَ، قالَ: وأيْضًا والذي نَفْسِي بيَدِهِ قالَتْ: يا رَسولَ اللهِ، إنَّ أبا سُفْيانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أنْ أُطْعِمَ مِنَ الذي له عِيالَنا؟ قالَ: لا أُراهُ إلَّا بالمَعروفِ۔(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۹ رقم ۳۸۲۵)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ (حضرت معاویہؓ کی والدہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یارسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت مجھے آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ محبوب نہیں تھی، لیکن آج میری حالت یہ ہے کہ روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت مجھے کسی گھرانے کی عزت سے زیادہ محبوب نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میرا بھی (تمہارے گھر والوں کے بارے میں) یہی خیال ہے، اس کے بعد ہند نے کہا: یارسول اللہ! (میرے شوہر) ابوسفیان بہت کنجوس آدمی ہیں تو کیا اس بات میں کوئی حرج ہے کہ میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر) اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دستور کے مطابق خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: حضور ﷺ کے فرمان "وانا ایضاً" کے شراح حدیث نے دو مطلب بیان کئے ہیں، ایک تو ظاہری مطلب ہے کہ جس طرح تو آج میرے گھر والوں کو سب سے زیادہ عزت والا دیکھنا چاہتی ہے اسی طرح آج میں بھی تیرے گھر والوں کو سب سے زیادہ عزت والا دیکھنا چاہتا ہوں۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ تیری یہ محبت ابھی مزید بڑھے گی۔ لیکن ان میں پہلا مطلب راجح ہے؛ کیوں کہ روایت کے ظاہری الفاظ اسی کے متقاضی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

قال ابن التين: فيه تصديق لها فيما ذكرته كانه رأى ان المعنى وانا ايضاً بالنسبة اليك مثل ذلك۔ (فتح البارى ۸/۵۳۲)

محدث ابن التین فرماتے ہیں: حضور ﷺ کے اس قول میں ہندہ کی اس بات کی تصدیق ہے جو اس نے آپ سے ذکر کی گویا اس کا معنی یہ ہوگا کہ تیرے بارے میں میرا خیال بھی یہی ہے۔

اس صورت میں ہند کے تمام گھر والوں کی فضلیت ظاہر و باہر ہے اور ہند کے گھر والوں میں ان کے بیٹے حضرت معاویہؓ بھی یقینی طور پر شامل ہیں۔

(۳۹) ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: كَانَ الْمُسْلِمُونَ لا يَنْظُرُونَ إلى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ، فَقَالَ للنبيّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّمَ: يا نَبِيَّ اللهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ، قالَ: نَعَمْ قالَ: عِندِي أَحْسَنُ العَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قالَ: نَعَمْ قالَ: وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بيْنَ يَدَيْكَ، قالَ: نَعَمْ قالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حتَّى أُقَاتِلَ الكُفَّارَ، كما كُنْتُ أُقَاتِلُ المُسْلِمِينَ، قالَ: نَعَمْ۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ۳۰٤ رقم ۲۵۰۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (شروع شروع میں) مسلمان ابوسفیان کی جانب نہ تو توجہ کرتے اور نہ انھیں اپنی مجلسوں میں بٹھاتے تھے، (مسلمانوں کی اس بے رخی سے دل برداشتہ ہو کر ایک دن) ابوسفیان نے جناب نبی ﷺ سے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے تین چیزیں عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھیک ہے (مانگو) ابوسفیان نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل لڑکی ام حبیبہ موجود ہے آپ اس سے نکاح فرمالیں! (یہ میری خواہش تھی اور اللہ نے یہ خواہش پہلے ہی پوری فرمادی ہے) آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اس کے بعد کہا: میرے بیٹے معاویہ کو آپ اپنا کاتب (وحی) بنالیں! آپ ﷺ نے فرمایا: منظور ہے، اس کے بعد کہا: آپ مجھے (کفار کے مقابلے جہاد پر جانے والی مسلمانوں کی ایک جماعت کا) امیر بنادیں تاکہ میں جس طرح (زمانۂ جاہلیت میں) مسلمانوں سے قتال کرتا تھا اب (اس کے کفارے کے طور پر) کفار و مشرکین سے قتال کروں! آپ ﷺ نے فرمایا: منظور ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت معاویہؓ اور آپؓ کے والد ابوسفیان کی فضیلت ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے معاویہؓ کو اپنا کاتب مقرر فرمالیا اور ابوسفیانؓ کے تینوں مطالبات تسلیم فرمالیے۔

(٤٠) عن ابی سعید الخدری قال: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ علی حَلْقَةٍ فِي المَسْجِدِ، فَقَالَ: ما أَجْلَسَكُمْ؟ قالوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ، قالَ آللهِ ما أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قالوا: وَاللهِ ما أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قالَ: أَما إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَما كانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِن رَسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسَلَّمَ أَقَلَّ عنه حَدِيثًا مِنِّي، وإِنَّ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسَلَّمَ خَرَجَ علَى حَلْقَةٍ مِن أَصْحَابِهِ، فَقالَ: ما أَجْلَسَكُمْ؟ قالوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ علَى ما هَدَانَا لِلإِسْلَامِ، وَمَنَّ به عَلَيْنَا، قالَ: آللهِ ما أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قالوا: وَاللهِ ما أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قالَ: أَما إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فأَخْبَرَنِي، أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بكُمُ المَلَائِكَةَ۔ (مسلم جلد ۲ صفحه ٣٤٦ رقم ٢٧٠١)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ مسجد میں ایک حلقے کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھا رکھا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، آپؓ نے فرمایا: کیا صرف اسی بات نے تمہیں یہاں بٹھا رکھا ہے؟ لوگوں نے کہا: بخدا محض اسی بات نے ہمیں بٹھا رکھا ہے، آپؓ نے فرمایا: دیکھو سنو! میں نے تم سے کسی تہمت کی وجہ سے قسم نہیں لی ہے، کوئی صحابی ایسا نہیں ہے جو حضور ﷺ کے دربار میں میرے جتنی قدر و منزلت کے باوجود میری طرح سب سے کم احادیث روایت کرتا ہو، ایک مرتبہ حضور ﷺ بھی اپنے صحابہ کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کس چیز نے تمہیں بٹھا رکھا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ نے ہمیں اسلام کی ہدایت دیکر ہم پر جو احسان فرمایا ہے اس کے لیے اللہ کا ذکر اور حمد و ثنا کے لیے بیٹھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی ہے؛ لیکن جبریلؑ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ اللہ رب العزت ملائکہ کے سامنے تم پر فخر فرما رہے ہیں۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کے دربار میں بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے اور حضور ﷺ کے یہاں جو مقام آپؓ کو حاصل تھا عام صحابہ میں وہ مقام بہت کم لوگوں کو حاصل تھا۔ یہی روایت کچھ مفصل انداز میں حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں جہاں حضور ﷺ کے دربار میں حضرت معاویہؓ کے مقام و مرتبے کے کچھ نمونے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ [1]

---

[1] (۲۹) اخبرنا ابن ناجية قال حدثنا نصر بن علی وعمرو بن عيسى الضبعي قالا حدثنا عبد الاعلى السامی قال حدثنا سعيد الجريری عن عبدالله بن بريدة ان معاوية رضي الله عنه خرج علی قوم يذكرون الله عزوجل فقال: سأبشركم بما بشر به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثلكم، انكم لا تجدون رجلاً منزلته (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا)من رسول اللہ ﷺ منزلتی اقل حدیثاً عنہ منی، کنت ختنہ و کنت فی کتابہ و کنت ارحل لہ ناقتہ، ان رسول اللہ ﷺ قال: القوم یذکرون اللہ عزوجل ان اللہ تبارک و تعالی لیباھی بکم الملائکۃ۔ (الشریعۃ صفحہ ۲۴۶۲ رقم ۱۹۴۷ قال المحقق: اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب، و صححہ الالبانی /انظر سنن الترمذی بتحقیق الالبانی رقم ۳۳۷۹)

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ ؒ کہتے ہیں: ایک بار حضرت معاویہ ؓ کچھ ایسے لوگوں کے پاس تشریف لائے جو اللہ کا ذکر کر رہے تھے، پھر آپ ؓ نے فرمایا: میں تمہیں وہ خوش خبری سنانے والا ہوں جو حضور ﷺ نے تم جیسے لوگوں کے لئے سنائی ہے، تمہیں کوئی آدمی ایسا نہیں ملے گا جو حضور ﷺ کے یہاں میرے جتنا رتبہ رکھتا ہو اور میرے جتنی کم احادیث بیان کرتا ہو، (حضور ﷺ سے میرے قرب کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ) میں حضور ﷺ کا سسرالی تھا، کتابت (وحی وخطوط وغیرہ) کی خدمت میرے سپرد تھی، اور میں ہی آپ ﷺ کے لئے آپ کی اونٹنی پر کجاوہ باندھتا تھا۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر کرنے والے لوگو! بلاشبہ اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرماتے ہیں۔

(۳۰) حدثنا روح قال ثنا ابو امیۃ عمرو بن یحیی بن سعید قال سمعت جدی یحدث ان معاویۃ اخذ الاداوۃ بعد ابی ھریرۃ یتبع رسول اللہ ﷺ بھا، و اشتکی ابو ھریرۃ فبینا ھو یؤضئ رسول اللہ ﷺ رفع رأسہ الیہ مرۃ او مرتین، فقال: یا معاویۃ! ان ولیت امراً فاتق اللہ عزوجل و اعدل، قال فمازلت اظن انی مبتلیً بعمل لقول النبی ﷺ حتی ابتلیت۔ (مسند احمد جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۴ قال المحقق: اسنادہ صحیح۔ مسند ابو یعلی جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۰۔ دلائل النبوۃ للبیھقی جلد ۶ صفحہ ۴۴۶۔ شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ للالکائی صفحہ ۱۵۲۵ رقم ۲۷۷۳۔ الشریعۃ للآجری صفحہ ۲۴۷۷ رقم ۱۹۶۸۔ وقال شعیب ارنؤط وغیرہ محققو المسند: رجالہ ثقات رجال الصحیح: مسند احمد مؤسسۃ الرسالۃ جلد ۲۸ صفحہ ۱۲۹۔ وقال الھیثمی: رجال احمد و ابی یعلی رجال الصحیح: مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ: سعید بن عمرو کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ ؓ کے بعد آپ ﷺ کے پانی کا برتن اٹھانے کی اور اسے آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے لیکر چلنے کی ذمہ داری حضرت معاویہ ؓ کی تھی، ایک مرتبہ ابو ہریرہ ؓ بیمار ہوگئے تو حضرت معاویہ ؓ حضور ﷺ کو وضو کرا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک بار یا دو بار سر اٹھا کر حضرت معاویہ ؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے معاویہ! اگر تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔ معاویہ ؓ کہتے ہیں: حضور ﷺ کے یہ بات ارشاد فرمانے کے بعد میں اسی وقت سے یہ سوچنے لگا تھا کہ مجھے (خدا کی طرف سے) حکومت میں ضرور مبتلا کیا جائے گا یہاں تک کہ یہ وقت آ گیا اور میں حکومت میں مبتلا ہوگیا۔

فائدہ: حضرت معاویہ ؓ کی خلافت وحکومت حضور ﷺ کی بشارت کا نتیجہ ہے۔

(۳۱) اخبرنا ابو یعلی قال: وجدت فی کتابی عن سوید۔ ولم ار علیہ علامۃ السماع وعلیہ۔ صح۔ فشککت فیہ و اکبر ظنی انی سمعتہ منہ۔ عن ضمام بن اسماعیل المعافری عن ابی قبیل قال: خطبنا معاویۃ فی یوم جمعۃ فقال: انما المال مالنا، و الفئ فیئنا، من شئنا اعطینا و من شئنا منعنا، فلم یرد علیہ احد، فلما کانت الجمعۃ الثانیۃ قال مثل مقالتہ فلم یرد علیہ احد، فلما کانت الجمعۃ الثالثۃ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) قال مثل مقالته، فقام الیہ رجل ممن شھد المسجد فقال: کلا، بل المال مالنا و الفیٔ فیئنا من حال بیننا و بینہ حاکمناہ باسیافنا، فلما صلی امر بالرجل فادخل علیہ فاجلسہ معہ علی السریر، ثم اذن للناس فدخلوا علیہ، ثم قال: ایھا الناس انی تکلمت فی اول جمعۃ فلم یرد علی احد، و فی الثانیۃ فلم یرد علی احد، فلما کانت الثالثۃ احیانی ھذا احیاہ اللہ، سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: سیأتی قوم۔ و فی روایۃ سیکون ائمۃ۔ یتکلمون فلا یرد علیھم یتقاحمون فی النار تقاحم القردۃ۔ فخشیت ان یجعلنی اللہ منھم، فلما ردھذا علی احیانی احیاہ اللہ و رجوت ان لا یجعلنی اللہ منھم۔ (مسند ابی یعلی جلد ۱۳ صفحہ ۳۷٤ قال المحقق: اسنادہ صحیح۔ المعجم الکبیر طبرانی جلد ۱۹ صفحہ ۳۹٤۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ۔ مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۲٤ قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر و الاوسط و ابو یعلی و رجالہ ثقات)

ترجمہ۔ ابوقبیل ؒ کہتے ہیں: حضرت معاویہؓ نے جمعہ کے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا اور (اس خطبے میں) فرمایا: بلاشبہ یہ مال (بیت المال) ہمارا اپنا مال ہے اور یہ مال غنیمت ہمارا اپنا مال غنیمت ہے، جسے ہم چاہیں گے دیں گے اور جسے چاہیں گے نہیں دیں گے، معاویہؓ کی اس بات کو کسی نے رد نہیں کیا، پھر جب اگلا جمعہ آیا تو آپؓ نے پھر سے (خطبے میں) وہی بات دوہرائی، اب کی بار بھی کسی نے تردید نہیں کی، پھر جب تیسرا جمعہ آیا تو معاویہؓ نے (خطبے میں) پھر وہی بات کہی، اب کی بار حاضرین مسجد میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر معاویہؓ کی جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ہرگز نہیں (جیسا تم کہہ رہے ہو ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے) بلکہ یہ مال ہمارا مال ہے اور یہ مال غنیمت ہمارا مال غنیمت ہے، جو ہمارے اور ہمارے مال کے درمیان حائل ہوگا ہم اپنی تلواروں سے اس کا فیصلہ کر دیں گے، جب آپؓ نماز سے فارغ ہوئے تو اس آدمی کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم فرمایا، جب وہ آپؓ کے پاس آیا تو آپؓ نے اسے (بطور اعزاز) اپنے پاس اپنی چارپائی پر بٹھایا، پھر لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی، جب لوگ آپ کے پاس آ گئے تو آپؓ نے فرمایا: اے لوگو! جب میں نے پہلے جمعہ میں یہ بات کہی تو کسی نے میری تردید نہیں کی، دوسرے جمعہ میں کہی تو بھی کسی نے تردید نہیں کی لیکن جب تیسرے جمعہ میں میں نے یہ بات دوہرائی تو اس شخص نے میری جان میں جان ڈال دی، اللہ اسے خوش رکھے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ایسے حکمران آئیں گے جو (خلاف شرع) بولیں گے اور کوئی ان کی بات کو رد کرنے کی جرأت نہیں کرے گا، وہ لوگ جہنم میں بندروں کی طرح گریں گے (حضور ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے) میں ڈر گیا تھا کہ کہیں میں بھی انھیں حکمرانوں میں سے تو نہیں! لیکن جب اس شخص نے۔ اس نے مجھے زندگی بخشی اللہ اسے زندہ رکھے۔ میری بات کو (برسرعام) رد کر دیا تو اب میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان حکمرانوں میں مجھے شامل نہیں فرمائے گا۔

فائدہ۔ سبحان اللہ! حضرت معاویہؓ نے اپنے آپ کو اور اپنی حکومت کو برسرِعام حضور ﷺ کی بتائی ہوئی کسوٹی پر آزما کر دیکھا کہ میرا شمار اللہ و رسول کے نزدیک اچھے حکمرانوں میں ہے یا برے! اور بحمد اللہ اس آزمائش میں پورے اترے اور حدیث رسول ﷺ کے مطابق آپؓ اچھے حکمران ٹھہرے۔

(۳۲) حدثنا ابویزید القراطیسی ثنا اسد بن موسی (ح) و حدثنا بکر بن سھل ثنا عبداللہ بن صالح قالا ثنا معاویۃ بن صالح حدثنی سلیم بن عامر عن جبیر بن نفیر قال: کنا معسکرین مع معاویۃ بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ، فقام مرۃ بن کعب البھزی فقال: اما و اللہ لو لا شیٔ سمعتہ من رسول اللہ ﷺ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا)ماقمت هذا المقام ،قال: فلما سمع معاوية ذكر رسول الله ﷺ اجلس الناس فقال: بينا نحن عندرسول الله ﷺ جلوس اذ مر عثمان مر جلا مصدقا ،فقال رسول الله ﷺ: لتخرجن فتنة من تحت رجلي او من تحت قدمي ،هذا و من اتبعه يومئذ على الهدى ،فقمت حتى اخذت بمنكب عثمان حتى لفته الى رسول الله ﷺ فقلت هذا؟ قال: نعم، هذا و من اتبعه يومئذ على الهدى ،فقام عبدالله بن حواله الانصارى من عندالمنبر فقال: انك لصاحب هذا ،قال نعم، قال اما و الله انى حاضر ذلك المجلس و لو كنت اعلم ان لى فى الجيش مصدقاً لكنت اول من تكلم به ۔ (۔المعجم الكبير للطبرانى جلد ۲۰ صفحه ۳۱۶ ۔مسنداحمد جلد ۱۵ صفحه ۱۹۰ قال المحقق: اسناده صحيح ۔المستدرك جلد ۳ صفحه ۱۰۲ قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجاه و وافقه الذهبى ۔و صححه الالبانى فى الصحيحة رقم ۳۱۱۹)

ترجمہ۔ جبیر بن نفیرؒ کہتے ہیں: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ہم لوگ حضرت معاویہؓ کے لشکر میں (کسی جگہ اکٹھے بیٹھے) تھے کہ حضرت مرہ بن کعب بہزیؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: (جو بات میں ابھی تمہیں بتانے جارہا ہوں) بخدا اگر میں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ کی زبانی نہیں سنی ہوتی تو آج یہاں (آپ لوگوں کے بیچ) کھڑا ہو کر بیان نہیں کرتا۔ جب حضرت معاویہؓ نے مرہ بن کعبؓ کی زبانی رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو تمام لوگوں کو اہتمام کے ساتھ سننے کے لئے بٹھادیا۔ پھر حضرت مرہؓ نے کہنا شروع کیا: ایک بار ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت عثمانؓ کپڑا اوڑھے منہ چھپائے وہاں سے گذرے، رسول اللہ ﷺ نے (انھیں دیکھ کر) فرمایا: ایک وقت ایسا آئے گا کہ میرے قدموں کے نیچے سے (مدینہ منورہ) ایک فتنہ اٹھے گا اُس (فتنے کے) روز یہ (عثمان) اور ان کا ساتھ دینے والے ہدایت پر ہوں گے،۔مرہؓ کہتے ہیں ۔میں کھڑا ہوا اور حضرت عثمانؓ کے کندھے پکڑ کر حضور ﷺ کو متوجہ کر کے پوچھا: کیا (فتنے کے وقت ہدایت پر رہنے والے) وہ آدمی یہ ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں، یہ اور اس روز ان کی اتباع کرنے والے ہدایت پر ہوں گے،۔ یہ حدیث سن کر حضرت عبداللہ بن حوالہ انصاریؓ کھڑے ہوئے اور (مرہؓ سے) فرمایا: کیا اُس مجلس میں آپ بھی شریک تھے؟ مرہؓ نے کہا: ہاں! عبداللہ بن حوالہؓ نے فرمایا: بخدا حضور ﷺ کی اُس مجلس میں مَیں بھی موجود تھا اور اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اِس وقت لشکر میں کوئی میری بات کی تصدیق کرنے والا (جو اس مجلس میں موجود ہو) موجود ہے تو سب سے پہلے اس حدیث کو مَیں سناتا۔

فائدہ: حضرت معاویہؓ کے لشکر میں بہت سے صحابہ وتابعین کی موجودگی میں دو صحابہ۔مرہ بن کعب بہزی اور عبداللہ بن حوالہ انصاری رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کی یہ حدیث سنا کر حضرت معاویہؓ کے لشکر میں رہنے کی فضیلت کو بیان فرمایا اور کسی نے بھی ان کی تردید نہیں کی، جس سے پتہ چلا کہ صحابہ کے بیان کے مطابق۔ یہ روایت حضرت معاویہؓ کی فضیلت ومنقبت پر مشتمل ہے کیوں کہ اس روایت سے حضرت معاویہؓ کی فضیلت کا استنباط کسی ایرے غیرے نے نہیں بلکہ حضور ﷺ کے اُن دو صحابہ نے کیا جنھوں نے یہ حدیث براہ راست حضور ﷺ سے سنی تھی۔ و كفى به فضلاً و شرفاً۔ فالحمدلله

(۳۳) حدثنا ابن عبدالحميد قال حدثنا الرمادى احمدبن منصور قال حدثنا موسى ابن اسماعيل قال حدثنا ابوعوانة عن ابى حمزة القصاب قال: سمعت ابن عباس يقول: (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) قال لی رسول اللہ ﷺ : اذھب فادع معاویة و کان کاتبه ۔ (الشریعة صفحه ۲۴۵۳ رقم ۱۹۳۷ قال المحقق: اسناده حسن ۔ مسنداحمد جلد ۳ صفحه ۳۴۶ قال المحقق احمدشاکر: اسناده صحیح ۔)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جاؤ معاویہؓ کو میرے پاس بلا کر لاؤ، حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کے کاتب تھے۔

فائدہ: حضور ﷺ کا اپنی خدمت کے لئے حضرت معاویہؓ کو بلوانا آپؓ کی انتہائی سعادت وخوش بختی پر دال ہے۔

(۳۴) اخبرنا ابن ناجیة قال حدثنا یوسف بن موسی القطان قال حدثنا ابوغسان مالك بن اسماعیل قال حدثنا عبدالرحمن بن حمید عن عبدالرحمن الرؤاسی عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن عبداللہ بن الحارث عن عبداللہ بن مالك الزبیدی عن عبداللہ بن عمرو قال: کان معاویة کاتباً لرسول اللہ ﷺ ۔ وفی روایة کان یکتب بین یدی النبی ﷺ ۔ (الشریعة صفحه ۲۴۵۳ رقم ۱۹۳۶ قال المحقق: اسناده حسن ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحه ۵۹۶ قال الهیثمی: رواه الطبرانی واسناده حسن)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں: معاویہؓ حضور ﷺ کے کاتب تھے اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ کر (وحی اور آپ ﷺ کے احکامات) لکھا کرتے تھے۔

فائدہ: حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ کر آپ کے حکم سے وحی وغیرہ لکھنا اعلیٰ درجے کی خوش قسمتی ومنقبت ہے۔

(۳۵) حدثنا الولید بن مسلم حدثنی عبدالرحمن بن یزید بن جابر قال حدثنی ربیعة بن یزید حدثنی ابو کبشة السلولی انه سمع سهل بن الحنظلیة الانصاری صاحب رسول اللہ ﷺ، ان عیینة والاقرع سألا رسول اللہ ﷺ شیئاً فامر معاویة ان یکتب به لهما ، ففعل وختمها رسول اللہ ﷺ وامر بدفعه الیهما ۔ (مسنداحمد جلد ۱۳ صفحه ۴۴۰ قال المحقق: اسناده صحیح ۔ سنن ابی داؤد بتحقیق الالبانی رقم ۱۶۲۹ وصححه الالبانی ۔ الشریعة للآجری صفحه ۲۴۵۳ رقم ۱۹۳۸ قال المحقق: اسناده صحیح)

ترجمہ: صحابی رسول حضرت سہل بن حنظلیہؓ فرماتے ہیں: عیینہ اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے کچھ مال کا سوال کیا (بیت المال سے انھیں کچھ مال دیا جائے) آپ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو حکم فرمایا کہ ان کے لئے اس مال کا حکم نامہ لکھو، چنانچہ معاویہؓ نے لکھا اور حضور ﷺ نے اس پر مہر لگائی اور انھیں مال دینے کا حکم صادر فرما دیا۔

فائدہ۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کے نہ صرف کاتب؛ بلکہ انتہائی معتمد اور امین بھی تھے اور حضور ﷺ آپؓ سے وحی لکھوا کر اور آپ رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے پر اپنی مہر ثبت فرما کر یہ پیغام بھی دے رہے تھے کہ معاویہؓ آپ ﷺ کے نزدیک دینی اعتبار سے بھی مامون ہیں؛ کہ سب سے مقدس کلام کی کتابت ان کے ذمہ ہے، اور دنیوی اعتبار سے بھی دیانت دار ہیں؛ کہ لوگوں کے لئے حضور ﷺ کے مالیاتی احکام بھی لکھتے ہیں۔

(۳۶) حدثنا محمدبن یحیی ، نا ابومسهر ، عن سعیدبن عبدالعزیز عن ربیعة بن یزید عن عبدالرحمن بن ابی عمیرة وکان من اصحاب رسول اللہ ﷺ عن النبی ﷺ انه قال لمعاویة ، اللهم اجعله هادیا مهدیا واهدبه ۔ (سنن الترمذی جلد ۲ صفحه ۲۲۴ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) قال الترمذی: هذا حديث حسن۔ مسند احمد جلد ۱۳ صفحہ ۵۳۹ قال المحقق: اسناده صحیح۔تاريخ الكبير للبخاری جلد ۵ صفحه ۲۴۰۔ المعجم الاوسط للطبرانی جلد ۱ صفحه ۳۳۳۔ حلية الاولياء لابی نعيم جلد ۸ صفحه ۳۵۸۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۸۴۔قال الجورقانی: هذا حديث حسن، الاباطيل والمناكير صفحه ۱۰۶۔ قال المحقق شعيب ارنؤط: رجاله ثقات رجال الصحيح، مسند احمد مؤسسة الرسالة جلد ۲۹ صفحه ۴۲۶۔ و قال الالبانی: رجاله كلهم ثقات رجال مسلم فكان حقه ان يصحح۔ الصحيحه رقم ۱۹۶۹۔)

ترجمہ۔حضرت عبد الرحمن ابن ابی عمیرہ مزنی رضی اللہ عنہ (جو حضور ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ، معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنادے اور اس کے ذریعہ دوسروں کو ہدایت عطا فرمادے۔

(۳۷) ابو مسهر ثنا سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن ابی عميرة المزنی ان النبی ﷺ قال لمعاوية: اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب۔ (تاريخ الكبير للبخاری جلد ۷ صفحه ۳۲۷۔مسند احمد جلد ۱۳ صفحه ۲۸۲ قال المحقق: اسناده صحيح۔صحيح ابن خزيمه جلد ۳ صفحه ۲۱۴۔ ۔صحیح ابن حبان جلد ۱۶ صفحه ۱۹۲۔ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۱۸ صفحه ۲۵۱۔مسند البزار جلد ۱۰ صفحه ۱۳۸۔ الشريعة للآجری صفحه ۲۴۳۵ رقم ۱۹۱۱۔تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ۵۹ صفحه ۷۵۔وقال الذهبی: قوی، سير اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۲۴۔والحديث صحيح رجاله كلهم ثقات رجال مسلم۔وحسنه الالبانی)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن ابی عمیرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی پاک ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ، معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچالے۔

(۳۸) قال لی اسحاق بن يزيد: نا محمد بن مبارك الصوری قال نا صدقة بن خالد قال حدثنی وحشی بن حرب بن وحشی عن ابيه عن جده قال: كان معاوية ردف النبی ﷺ فقال: يا معاوية ما يلينی منك؟ قال: بطنی، قال اللهم املأه علماً وحلماً۔ وفی رواية۔ما يلينی منك؟ قال: بطنی وصدری، قال اللهم املأهما علماً وحلماً۔(تاريخ الكبير للبخاری جلد ۸ صفحه ۱۰ رقم ۲۶۲۴۔ العلل لابن ابی حاتم جلد ۶ صفحه ۲۶۵۔ الشريعة للآجری صفحه ۲۴۳۹ رقم ۱۹۲۱، ۱۹۲۰۔ معرفة أسامی ارداف النبی ﷺ لابن مندة صفحه ۳۴۔ تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ۵۹ صفحه ۸۸۔ قال العراقی: اسناده حسن /تخريج احياء علوم الدين جلد ۱ صفحه ۳۴۹۔و صحح او حسن اسناد هذا الحديث۔وحشی بن حرب بن وحشی عن ابيه عن جده۔ غير واحد من المحدثين ،منهم ابن حبان ،والحاكم ،والمنذری ، وشعيب ارنؤط ، والالبانی، وحمزة الزين وغيرهم)

ترجمہ: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ، تیرے بدن کا کون سا حصہ میرے بدن سے ملا ہوا ہے؟ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) معاویہؓ نے فرمایا: میرا پیٹ اور سینہ (آپ ﷺ کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ، معاویہؓ کے پیٹ اور سینے کو علم اور حلم سے بھر دے۔

(۳۹) حدثنا محمدبن یحیی نا عبداللہ بن النفیلی نا عمرو بن واقد عن یونس بن حلبس عن ابی ادریس الخولانی قال: لما عزل عمربن الخطاب عمیربن سعد من حمص ولی معاویة، فقال الناس: عزل عمیراً وولی معاویة، فقال عمیر: لاتذکروا معاویة الابخیر فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: اللهم اهده۔ (تاریخ الکبیر للبخاری جلد۷ صفحہ ۳۲۸۔سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲٤ وصححه الالبانی، انظر سنن الترمذی بتحقیق الالبانی رقم ۳۸٤۳)

ترجمہ: ابوادریس خولانی کہتے ہیں: جب حضرت عمرؓ نے حمص سے عمیر بن سعدؓ کو معزول فرما کر حضرت معاویہؓ کو گورنر بنایا تو لوگ کہنے لگے: (عجیب بات ہے) عمیر (جیسے بڑے آدمی کو) معزول کر کے معاویہؓ کو امیر بنا دیا! یہ سن کر حضرت عمیر بن سعدؓ نے فرمایا: لوگو! معاویہ کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کرو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: اے اللہ! معاویہؓ کو ہدایت عطا فرما۔

(٤۰) حدثنا محمدبن علی بن شعیب السمسار ثنا خالد بن خداش ثنا سلیمان بن حرب عن ابی هلال الراسبی عن جبلة بن عطیة عن مسلمة بن مخلد ان النبی ﷺ قال لمعاویة: اللهم علمه الکتاب والحساب ومکن له فی البلاد۔ (المعجم الکبیر طبرانی جلد ۱۹ صفحہ ٤۳۹۔ الشریعة للآجری صفحہ ۲٤۳۹ رقم ۱۹۱۹۔تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ۔ رجاله ثقات الا ان جبلة لم یسمع من مسلمة، والحدیث صحیح بماقبله)

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مخلدؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں دعا فرمائی: اے اللہ! اسے (معاویہؓ کو) حساب اور کتاب کا علم عطا فرما اور اس کے لئے شہروں میں مضبوطی عطا فرما (حکومت مظبوط فرما)۔

فائدہ: آخر الذکر پانچوں حدیثوں میں حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لئے مختلف دعائیں فرمائی ہیں اور حضور پاک ﷺ کی یہ تمام دعائیں بالیقین قبول ہوئی ہیں اور اسی قبولیت کے نتیجے میں اللہ تعالی نے آپ کو سراپا علم، حلم اور ہدایت بنایا اور آپ کے ذریعہ پورے عالم میں علم و ہدایت کو عام فرمایا۔ **فالحمد للہ علی ذلک**

اللہ کے فضل و کرم سے کتاب "خمس أربعینات" کے ابتدائی دونوں حصے "الأربعین فی فضائل خال المؤمنین من روایات الصحیحین" اور "الأربعین فی فضائل خال المؤمنین من روایات غیر الصحیحین" بحسن وخوبی مکمل ہو گئے، رب ذوالجلال قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی سہارنپوری

الأربعين في فضائل خال المؤمنين

من آثارالصحابة رضوان الله عليهم اجمعين

حضرت معاویہؓ پر صدیق اکبرؓ کا اعتماد

(۱) يعقوب بن سفيان ثنا سليمان ثنا عمر بن علی بن مقدم عن هشام بن عروة عن ابيه قال: دخلت على معاوية فقال لی مافعل المسلول؟ قال قلت: هو عندی، فقال: انا والله خططته بيدی اقطع ابوبكر الزبير رضی الله عنه ارضاً فكنت اكتبها، قال: فجاء عمر فاخذ ابوبكر يعنی الكتاب فادخله فی ثنی الفراش، فدخل عمر رضی الله عنه فقال: كأنكم على حاجة؟ فقال ابوبكر رضی الله عنه: نعم، فخرج، فاخرج ابوبكر الكتاب فاتممته ۔ (كتاب المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان الفسوی جلد ۳ صفحه ۳۷۳۔السنن الكبری للبيهقی جلد ٦ صفحه ۱٤٥۔اسناده صحيح ورجال الفسوی رجال الصحيح)

ترجمہ: عروہ کہتے ہیں: میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے مجھ سے پوچھا خفیہ طور پر الاٹ کی ہوئی جائداد کا کیا ہوا؟ میں نے کہا: وہ میرے پاس موجود ہے۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا میں نے ہی اس زمین کو ایکوائر کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بطور جاگیر عطا کی تھی اور میں اس کی کاغذی کارروائی مکمل کر رہا تھا کہ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انھیں دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس زمینی دستاویز کو اپنے بستر کے نیچے دبا دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اندر آتے ہی پوچھا : تم لوگ کسی ضروری کام میں مشغول تھے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا : جی ہاں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ چلے گئے (ان کے چلے جانے کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تحریری دستاویز دوبارہ نکالا۔ پھر میں نے اسے مکمل کیا۔

فائدہ :اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضرت معاویہؓ پر اس قدر اعتماد و اعتبار تھا کہ جو دستاویز بطور راز فاروق اعظمؓ جیسی شخصیت سے چھپائے گئے ان کی تکمیل حضرت معاویہؓ سے کروائی۔

حضرت معاویہؓ پر فاروق اعظمؓ کے اعتماد کی ۹ مثالیں

پہلی مثال (۲) حدثنا محمد بن المثنى قال نا يحيى بن سعيد قال نا هشام قال نا قتادة عن سالم ابن ابی الجعد عن معدان ابن ابی طلحة ان عمر بن الخطاب خطب يوم الجمعة۔

فخطب خطبة طويلة و فيه۔ قال :اللهم انی اشهدك على امراء الامصار فانی انما بعثتهم عليهم ليعدلوا عليهم و ليعلموا الناس دينهم و سنة نبيهم و يقسموا فيهم فيئهم و يرفعوا الى ما اشكل عليهم من امرهم۔ الحديث۔ (مسلم جلد ۱ صفحه ۲۱۰)

ترجمہ: معدان ابن ابی طلحہ کہتے ہیں: حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک بار جمعہ کا خطبہ دیا۔ جس میں بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، منجملہ ان کے ایک بات یہ بھی تھی۔: اے اللہ، (اسلامی سلطنت کے) شہروں کے امراء و حکام پر تجھے گواہ بناتا ہوں، اس لیے کہ میں نے انھیں لوگوں پر صرف یہ سمجھ کر (امیر بنا کر) بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ انصاف کریں گے، اور لوگوں کو ان کا دین (دین اسلام) اور ان کے نبی ﷺ کی سنتیں سکھائیں گے، اور اُن کے درمیان ان کا مالِ غنیمت تقسیم کریں گے، اور جس مسئلہ میں انھیں اشکال یا اشتباہ پیدا ہو اسے میرے تک پہنچائیں گے۔

فائدہ: اس روایت سے پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ نے جن لوگوں کو عمال اور حکام بنایا تھا وہ سب آپؓ کی نظر میں انتہائی معتبر، انصاف کو قائم کرنے والے، دین و شریعت اور سنت نبوی ﷺ کا علم رکھنے والے لوگ تھے، اور انھیں امراء میں حضرت معاویہؓ بھی تھے۔

دوسری مثال (۳) حدثنا سعيدبن ابی مريم عن عبدالله بن ابی لهيعة عن ابی الاسود محمدبن عبدالرحمن انه سمع عمير بن سلمة الدؤلی يذكر انه خرج مع عمربن الخطاب ـفذكر قصة طويلة و فيه۔فقال عمر :و الله ما آلوا ان اختار خياركم۔ (كتاب الاموال لابی عبيد صفحه ۷۰۹ رقم ۱۹۲۱ بتحقيق الدكتور محمدعمارة مطبوعة دارالشروق بيروت و قاهرة۔ اسناده حسن و رجاله ثقات رجال مسلم)

ترجمہ: عمیر بن سلمۃ دؤلی کہتے ہیں کہ وہ ایک بار حضرت عمرؓ کے ساتھ نکلے۔ پھر ایک طویل قصے کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بخدا تمہارے میں سے بہتر سے بہتر (شہروں کے حکام و امراء) منتخب کرنے میں میں نے بالکل کوتاہی نہیں کی۔

فائدہ: حضرت عمرؓ نے جن لوگوں کو شہروں کی امارت سونپی پہلے اچھی طرح ان کی زندگی اور حالات کا جائزہ لیا، جب ان پر پورا اعتماد ہو گیا اور آپؓ کو محسوس ہوا کہ یہ دوسروں کے مقابلے بہت بہتر ہے تبھی آپؓ نے انھیں امیر منتخب فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے انھیں پسندیدہ و منتخب کردہ امراء میں حضرت معاویہؓ بھی ہیں۔

تیسری مثال (٤) اخبرنا احمدبن محمد بن الوليد الازرقی و الوليد بن العطاء بن الاغر قالا :حدثنا عمرو بن يحيى بن سعيد الاموی عن جده ان ابا سفيان دخل على عمر بن الخطاب فعزاه عمر بابنه يزيدبن ابی سفيان، قال :آجرك الله فی ابنك يا اباسفيان، فقال :ای

بني يا امير المؤمنين؟ قال :يزيد بن ابى سفيان، قال :فمن بعثت على عمله؟ قال :معاوية اخاه، وقال عمر :انه لايحل لنا ان ننزع مصلحاً۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ١٨۔ تاريخ ابن عساكر جلد صفحه۔ شرح اصول اعتقاد اهل السنة للالكائى صفحه ١٥٣٥ رقم ٢٧٩٢۔ الاصابة۔ اسناده صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال الصحيح)

ترجمہ: ابوسفیان حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عمرؓ نے یزید بن ابی سفیان کے بارے میں ابوسفیان کی تعزیت کی اور فرمایا: اے ابوسفیان، اللہ تیرے بیٹے کے صدمہ پر تجھے اجر عطا فرمائے، ابوسفیان نے کہا: امیر المؤمنین کس بیٹے کی بات کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یزید کی، ابوسفیان نے کہا: پھر یزید کی جگہ آپ نے کسے والی بنا کر بھیجا ہے؟ عمرؓ نے فرمایا: اس کے بھائی معاویہؓ کو، اور فرمایا: ہم کسی مصلح سے منازعت کو حلال نہیں سمجھتے۔ یعنی کسی مصلح اور قابل کو ہم آگے ہی بڑھاتے ہیں پیچھے نہیں کھینچتے۔

فائدہ: حضرت عمرؓ نے معاویہؓ کو مصلح قرار دیا ہے۔

چوتھی مثال (٥) حدثنى عبدالله بن احمد بن شبويه، قال حدثنى ابى، قال حدثنى سليمان، قال حدثنى عبدالله بن المبارك عن ابن ابى ذئب عن سعيد المقبرى قال :قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه :تذكرون كسرىٰ وقيصر ودهاءهما وعندكم معاوية۔ (تاريخ الطبرى جلد ٥ صفحه ٣٣٠۔ تاريخ دمشق جلد ٥٩ صفحه ١١٥۔ سير اعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٣٤۔ سنده صحيح)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے فرمایا: لوگو! تم قیصر وکسریٰ اور ان کے رعب و دبدبے کے تذکرے کرتے ہو جبکہ تمہارے درمیان معاویہؓ موجود ہیں (یعنی معاویہؓ کی فہم وفراست، عقل و دانش اور رعب و دبدبے کے سامنے قیصر وکسریٰ کچھ بھی نہیں ہیں)

پانچویں مثال (٦) اخبرنا ابو الحسين محمد بن محمد، وابو غالب، وابو عبدالله ابنا ابى على بن البناء، قالوا انا ابو جعفر بن المسلمة، انا ابو طاهر المخلص، نا احمد بن سليمان، نا الزبير، حدثنى المدائنى ابو الحسن قال :كان عمر بن الخطاب اذا نظر الى معاوية قال :هذا كسرى العرب۔ (تاريخ ابن عساكر جلد ٥٩ صفحه ١١٥۔ البداية والنهاية جلد ١١ صفحه ٤١٧۔ سير اعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٣٤)

ترجمہ: ابوالحسن مدائنی کہتے ہیں: حضرت عمرؓ جب معاویہؓ کو دیکھتے تو فرماتے: یہ عرب کا کسریٰ ہے۔ (یعنی جس طرح ایران کا کسریٰ اپنی طاقت وقوت اور جنگی صلاحیت وقابلیت اور تدبیر وسیاست میں مشہور تھا اسی طرح عرب میں حضرت معاویہؓ بھی تدبیر وسیاست کے امام تھے)

چھٹی مثال (۷) اخبرنا ابوبکر بن عبدالباقی، انا الحسن بن علی، انا ابو عمر بن حیویه، انا احمدبن معروف، انا الحسین بن فهم، نا محمدبن سعد، انا محمدبن عمر، حدثنی کثیر بن زید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب و ابی جعفر قالا :قال عمر لاهل الشوریٰ :ان اختلفتم دخل علیکم معاویة بن ابی سفیان من الشام و بعده عبداللہ بن ابی ربیعة من الیمن فلایریان لکم فضلاً الا سابقتکم ۔ (تاریخ ابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۲۴ ۔ البدایة و النهایة جلد ۱۱ صفحه ۴۲۲ ۔ و له طرق متعددة عندابن عساکر یقوی بعضها بعضاً، فالاسناد حسن)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے اپنے انتقال کے وقت خلیفہ کے انتخاب کے لیے جو شوری بنائی تھی ۔اس شوری کے لوگوں سے فرمایا: اگر تم نے ۔خلیفہ کے انتخاب میں ۔اختلاف کیا تو پھر یاد رکھو! شام سے معاویہ بن ابی سفیان اور یمن سے عبداللہ بن ابی ربیعہ آئیں گے پھر وہ تمہاری فضیلتوں کی پرواہ کئے بغیر تم سے سبقت کر جائیں گے۔

ساتویں مثال (۸) محمدبن سعد، انا احمدبن محمد بن الولید الازرقی و الولیدبن عطاءبن الاغر، قالا :ناعمرو بن یحیی بن سعید الاموی عن جده قال :دخل معاویة علی عمر بن الخطاب و علیه حلة خضراء، فنظر الیها اصحاب رسول اللہ ﷺ، فلما رأی ذلك عمر وثب الیه و معه الدرة، فجعل ضرباً لمعاویة و معاویة یقول :اللہ اللہ یا امیر المؤمنین، فیم فیم؟ قال :فلم یکلمه حتی رجع فجلس فی مجلسه فقال له القوم :لم ضربت الفتی یا امیر المؤمنین؟ مافی قومك مثله، فقال :و اللہ مارأیت الا خیراً و مابلغنی الا خیر، و لکنی رأیته ۔و اشار بیده ۔فاحببت ان اضع منه ۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ۱۸ ۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۱۵ ۔ البدایة و النهایة جلد ۱۱ صفحه ۴۱۷ ۔سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۳۵ ۔اسناده صحیح)

ترجمہ: ایک بار معاویہؓ حضرت عمرؓ کی مجلس میں سبز رنگ کا جوڑا (جو غالباً بہت زیادہ مہنگا تھا) پہنے ہوئے تشریف لائے جس کی وجہ صحابہؓ ان کی طرف (تعجب و حیرت کے ساتھ ترچھی نظروں سے) دیکھنے لگے، جب حضرت عمرؓ نے یہ معاملہ دیکھا تو اچھل کر حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور درہ آپؓ کے ساتھ تھا، آپؓ نے درے سے معاویہؓ کو مارنا شروع کر دیا، معاویہؓ کہنے لگے: امیر المؤمنین کیا بات ہے ؟کس جرم میں مجھے مار رہے ہیں؟ عمرؓ نے فرمایا: (معاویہ!) بخدا میں نے تمہارے اندر خیر ہی دیکھا ہے اور مجھے تمہارے بارے میں جو خبریں پہنچی وہ بھی سب خیر کی ہیں، لیکن میں نے یہ دیکھا ۔معاویہؓ کے سبز جوڑے کی جانب اشارہ فرمایا۔ اس لیے میں نے چاہا تم سے اس لباس کو اتار دوں (تاکہ کسی کو تمہارے بارے میں زبان کھولنے کا موقع نہ ملے)

فائدہ: اللہ اکبر! فاروق اعظم جیسا صاحب فراست و دوراندیش شخص قسم کھا کر گواہی دے رہا ہے کہ معاویہؓ کو میں نے اپنی نظروں سے دیکھا تو بھی خیر پایا اور دوسروں سے معلومات کی تو بھی خیر ہی پایا۔

آٹھویں مثال (۹) اخبرنا ابو العز احمدبن عبیداللہ۔ مناولة و اذناً و قرأ علیَّ اسنادہ۔ انا محمدبن الحسین، انا المعافی بن زکریا، نا یزداد بن عبدالرحمن، نا ابو موسی۔ یعنی تینة، نا العتبی، حدثنی ابی قال :قال عمر رضی اللہ عنہ لمعاویة۔ فی قصة طویلة۔ یا معاویة و اللہ مابلغنی عنك امراً اکرھه فاعاتبك علیه ۔۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۱۳۔ البدایة والنهایة جلد ۱۱ صفحه ٤۱٦۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۳۳۔ و له اسناد آخر عند ابن ابی الدنیا و ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے معاویہؓ سے فرمایا: اے معاویہ، بخدا مجھے تمہارے بارے میں کوئی بھی ایسی بات نہیں پہنچی جو مجھے ناپسند ہو اور جس کی وجہ سے میں تمھیں سزا دوں۔

فائدہ: اپنے عمال و حکام کے ایک ایک عمل کی خبرگیری فرمانے والے فاروق اعظمؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ مجھے معاویہؓ کے بارے میں کوئی بھی ناپسند خبر نہیں پہنچی۔ وکفی به تزکیة

نویں مثال (۱۰) ابن ابی الدنیا قال :حدثنی محمدبن عباد بن موسی العکلی، نا الحسن بن علی۔ مولی بنی هاشم۔ حدثنی شیخ من قریش من بنی امیة ان معاویة ذکر عند عمربن الخطاب، قال :دعونا من ذم فتی قریش و ابن سیدها من یضحك فی الغضب، و لا ینال الا علی الرضا، و من لا یأخذ مافوق رأسه الا من تحت قدمیه۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۱۲۔ البدایة والنهایة جلد ۱۱ صفحه ٤۱۵)

ترجمہ: کچھ لوگوں نے حضرت عمرؓ کی مجلس میں معاویہؓ کو برائی کے ساتھ یاد کیا تو آپؓ نے فرمایا: قریش کے اس نوجوان اور اس کے سردار کے بیٹے کو برائی کے ساتھ یاد نہ کرو، جس کی حالت یہ ہے کہ غصے میں بھی مسکراتا ہے، اور اس سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں لیا جا سکتا، اور اس کے سر کے اوپر کی چیز کو اس کے قدموں کے نیچے ہی لیا جا سکتا ہے۔

معاویہؓ پر حضرت عثمان بن عفانؓ کا کامل اعتماد

(۱۱) ذکر الدولابی، عن الولید بن حماد، عن الحسن بن زیاد، عن ابی اسماعیل محمدبن عبداللہ البصری قال: جزع عمر علی یزید جزعاً شدیداً، و کتب الی معاویة بولایته علی الشام، فاقام اربع سنین و مات عمر رضی اللہ عنہ، فاقرہ عثمان علیها اثنتی عشرة سنة الی ان مات،

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب صفحه ٦٦٨ رقم ٢٣٤٦)

ترجمہ: حضرت عمرؓ کو اپنے گورنر یزید بن ابوسفیان کی وفات کا سخت صدمہ ہوا، اور آپؓ نے معاویہؓ کو لکھ بھیجا کہ اپنے بھائی یزید کی جگہ شام کی ولایت سنبھال لیں، چنانچہ معاویہؓ نے ولایت سنبھال لی اور حضرت عمرؓ کی وفات سے پہلے چار سال شام کے گورنر رہے، پھر حضرت عثمانؓ نے اپنی وفات تک اسی ولایت پر معاویہؓ کو بارہ سال باقی رکھا (بلکہ ترقی دی)

حضرت علی بن ابی طالبؓ کی زبانی معاویہؓ کا ذکرِ خیر

(١٢) اخبرنا ابواسامة حماد بن اسامة عن مجالد عن عامر عن الحارث قال: قال علی رضی اللہ عنہ: ایهاالناس لاتکرهوا امارة معاویة فوالله لوقد فقدتموه لقد رأیتم الرؤس تندر من کواهلها کالحنظل۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ٢٠۔ تاریخ ابن عساکر جلد ٥٩ صفحه ١٥١، ١٥٢۔ البدایة والنهایة جلد ١١ صفحه ٤٣٠۔ سیراعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٤٤۔ شرح اصول اعتقاد اهل السنة للالکائی صفحه ١٥٣٩ رقم ٢٨٠٠۔ وله اسناد آخر عندابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو! معاویہؓ کی حکومت کو برا نہ سمجھو، بخدا جب وہ تم میں نہیں ہوں گے تو تم سروں کو گردنوں سے اس طرح الگ ہوتے دیکھو گے جیسے حنظل (اندرائن) کو اس کی بیل سے توڑ کر الگ کر دیا جاتا ہے۔

(١٣) حدثنا الحسین بن اسحاق التستری، ثنا الحسین بن ابی السری العسقلانی، ثنا زیدبن ابی الزرقاء، عن جعفر بن برقان عن یزید بن الاصم قال: قال علی رضی اللہ عنہ: قتلای و قتلی معاویة فی الجنة۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ١٩ صفحه ٣٠٧۔ مجمع الزوائد جلد ٩ صفحه ٥٩٦۔ قال الهیثمی: رواه الطبرانی ورجاله وثقوا وفی بعضهم خلاف۔ سیراعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٤٤۔ اسناده حسن)

ترجمہ: یزید بن الاصم کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے فرمایا: (صفین میں) میری اور معاویہؓ کی طرف سے شہید ہونے والے دونوں طرف کے شہداء جنتی ہیں۔

فائدہ: جب حضرت معاویہؓ کی طرف سے شہید ہونے والے جنتی ہیں تو خود معاویہؓ کیوں جنتی نہیں! پتہ چلا حضرت علیؓ کی نظر میں بھی معاویہؓ معذور تھے اور اپنے فیصلے میں مخلص تھے۔

(١٤) کتب الی ابوعبدالله بن الحطاب، انا ابوالفضل السعدی، انا ابوعبدالله بن بطه،

قال: قرئ علی ابی القاسم البغوی، نا علی بن المنذر الطریقی الکوفی، نا محمد بن فضیل، قال: وحدثنی ابوبکر بن زنجویه، نا نعیم بن حماد، نا ابن فضیل، عن السری بن اسماعیل، عن الشعبی، حدثنی سفیان بن اللیل قال: قلت للحسن بن علی لما قدم من الکوفۃ الی المدینۃ: یامذل المؤمنین، قال: لاتقل ذاك، فانی سمعت ابی یقول: لاتذهب الایام واللیالی حتی یملك معاویۃ فعلمت ان امر اللہ واقع، فکرهت ان تهراق بینی وبینه دماء المسلمین۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۱۵۱۔ البدایۃ والنهایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۰۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۱۴۷)

ترجمہ: سفیان بن اللیل کہتے ہیں: جب حضرت حسن بن علیؓ (حضرت معاویہؓ کو خلافت سونپ کر) کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں نے آپؓ سے کہا: اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے، یہ سن کر حسنؓ نے فرمایا: ایسا مت کہو اس لیے کہ میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے سنا ہے: ایک دن آئے گا کہ حضرت معاویہؓ (بلاشرکت غیرے) حاکم بن جائیں گے، میں سمجھ گیا کہ اللہ کا فیصلہ ہو کر رہے گا اس لیے میں نے ان کے ساتھ جنگ کر کے مسلمانوں کا مزید خون بہانا پسند نہیں کیا۔

فائدہ: حضرت علیؓ اپنی ایمانی فراست سے سمجھ گئے تھے کہ میرے بعد معاویہؓ اپنی حسن تدبیر اور صلاحیت و قابلیت کی وجہ سے ضرور تنہا حکمراں بن جائیں گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی نظر میں معاویہؓ کا مرتبہ

(۱۵) انبأنا ابو عبداللہ الحسین بن محمد، وابو العز ثابت بن منصور الکیلی، قالا: انا ابو القاسم عبداللہ بن عبدالصمد بن علی بن المامون ح وانبأنا ابو طاهر الاصبهانی، انا نصر بن احمد بن البطر قالا: انا ابو الحسن محمد بن احمد بن رزقویه، انا علی بن محمد بن احمد المصری، نا بکر بن سهل، نا عبداللہ بن یوسف، نا لیث، نا بکیر عن بسر بن سعید: ان سعد بن ابی وقاص قال: مارأیت بعد عثمان اقضی بحق من صاحب هذا الباب۔ یعنی معاویۃ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱۔ البدایہ والنهایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۵۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۱۵۰۔ سندہ صحیح)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد کسی کو بھی معاویہؓ سے زیادہ حق و انصاف کے مطابق فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

معاویہؓ کے ساتھ ام المؤمنین السیدۃ عائشۃؓ کی شفقت

(۱۶) اخبرنا ابو القاسم بن الحصین ، انا ابو طالب بن غیلان ، انا ابو بکر الشافعی ، نا الفیریابی، ناعمرو بن عثمان الحمصی، نابشر بن شعیب، عن ابیہ عن الزہری حدثنی القاسم بن محمد: ان معاویۃ بن ابی سفیان حین قدم المدینۃ یرید الحج دخل علی عائشۃ، فکلمھا خالین لم یشھد کلامھما الا ذکوان ابو عمرو مولی عائشۃ، فقالت لہ عائشۃ: امنت ان اخبألک رجلاً یقتلک بقتل اخی محمداً، قال معاویۃ: صدقتِ، فکلمھا معاویۃ، فلما قضی کلامہ تشھدت عائشۃ ثم ذکرت ما بعث اللہ بہ نبیہ من الھدی و دین الحق و الذی سن الخلفاء بعدہ، و حضت معاویۃ علی اتباع امرھم، فقالت فی ذلک فلم تترک، فلما قضت مقالتھا قال لھا معاویۃ: انت و اللہ العالمۃ بامر رسول اللہ ﷺ المناصحۃ المشفقۃ، البلیغۃ الموعظۃ، حضضت علی الخیر و امرت بہ، و لم تأمرینا الا بالذی ھو لنا، و انت اھل ان تطاعی، فتکلمت ھی و معاویۃ کلاماً کثیراً، قال: فلما قدم معاویۃ اتکأ علی ذکوان قال: و اللہ ما سمعت خطیباً۔ لیس رسول اللہ ﷺ ابلغ من عائشۃ۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۱۵۳۔البدایۃ و النھایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۱۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۱۴۷۔سندہ صحیح)

ترجمہ: قاسم بن محمد کہتے ہیں: حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ جس وقت حج کے ارادے سے مدینہ منورہ تشریف لائے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عائشہؓ نے آپؓ سے بالکل تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ اس طرح گفتگو کی کہ آپؓ کی گفتگو کے وقت حضرت عائشہؓ کے غلام ذکوان کے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں تھا، حضرت عائشہؓ نے آپؓ سے (بطور طنز) فرمایا: کیا تم اس بات سے مامون ہو کہ اپنے بھائی محمد کے قتل کے بدلے میں نے تمہارے قتل کے لیے کسی آدمی کو چھپا رکھا ہو؟ معاویہؓ نے فرمایا: ام المؤمنین! آپ سچ کہتی ہیں (میں آپ کی خدمت میں بالکل مامون ہوں)، پھر معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ سے بہت سی باتیں کیں، جب معاویہؓ اپنی گفتگو مکمل کر چکے تو ام المؤمنینؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو جس ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کا اور آپ ﷺ کے بعد آپ کے خلفاء کی سیرت کا تذکرہ کیا اور حضرت معاویہؓ کو ان کی سیرت کی اتباع کے لیے ابھارا، اس معاملے میں آپؓ بہت کچھ فرماتی رہیں حتی کہ ضرورت کی ساری ہی باتیں فرما گئیں، جب ام المؤمنین نے اپنی بات مکمل فرمالی معاویہؓ کہنے لگے: ام المؤمنین! بلاشبہ آپ رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو بہت زیادہ جاننے والی ہیں، شفقت اور خیر خواہی فرمانے والی ہیں، بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ نصیحت فرمانی والی ہیں، آپ نے

مجھے خیر پر ابھارا اور خیر ہی کا حکم فرمایا، اور آپ نے وہی حکم فرمایا جو ہمارے حق میں خیر تھا اور آپ اس بات کی زیادہ اہل ہیں کہ آپ کی اطاعت کی جائے ۔ اس کے بعد حضرت عائشہ اور معاویہؓ نے بہت ساری باتیں کیں، راوی کہتے ہیں : یہاں سے فارغ ہونے کے بعد معاویہؓ ذکوان کے سہارے یہ فرماتے ہوئے تشریف لے گئے کہ میں نے حضور ﷺ کے بعد ام المؤمنینؓ سے زیادہ فصیح و بلیغ خطیب نہیں دیکھا۔

فائدہ: اللہ اللہ! ام المؤمنین صدیقہؓ کائنات کا حضرت معاویہؓ کے ساتھ اس طرح یکسوئی میں شفقت و محبت کے ساتھ طویل گفتگو اور وعظ و نصیحت فرمانا اس بات کا شاہد ہے کہ حضور ﷺ کے گھروں میں معاویہؓ کا بڑا رتبہ تھا۔ فرضی اللہ عنہ

(۱۷) حدثنا ابو موسی و ھلال بن بشر، قالا: حدثنا محمدبن خالد بن عثمة، اخبرنی سلیمان بن بلال، اخبرنی علقمة بن ابی علقمة عن امه عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: مازال بی مارأیت من امر الناس فی الفتنة، حتی انی لأتمنی ان یزیداللہ عزوجل معاویة من عمری فی عمرہ۔ (المنتقی من کتاب الطبقات لابی عروبة الحرانی صفحہ ۱۷۔ سندہ صحیح)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب سے میں نے لوگوں کے معاملے (خلافت و حکومت) کو فتنے کی نذر ہوتے دیکھا تبھی سے میں یہ تمنا کرتی ہوں کہ کاش اللہ رب العزت میری عمر کا کچھ حصہ معاویہؓ کو لگا کر ان کی عمر دراز فرمادے۔

فائدہ: اللہ اکبر! کیا شان ہے معاویہؓ کی کہ ام المؤمنین حبیبۂ رسول ﷺ صدیقۂ کائنات حضرت عائشہؓ معاویہؓ سے اتنی محبت فرماتی ہیں کہ اپنی عمر کم کر کے آپؓ کی عمر میں شامل کرنے کی دعا فرما رہی رہیں، اور ہو بھی کیوں نا جبکہ ام المؤمنین نے وجہ بھی بیان فرمادی کہ آپؓ کی وجہ سے فتنے رکے ہوئے ہیں۔ فرضی اللہ عنہما

ام المؤمنین السیدة ام حبیبةؓ کی معاویہؓ سے محبت

(۱۸) حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة و ابو کریب۔ و اللفظ لابی بکر۔ قالا: حدثنا وکیع عن مسعر عن علقمة بن مرثد عن مغیرة بن عبداللہ الیشکری عن المعرور بن سوید عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: قالت ام حبیبة زوج النبی ﷺ: اللھم امتعنی بزوجی رسول اللہ ﷺ، وبأبی ابی سفیان، وبأخی معاویة۔ الحدیث۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۸۔ باب ان الآجال والارزاق وغیرھا لاتزید ولاتنقص)

ترجمہ: حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ،

مجھے اپنے شوہر رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ، اور اپنے باپ ابوسفیان کے ذریعہ، اور اپنے بھائی معاویہ کے ذریعہ نفع پہنچا۔

فائدہ: ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اپنی دعاؤں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یاد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور یہ محبت اسلام قبول کرنے کے بعد پیدا ہوئی ورنہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وہ باغیرت خاتون ہیں جنھوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنے والد کو حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے بھی نہیں دیا تھا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی نظر میں

(۱۹) اخبرنا ابن ناجیة قال: حدثنی محمدبن مسکین ،قال حدثنا یحیی بن حسان، قال حدثنا سلیمان بن بلال ، عن جعفر بن محمد عن ابیه: ان الحسن و الحسین رضی اللہ عنهما کانا یقبلان جوائز معاویة رضی اللہ عنہ ۔ (الشریعة للآجری صفحه ۲٤۷۰ رقم ۱۹٦۳۔شرح الاصول للالکائی صفحه ۱۵۳۰ رقم ۲۷۸۲۔سنده صحیح)

ترجمہ: امام محمد باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بلاشبہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عطایا قبول فرمایا کرتے تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ۱۱ شہادتیں

پہلی شہادت (۲۰) اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن همام بن منبه قال :سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول :مارأیت رجلاً کان اخلق للملك من معاویة ۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ صفحه ٤۵۳ ۔ طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ۲۰ ۔ السنة للخلال صفحه ٤٤۰ رقم ٦۷۷ ۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۷۵ ، ۱۷٤ ۔البدایة و النهایة جلد ۱۱ صفحه ٤۳۹ ۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۵۳ ۔سنده صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حکومت کا اہل نہیں دیکھا۔

دوسری شہادت (۲۱) عبدالرزاق عن ابن جریج قال :اخبرنی عتبة بن محمد بن الحارث ان عکرمة مولی ابن عباس اخبره ۔فی حدیث طویل ۔قال ابن عباس رضی اللہ عنہ :لیس احد منا اعلم من معاویة ۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحه ۲۱ ۔تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱٦۵ ۔سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۵۱ ۔سنده صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: ہم (موجودہ صحابہ) میں کوئی بھی حضرت معاویہؓ سے بڑا عالم نہیں ہے۔

تیسری شہادت (۲۲) اخبرنا عارم بن الفضل، قال :حدثنا حماد بن زید عن ایوب قال :قیل لابن عباس رضی اللہ عنہ :ان معاویة لم یوتر حتی اصبح فاوتر برکعة، فقال :ان امیر المؤمنین عالم ـ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ٢٢ـ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد٥٩ صفحه ١٦٥ـسنده صحیح)

ترجمہ: کسی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا: معاویہؓ نے صبح (تہجد کے وقت) ایک رکعت وتر پڑھی، آپؓ نے فرمایا: بلا شبہ امیر المؤمنین قرآن وسنت کے بڑے عالم ہیں (اس لیے ان کے قول وفعل پر اعتراض ٹھیک نہیں ہے)

چوتھی شہادت (٢٣) ابن ابی ملیکة قیل لابن عباس :هل لك فی امیر المؤمنین معاویة فانه ما اوتر الا بواحدة؟ قال :اصاب انه فقیه ـ (بخاری جلد ١ صفحه ٥٣١)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے کہا: امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے انھوں نے صرف ایک رکعت وتر پڑھی، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: انھوں نے ٹھیک کیا بلا شبہ وہ فقیہ (مجتہد) ہیں۔

پانچویں شہادت (٢٤) عن ابن ابی ملیکة قال :اوتر معاویة بعد العشاء برکعة وعنده مولی لابن عباس، فاتی ابن عباس، فقال دعه فانه قد صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ـ (بخاری جلد ١ صفحه ٥٣١)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی اور اس وقت آپؓ کے پاس حضرت ابن عباسؓ کے ایک غلام تھے جو یہ دیکھ کر فوراً عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آئے اور اس واقعہ کی خبر دی، ابن عباسؓ نے فرمایا: معاویہؓ پر اعتراض کرنا چھوڑ دو اس لیے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں۔

چھٹی شہادت (٢٥) حدثنا مروان بن شجاع قال حدثنی خصیف عن مجاهد وعطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال :ما کان معاویة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متهماً ـ (مسند احمد جلد ١٣ صفحه ٢٠٦ـسنده صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال نقل کرنے میں حضرت معاویہؓ متہم نہیں ہیں۔ (قابل اعتماد واعتبار ہیں)

ساتویں شہادت (۲٦) المدائنی، عن عوانة عن ابیه ان ابن عباس رضی اللہ عنہ قال :للہ در ابن هند ولینا عشرین سنة فما آذانا علی ظهر منبر ولا بساط صیانة منه لعرضه واعراضنا ولقد کان یحسن صلتنا ویقضی حوائجنا ۔ (انساب الاشراف جلد ۵ صفحه ۹۱۔ تاریخ دمشق جلد ۵۹ صفحه۱۸۷ ۔)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے: اللہ بھلا کرے ابن ہند (معاویہؓ) کا، بیس سال خلیفہ رہے لیکن اپنی اور ہماری (اہلبیت کی) عزتوں کا تحفظ کرتے ہوئے نہ تو کبھی منبر پر ہمیں برا کہا اور نہ زمین پر (نہ تو کبھی علی الاعلان ہمیں برا کہا اور نہ اپنی خاص مجلسوں میں) اور ہمارے ساتھ بہت اچھے انداز میں صلہ رحمی کرتے اور ہماری ضروریات کو پورا فرماتے رہے۔

فائدہ: اہلبیت کے عظیم فرد ابن عباسؓ کی اس زبردست شہادت کے بعد ان لوگوں کو اپنے سروں پر خاک ڈالنی چاہئے جو شیعی خرافات سے متأثر ہو کر یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ۔معاذ اللہ۔ اہلبیت سے بغض رکھتے تھے۔

آٹھویں شہادت (۲۷) قال :وحدثنی ابن ابی الدنیا، حدثنی محمدبن عباد بن موسی، عن علی بن مجاهد قال :قال ابن عباس رضی اللہ عنہ :قدعلمت بما کان معاویة یغلب الناس ،کانوا اذا طاروا وقع واذا وقعوا طار ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد۵۹ صفحه ۱۸۷۔البدایة والنهایة جلد ۱۱ صفحه ٤٤٣۔ سیراعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱٥٤۔انساب الاشراف جلد ۵ صفحه ۹٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: مجھے معلوم ہے کس حکمت کے تحت حضرت معاویہؓ نے لوگوں پر غلبہ حاصل کیا، جب لوگ اڑتے آپؓ گر جاتے اور جب لوگ گرتے آپؓ اڑنے لگتے ۔یعنی جب لوگ گرم ہوتے تو آپؓ ٹھنڈے ہو جاتے اور جب لوگ ٹھنڈے ہوتے آپؓ گرم ہو جاتے۔

فائدہ: یہ حضرت معاویہؓ کی اس دانائی اور فہم وفراست کی شہادت ہے جس کے ذریعہ آپؓ نے بڑے بڑے دشمنوں کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا، یعنی آپؓ نے لوگوں کو بڑی دانائی سے قابو کیا کہ جب لوگ غصے میں ہوتے تو آپؓ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تاکہ مانوس رہیں اور جب لوگ نرم پڑتے تو آپؓ ان کے ساتھ سختی سے پیش آتے تاکہ حد میں رہیں۔

نویں شہادت (۲۸) اخبرنا ابوبکر محمدبن شجاع، انا ابوعمرو بن مندة، انا ابومحمدبن یوة، انا ابوالحسن اللبنانی، نا ابوبکربن ابی الدنیا، حدثنی ابواحمد بشربن بشار، نا داؤد بن المحبر عن ابیه عن معاذ بن محمد اللیثی قال :جاء نعی معاویة الی ابن عباس

والمائدة بين يديه، فقال لغلامه :ارفع، ارفع، ثم قال :اللهم انت اوسع لمعاوية، ثم قال :خير ممن يكون بعده وشر ممن كان قبله، (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۲۳۶)

ترجمہ: معاذ بن محمد لیثی کہتے ہیں: جس وقت حضرت معاویہؓ کے انتقال کی خبر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو پہنچی آپؓ اس وقت دسترخوان پر بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے، جیسے ہی آپؓ نے خبر سنی فوراً اپنے غلام سے فرمایا: جلدی سے یہ دسترخوان اور کھانا سامنے سے اٹھا دے، اس کے بعد آپؓ نے حضرت معاویہؓ کے لیے دعاءِ مغفرت کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ معاویہؓ کے لیے آپ سے زیادہ وسیع مغفرت والا کوئی نہیں (اس لیے معاویہؓ کی مغفرت فرمادے) دعا سے فارغ ہو کر کہنے لگے: معاویہؓ اپنے پہلوں (خلفاء راشدین) کے مقابلے کمتر تھے لیکن اپنے بعد والوں (آپؓ کے بعد جتنے بھی لوگ قیامت تک حاکم و خلیفہ بنیں گے) کے مقابلے بہت بہتر تھے۔

دسویں شہادت (۲۹) اخبرنا عارم بن الفضل قال :اخبرنا الصعق بن حزن قال : اخبرنا قتادة عن زهدم الجرمی قال :خطب ابن عباس رضی الله عنه فقال :لو لم يطلب الناس بدم عثمان لرُموا بالحجارة من السماء۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحه ۷۶۔سنده صحیح)

ترجمہ: زہدم جرمیؒ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر لوگ (معاویہؓ اور ان کے ساتھی) حضرت عثمانؓ کا قصاص طلب نہ کرتے تو آسمان سے پتھر برسا دیئے جاتے۔

فائدہ: سبحان اللہ! حبر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کا حضرت عثمانؓ کے خون کے مطالبے کے لیے میدان میں آنا پوری امت کے لیے خیر کا سبب ہوا ورنہ آسمان سے عذاب آنے کا اندیشہ تھا۔ اللھم احفظنا

گیارہویں شہادت (۳۰) حدثنا يحيى بن عبدالباقي الاذنى ، ثنا ابو عمير بن النحاس، ثنا ضمرة بن ربيعة، عن ابن شوذب :عن مطر الوراق، عن زهدم الجرمي قال :كنا في سمر ابن عباس رضی الله عنه، فقال :لما كان من امر هذا الرجل ما كان ،يعني عثمان ، قلت لعلي اعتزل الناس ، فلو كنت في جحر لطلبت حتى تستخرج ،فعصاني ، وايم الله ليتأمرن عليكم معاوية، وذلك ان الله يقول :وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلاَ يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ اِنَّه كَانَ مَنْصُوراً۔ (المعجم الكبير للطبراني جلد ۱۰ صفحه ۳۲۰۔ تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ۵۹ صفحه ۱۲۲۔سير اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۳۹۔تفسير ابن كثير ۔سنده حسن)

ترجمہ: زہدم جرمی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: جس وقت حضرت عثمانؓ کو درد

ناک طریقے سے شہید کر دیا گیا میں نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا کہ آپ لوگوں سے بالکل علیحدہ ہو جائیں کیوں کہ اگر آپ کسی بِل میں بھی جا چھپیں گے تو بھی لوگ آپ کو ضرور نکال لائیں گے، لیکن علیؓ نے میری بات نہیں مانی، اور لوگو! سن لو، بلا شبہ معاویہؓ ضرور غالب آ کر رہیں گے؛ کیوں کہ اللہ قرآن میں فرما چکا ہے "وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلاَ يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوراً"

فائدہ: حبر الامہ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مطابق حضرت معاویہؓ کا غلبہ خبر قرآن کے عین مطابق تھا۔ فالحمدللہ

معاویہؓ؛ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نظر میں

(۳۱) حدثنا الحسین بن اسحاق التستری نا هشام بن عمار، ثنا عبدالله بن یزید البکری ثنا کثیر بن زید عن المطلب بن عبدالله بن حنطب عن ابن عمر قال: ما رأیت احداً من الناس بعد رسول الله ﷺ اسود من معاویة۔ وفی روایة۔ فقیل له: هو اسود من ابی بکر؟ قال: کان ابو بکر خیراً منه وهو اسود من ابی بکر، قیل: فعمر؟ قال: کان عمر خیراً منه وهو اسود من عمر، قیل: فعثمان؟ قال: کان عثمان خیراً منه وهو اسود من عثمان۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۷۔ السنة للخلال صفحہ۔ شرح اصول للالکائی صفحہ ۱۵۲۹ رقم ۲۷۸۱۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۱۷۳۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۹٤ سنده حسن، وله اسناد آخر جید عند اللالکائی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت معاویہؓ سے بڑا سخی نہیں دیکھا کسی نے کہا: معاویہؓ زیادہ سخی تھے یا ابوبکرؓ؟ آپؓ نے فرمایا: ابوبکرؓ معاویہؓ سے بہتر تھے لیکن معاویہؓ ابوبکرؓ سے بھی زیادہ سخی تھے، کہنے والے نے کہا: کیا عمرؓ بھی نہیں تھے؟ آپؓ نے فرمایا: عمرؓ معاویہؓ سے بہتر تھے لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ عمرؓ سے بھی زیادہ سخی تھے، کہنے والے نے کہا: کیا عثمانؓ بھی نہیں؟ آپؓ نے فرمایا: عثمانؓ معاویہؓ سے بہتر تھے، لیکن معاویہؓ عثمانؓ سے بھی زیادہ سخی تھے۔

فائدہ: اللہ اکبر! عبداللہ بن عمرؓ جیسے بڑے درجے کے صحابی کی شہادت ہے کہ جود وسخا کی جزئی فضیلت میں حضرت معاویہؓ خلفاء راشدینؓ سے بھی فائق تھے۔

فائدہ: امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ بہت سے علماء نے "اسود" کا معنی "السخی" بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو السنة للخلال۔

(۳۲) حدثنی ابو عبدالله الاسماعیلی، أنبأ محمد بن عبدالملك بن ابی الشوارب، نا

ابو عاصم العبادانی، عن هشام بن حسان، عن محمدبن سیرین عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: معاویة من احلم الناس، قالوا: یا اباعبدالرحمن، و ابوبکر؟ قال: ابوبکر خیر من معاویة و معاویة من احلم الناس، قالوا عمر؟ قال عمر خیر من معاویة و معاویة من احلم الناس۔ (الطبقات لابی عروبة الحرانی صفحه ۱٦۔السنة للخلال صفحه ٤٤٣ رقم ٦٨١۔تاریخ دمشق جلد ٥٩ صفحه ١٧٧۔)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ صحابہ میں سب سے زیادہ حلم و بردباری والے تھے، لوگوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمن (ابن عمرؓ کی کنیت) کیاابوبکرؓ سے بھی زیادہ؟ آپؓ نے فرمایا: ابوبکرؓ معاویہؓ سے بدرجہا بہتر تھے لیکن صفت حلم میں معاویہؓ ابوبکرؓ سمیت تمام صحابہؓ سے فائق تھے، لوگوں نے کہا کیا عمرؓ سے بھی زیادہ؟ آپؓ نے فرمایا عمرؓ معاویہ سے افضل تھے لیکن صفت حلم میں معاویہؓ سب سے فائق تھے۔

فائدہ: یہ بھی حضرت معاویہؓ کی جزئی فضیلت ہے جس میں آپؓ صدیق اکبرؓ سمیت تمام صحابہؓ سے فائق ہیں۔ فرضی اللہ عنہ

معاویہؓ: حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی نظر میں

(۳۳) اخبرنا ابوبکر محمدبن شجاع، انا ابوعمرو بن مندة، انا ابو محمد بن یوة، انا ابوالحسن بن اللبنانی، نا ابوبکر بن ابی الدنیا، حدثنی هارون بن عبداللہ، نا محمدبن الحسن المخزومی، حدثنی نوفل بن عمارة، عن هشام بن عروة قال: سمعت عبداللہ بن الزبیر یخطب، فذکر معاویة، فقال: رحم اللہ ابن هند، لو ددت انه بقی لنا مابقی من ابی قبیس حجر۔ (تاریخ دمشق جلد ٥٩ صفحه ٢٣٦۔البدایة والنهایة جلد ١١ صفحه ٤٤٢)

ترجمہ: ہشام بن عروہؒ کہتے ہیں: میں نے (معاویہؓ کی وفات کے بعد) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپؓ نے حضرت معاویہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ ابن ہند (معاویہؓ) پر رحم فرمائے، میری تمنا یہ تھی کہ معاویہؓ اس وقت تک ہمارے درمیان زندہ رہتے جب تک کہ جبل ابوقبیس پر پتھر باقی ہیں۔ (یعنی کاش بہت طویل عرصے تک آپ زندہ رہتے اور امت آپؓ کی عدل وانصاف اور جود وسخا سے بھرپور خلافت وحکومت سے فیضیاب ہوتی رہتی۔

معاویہؓ: حضرت ابوالدرداءؓ کی نظر میں

(٣٤) سعید بن عبدالعزیز، عن اسماعیل بن عبیداللہ، عن قیس بن الحارث، عن

الصنابحی عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: ما رأیت اشبه صلاةً برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من امیر کم هذا۔ یعنی معاویة۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحه ۵۹۵ ۔ قال الهیثمی :رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح غیر قیس بن الحارث المذحجی وهو ثقة۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۳۵ ۔تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه)

ترجمہ: حضرت ابو دارداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو بھی تمہارے اس امیر ۔معاویہ رضی اللہ عنہ۔ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

(۳۵) اخبرنا ابوبکر بن کرتیلا، انا ابوبکر الخیاط، انا ابوالحسین السوسنجردی، انا احمد بن ابی طالب، حدثنی ابی، انا ابوعمرو السعیدی، نا احمدبن منصور الرمادی، نا عبدالله ۔یعنی ابن صالح۔ حدثنی معاویة بن صالح عن ابی الزاهریة، عن جبیر بن نفیر عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال :لامدینة بعد عثمان ولا رخاء بعد معاویة۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۵۲ ۔مجمع الزوائدوقال الهیثمی :اسناده حسن)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی مدینہ نہیں (یعنی اُس دردناک ظلم کے بعد مدینہ کی گویا جان نکل گئی) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی خوشحالی نہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی نظر میں

(۳۶) اخبرناه عالیاً ابوالقاسم بن السمرقندی وابوعبدالله محمد بن طلحة بن علی الرازی، قالا: انا ابومحمد الصریفینی، انا ابوالقاسم بن حبابة، نا ابوالقاسم البغوی، نا علی بن الجعد، انا زهیربن معاویة، عن اسود بن قیس عن نبیح العنزی قال: کنت عند ابی سعید الخدری فذکر علی ومعاویة، ۔احسبه قال: فنیل من معاویة کذا قال۔ وکان مضطجعاً، فاستوی جالساً فقال: کنا ننزل او نکون مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفاقاً رفقة مع فلان ورفقة مع ابی بکر، وکنت فی رفقة ابی بکر، فنزلنا باهل بیت ادناها ابیات او باهل ابیات، فیهن امرأة حبلیٰ، ومعنا رجل من اهل البادیة، فقال له البدوی: ایَسُرُّكَ ان تلدی غلاماً او تعطینی شاةً، فاعطته شاة، فسجع لها اساجیع ثم عمد الی الشاة فذبحها ثم طبخها، قال: فجلسنا او قال فجلسوا، فاکلوا، فذکرنا امر الشاة، فرأیت ابابکر متبرزاً مستنتلاً یتقیأ، ثم ان عمر اُتِیَ بذلك الاعرابی یهجو الانصار، فقال عمر: لولا ان له صحبة من رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکفیتکموه، ولکن له صحبة من رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (تاریخ دمشق جلد ۵۹ صفحه ۲۰۶، ۲۰۵ ۔سنده صحیح)

ترجمہ: نبیح عنزی روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپؓ ٹیک لگائے بیٹھے تھے، ہم لوگ مجلس میں حضرت علی اور معاویہ۔ رضی اللہ عنہما۔ کا تذکرہ کررہے تھے کہ ایک آدمی نے حضرت معاویہؓ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیئے، یہ سن کر حضرت ابوسعید خدریؓ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: ہم لوگ حضور ﷺ کی آغوش صحبت میں ساتھ رہتے تھے اور انوار رسالت براہ راست ہمارے سینوں پر پڑتے تھے۔ ایک دفعہ ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں تھے کہ چند گھر والوں کے درمیان ہمارا قیام ہوا جن میں ایک حاملہ عورت تھی، ہمارے ساتھ ایک بدو تھا جس نے حاملہ عورت سے کہا: کیا تو بیٹا جننا پسند کرے گی؟ عورت نے کہا: ہاں! بدو نے کہا: اگر تو مجھے ایک بکری دیدے تو تیرے یہاں بیٹا پیدا ہوگا، چنانچہ اس عورت نے بدو کو ایک بکری دیدی، بکری کا عطیہ لیکر بدو نے عورت کی تعریف میں چند قافیہ بند اشعار کہے، پھر بدو نے بکری ذبح کرکے کھانا تیار کیا، ہم لوگ بشمول حضرت ابوبکر صدیقؓ کھانا کھارہے تھے کہ ابوبکرؓ کو اس واقعے کا علم ہوگیا، آپؓ نے فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور جا کر نوش کیا ہوا سارا کھانا قے کردیا، ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: کچھ مدت کے بعد میں نے اس بدو کو دیکھا کہ انصار صحابہ کرامؓ کی بدگوئی کے جرم میں حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا، حضرت عمرؓ نے لوگوں سے فرمایا: اگر بدو کو جناب نبی اکرم ﷺ کی صحبت کے برکات وفیوض حاصل نہ ہوتے تو صحابہؓ کی گستاخی کے جرم میں میں اسے سخت سزا دیتا۔

فائدہ: حضرت عمرؓ نے بدو صحابی کی صحابیت کا اس قدر احترام فرمایا کہ اس کی غلطی پر بھی سزا دینے سے خود کو روک لیا جبکہ قرائن یہ کہتے ہیں کہ ان بدو صحابی کو حضور ﷺ کی بہت مختصر صحبت حاصل ہوئی، حضرت ابوسعید خدریؓ نے اسی واقعے سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! جب ایک عام بدو کو مختصر سی صحبت رسول ﷺ کے صدقے حضرت عمرؓ جیسے غیور شخص نے اتنی رعایت دی تو تم لوگ حضرت معاویہؓ کی رعایت کیوں نہیں کرتے؛ جبکہ حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ کی طویل صحبت کا شرف حاصل ہے۔

معاویہؓ؛ حضرت مِسور بن مخرمہؓ کی نظر میں

(۳۷) اخبرنا عبدالرزاق، انا معمر عن الزهری عن حمیدبن عبدالرحمن، نا المسور بن مخرمة: انه وفد علی معاویة، فلما دخلت علیه۔ حسبت انه قال: سلمت علیه۔ فقال: مافعل طعنك علی الائمة یا مسور؟ قال قلت: ارفضنا من هذا واحسن فیما قدمناله، قال: لتكلمنی بذات نفسك، قال فلم ادع شیئاً اعیبه علیه الا اخبرته به، فقال: لاتبرأ من الذنوب، فهل لك من ذنوب تخاف ان تهلكك ان لم یغفر الله لك؟ قال قلت: نعم، یعنی قال: فمایجعلك احق بان

ترجو المغفرة منی، فو اللہ لما الی من الصلاح بین الناس و اقامة الحدود، و الجھاد فی سبیل اللہ، و الامور العظام التی نحصیھا و التی لانحصیھا اکثر مما نلی، و انی لعلی دین یقبل اللہ فیه الحسنات و یعفو عن السیئات، و و اللہ علی ذلك ما کنت لأُخَیَّرُ بین اللہ و غیرہ الا اخترت اللہ علی ماسواہ، قال: ففکرت حین قال لی ماقال، فعرفت انه قد خصمنی، قال: فکان اذا ذکرہ بعد ذلك دعا له بخیر ۔ وفی روایة ،فلم یسمع بعد ذلك یذکر معاویة الا صلی علیه ۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ صفحه ۳۴٤ ۔ طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ۲۱ ۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۲۵ صفحه ۱٦۱ ۔ البدایة و النھایه جلد ۱۱ صفحه ٤۳٦ ۔ سندہ صحیح)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک بار (اپنی ضروریات کے سلسلے میں) ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے (حضرت معاویہؓ نے ان کی تمام ضروریات پوری کرنے کے بعد تنہائی میں اپنے پاس بلایا) جب مسورؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو معاویہؓ نے فرمایا: مسور! حکام و امراء (معاویہؓ اور ان کے حکام) پر تم جو طعن کرتے ہو وہ کیا ہے؟ یعنی ہمیں بھی سناؤ! مسورؓ نے کہا: اس بات کو چھوڑیں اور جس مقصد کے لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں اس میں حسن سلوک کریں، معاویہؓ نے اصرار کیا تو مسورؓ نے وہ تمام عیوب ایک ایک کر کے گنوا دیئے جنھیں معاویہؓ کی طرف منسوب کرتے تھے، معاویہؓ نے فرمایا: تم بھی خود کو گناہوں سے پاک مت سمجھو! کیا تمہارا کوئی ایسا گناہ نہیں ہے کہ اگر اللہ نے اسے معاف نہ کیا تو وہ تمہیں ہلاکت میں ڈال دے گا؟ مسورؓ نے کہا: بالکل ہے، معاویہؓ نے فرمایا: پھر کس بنیاد پر تم خود کو مجھ سے زیادہ مغفرت کا مستحق سمجھتے ہو؟ جبکہ بخدا میں بہت سارے لوگوں کے اصلاحی کام بھی سرانجام دیتا ہوں، اللہ کی حدود قائم کراتا ہوں، اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جن میں بعض تو شمار کیئے جاسکتے ہیں جبکہ بہت سے شمار سے بھی باہر ہیں، اور میں اس دین کو ماننے والا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول فرماتے ہیں اور سیئات سے درگذر فرماتے ہیں، اور بخدا اگر مجھے اللہ اور غیر اللہ میں انتخاب کرنا پڑے تو میں اللہ ہی کو منتخب کروں گا، مسورؓ کہتے ہیں: معاویہؓ کی یہ پوری گفتگو سن کر میں سوچ میں پڑ گیا اور سمجھ گیا کہ معاویہؓ نے مجھے لاجواب کر دیا ہے، اس واقعہ کے بعد حضرت مسورؓ کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ جب بھی حضرت معاویہؓ کا ذکر کرتے تو ان کے لیے خیر کی اور رحمت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس واقعہ سے حضرت معاویہؓ کی پاکیزہ سیرت کے بہت سے پہلو واضح ہو گئے، مثلاً:

(الف) حلم و بردباری، کہ اپنی اتنی ساری برائیاں خندہ پیشانی کے ساتھ سنی اور برائی کرنے والے کو سزا دینے کے بجائے اس کی ضروریات پوری کی۔

(ب) اپنی غلطیوں کا برملا اعتراف۔

(ج) خوف ورجاء، یعنی اپنی غلطیوں پر خوف کے ساتھ رحمت ومغفرت خداوندی کی امید۔ وغیرہ۔ نیز اس واقعے کے بعد حضرت مسورؓ کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور پھر انھوں نے حضرت معاویہؓ پر طعن بند کر کے دعاء رحمت شروع کر دی۔

معاویہؓ؛ حضرت کعب بن مالکؓ کی نظر میں

(۳۸) اخبرنا سليمان بن حرب ، نا حمادبن زيد عن ايوب عن ابى قلابة قال: قال كعب: لن يملك احد من هذه الامة ماملك معاوية ۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ٢١۔ تاريخ دمشق لابن عساكر جلد٥٩ صفحه ١٧٦۔سيراعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٥٣۔سنده صحيح)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں: (حضرت معاویہؓ کے بعد) اس امت میں کوئی بھی حضرت معاویہؓ جیسی (عمدہ و بہترین) حکومت نہیں کرسکتا۔

(۳۹) اخبرنا وكيع بن الجراح وابومعاوية الضرير ،قالا: حدثنا الاعمش عن ابى صالح قال: كان الحادى يحدو بعثمان:

انّ الامير بعده على — وفى الزبير خلف رضى

فقال كعب: بل هو صاحب البغلة الشهباء، يعنى معاوية، فبلغ ذلك معاوية، فاتاه فقال: ياابااسحاق ،تقول هذا وهاهنا على وابن الزبير واصحاب رسول الله ﷺ ! قال: انت صاحبها۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ١٩ ۔تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ٥٩ صفحه ١٢٣ ۔سير اعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٣٥ ۔سنده صحيح)

ترجمہ: ابوصالح کہتے ہیں: ایک حدی گانے والا حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ حدی گاتا ہوا جارہا تھا کہ عثمانؓ کے بعد امیر تو حضرت علیؓ ہیں لیکن زبیرؓ کا بھی ایک بہترین جانشین موجود ہے (عبداللہ ابن زبیرؓ) حضرت کعب بن مالکؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا: بلکہ وہ سفید وسیاہ خچر والے یعنی معاویہؓ بھی امارت کی پوری اہلیت رکھتے ہیں، یہ بات حضرت معاویہؓ کو پہنچی تو آپؓ کعب بن مالکؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے ابواسحاق (کعبؓ کی کنیت) آپ حضرت علی، ابن زبیر اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں میرے بارے میں یہ بات کہتے ہیں؟ (کہیں مذاق تو نہیں کرتے) کعبؓ نے فرمایا: (مذاق نہیں حقیقت ہے) آپ بلاشبہ اس منصب کی کامل اہلیت رکھتے ہیں۔

معاویہ ؓ؛ حضرت عمیر بن سعد ؓ کی نظر میں

(٤٠) حدثنا محمد بن یحیی نا عبد اللہ بن النفیلی نا عمرو بن واقد عن یونس بن حلبس عن ابی ادریس الخولانی قال: لما عزل عمر بن الخطاب عمیر بن سعد من حمص ولی معاویۃ ،فقال الناس :عزل عمیراً وولی معاویۃ ،فقال عمیر :لاتذکروا معاویۃ الا بخیر ۔(تاریخ الکبیر للبخاری جلد ۷ صفحہ ۳۲۸ ۔سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲٤ ۔سندہ حسن)

ترجمہ: ابوادریس خولانی کہتے ہیں: جب حضرت عمر ؓ نے حمص کی گورنری سے عمیر بن سعد ؓ کو معزول کر کے ان کی جگہ معاویہ ؓ کو متعین فرمایا تو لوگوں میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں کہ عجیب بات ہے عمیر بن سعد ؓ کو معزول کر کے معاویہ ؓ کو امیر بنا دیا؟ جب حضرت عمیر بن سعد ؓ نے یہ بات سنی تو کہنے لگے :لوگو! معاویہ ؓ کو صرف خیر کے ساتھ یاد کرو۔

بحمد اللہ کتاب ”خمس أربعینات“ کا تیسرا حصہ ”الأربعین فی فضائل خال المؤمنین من آثار الصحابۃ رضوان اللہ علیہم أجمعین“ مکمل ہو گیا۔ فالحمد للہ اولاً وآخراً

ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی

الأربعين في فضائل خال المؤمنين
من آثار واقوال التابعين

ضحاک بن قیس الفہری ؒ المتوفی ۶۴ھ

(۱) عن عمرو بن میمون قال: خرج الضحاك بن قيس حين مات معاوية فقال: ان معاوية امير المؤمنين كان عبداً من عبيد الله، أطفأ الله به الفتن، وبسط به الدنيا، فقد قضى نحبه۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ٣٢۔ البداية والنهاية جلد ١١ صفحه ٤٥٨۔انساب الاشراف جلد ٥ صفحه ١٦٢)

ترجمہ: عمرو بن میمون کہتے ہیں: جس وقت حضرت معاویہؓ کا انتقال ہوا حضرت ضحاک بن قیسؓ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: بلا شبہ معاویہؓ امیر المؤمنین تھے، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے، آپؓ کے ذریعہ اللہ نے فتنوں کو مٹایا، اور دنیا کو پھیلایا (مسلمانوں کو دنیوی مال و متاع نصیب ہوا)، اب آپؓ کا انتقال ہو چکا ہے۔

اسلم العدوی مولیٰ عمرؓ المتوفی ۸۰ھ

(۲) عن اسلم مولى عمر قال: قدم معاوية وهو ابض الناس واجملهم۔ (المعجم الكبير للطبرانى جلد ١٩ صفحه ٣٠٥۔مجمع الزوائد جلد ٩ صفحه ٥٩١۔ البداية والنهاية جلد ١١ صفحه ٤١٦۔سير اعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٣٤)

ترجمہ: حضرت عمرؓ کے ازاد کردہ غلام اسلم کہتے ہیں: حضرت معاویہؓ (ہمارے پاس) تشریف لائے اس حال میں کہ آپؓ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔

قبیصۃ بن جابرؒ المتوفی ۶۹ھ

(۳) عن قبيصة بن جابر قال: صحبت معاوية فما رأيت احداً اكثر حلماً منه، ولا اكرم ولا ابعد اناةً منه،۔ وفى رواية۔ ولا ابطأ جهلاً منه۔ (تاريخ البخارى الكبير جلد ٧ صفحه ١٧٥۔ المعرفة والتاريخ للفسوى جلد ١ صفحه ٤٥٨۔ تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ٥٩ صفحه ١٧٨۔البداية والنهاية جلد ١١ صفحه ٤٣٩۔سير اعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٥٣)

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن جابرؓ فرماتے ہیں: میں حضرت معاویہؓ کی صحبت میں رہا، میں نے آپؓ سے زیادہ تحمل وبردباری، والا، اور عاجزی وتواضع والا اور جہالت کی باتوں وکاموں سے دور رہنے والا نہیں دیکھا۔

(٤) عن قبيصة بن جابر قال: لم اعاشر احداً كان ارحب باعاً بالمعروف منك يا معاوية۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ٥٩ صفحه ١٩١)

ترجمہ: قبیصہ بن جابرؓ کہتے ہیں: اے معاویہؓ، میں جن لوگوں (صحابہ وتابعین) میں رہا اُن میں بھلی باتوں کا آپ سے زیادہ قدر دان میں نے نہیں دیکھا۔

سعید بن المسیبؓ المتوفی قریباً ۹۱ سنہ ھ

(٥) عن الزهرى قال: سألت سعيد بن المسيب عن اصحاب رسول الله ﷺ، فقال لى: اسمع يا زهرى، من مات محباً لابى بكر وعمر و عثمان وعلى وشهد للعشرة بالجنة وترحم على معاوية كان حقيقاً على الله ان لا يناقشه الحساب۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ٥٩ صفحه ٢٠٧۔ البداية والنهاية جلد ١١ صفحه ٤٤٩)

ترجمہ: زہریؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے حضور ﷺ کے صحابہ کے بارے میں پوچھا تو آپؒ نے فرمایا: اے زہری، غور سے سن! جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی سے محبت کرتا ہے اور عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی گواہی دیتا ہے اور حضرت معاویہ کے لیے رحمت کی دعا کرتا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اسے حساب کی سختی سے بچالیا جائے گا۔

حسن بن ابی الحسن البصریؒ المتوفی ۱۱۰ سنہ ھ

(٦) عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ لاصحابه: انتم فى الناس كالملح فى الطعم۔ قال: ثم قال الحسن: ولا يطيب الطعام الا بالملح، ثم يقول الحسن: كيف بقوم ذهب ملحهم۔ (مصنف ابن ابى شيبة جلد ٧۔ صفحه ٥٤۔ فضائل الصحابة للامام احمد بن حنبل صفحه ٥٩۔ مصنف عبدالرزاق جلد ١١ صفحه ٢٢١)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں: حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: لوگوں میں تمہاری مثال وہ ہے جو کھانے میں نمک کی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنانے کے بعد۔ حسنؒ نے فرمایا۔ اور نمک کے بغیر کھانا اچھا نہیں لگتا۔ پھر فرمایا: ان لوگوں کا کیا ہوگا جن کا نمک ہی ختم ہو جائے۔ (ان لوگوں کی جانب اشارہ ہے جو صحابہؓ پر تبراء کرتے ہیں کہ جب ان کے پاس صحابہ ہی نہیں تو ان کا دین کیسے معتبر ہوگا)

(۷) عن قتادة قال: قلت للحسن: ان قوماً یشھدون علی معاویة رضی اللہ عنہ انه فی النار؟ قال: لعنھم اللہ۔ (الشریعة للآجری صفحه ۲٤٦۷ رقم ۱۹۵۷)

ترجمہ: قتادہ کہتے ہیں: میں نے حسن بصریؒ سے کہا: کچھ لوگ حضرت معاویہؓ کے خلاف یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپؓ جہنم میں ہیں (اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ فرمایا: ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۸) عن ابی الاشھب قال: قیل للحسن: یا اباسعید، ان ھاھنا قوماً یشتمون او یلعنون معاویة وابن الزبیر، فقال: الا اولئك الذین یلعنون لعنة اللہ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۲۰٦)

ترجمہ: ابوالاشہب کہتے ہیں: کسی نے حسن بصریؒ سے پوچھا: اے ابوسعید! (حسنؒ کی کنیت) یہاں کچھ لوگ حضرت معاویہ اور عبداللہ بن زبیر۔رضی اللہ عنہما۔کو گالیاں دیتے ہیں یا ان پر لعنت کرتے ہیں، یہ سن کر حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو خود اللہ کی لعنت و پھٹکار کے مستحق ہیں۔

(۹) سأل رجل الحسن البصری عن علی و معاویة، فقال: کان لھذا قرابة و لھذا قرابة، ولھذا سابقة و لیس لھذا سابقة، وابتلیا جمیعاً۔ (البدایة والنھایة جلد ۱۱ صفحه ٤۲۸۔سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱٤۲)

ترجمہ: کسی نے حسن بصریؒ سے حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے بارے سوال کیا: آپؒ نے فرمایا: علیؓ بھی حضور ﷺ کے رشتے دار ہیں معاویہؓ بھی حضور ﷺ کے رشتے دار ہیں، علیؓ کو اسلام میں سبقت حاصل ہے (سابقین اولین میں سے ہیں) وہ سبقت معاویہؓ کو نہیں، اور دونوں فتنوں میں مبتلاء ہوئے۔

(۱۰) عن عبدربه قال: کنا عند الحسن فی مجلس فذکر کلاماً و ذکر اصحاب النبی ﷺ فقال: اولئك اصحاب محمد ﷺ کانوا ابر ھذہ الامة قلوباً و اعمقھا علماً و اقلھا تکلفاً، قوم اختارھم اللہ لصحبة نبیه و اقامة دینه فتشبھوا باخلاقھم و طرائقھم فانھم کانوا ورب الکعبة علی الھدی المستقیم۔ (الشریعة للآجری ۱۱٦۱۔حلیة الاولیاء جلد ۱ صفحه ۳۰۵)

ترجمہ: عبدربہ کہتے ہیں: ہم لوگ حسن بصریؒ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ کوئی بات چھڑی اور حضور ﷺ کے صحابہ کا ذکر آ گیا، حسن بصریؒ نے فرمایا: یہ حضور ﷺ کے وہ صحابہ ہیں جن کے دل پوری امت میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں، جن کا علم سب سے زیادہ گہرائی والا ہے، جن کے تکلفات سب سے کم ہیں، یہ وہ جماعت ہے جسے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اقامتِ دین کے لیے منتخب فرمایا، اب اسی جماعت کے اخلاق اور سیرت کو اپناؤ، اس لیے کہ رب کعبہ کی قسم یہ لوگ ہدایت اور صراط مستقیم پر ہیں۔

مجاہد بن جبرؒ المتوفی ۱۰۴ سنہ ھ

(۱۱) قال مجاهد: لو رأيتم معاوية لقلتم هذا المهدی ۔ (الشريعة للآجری صفحه 2465 رقم 1953 ۔السنة للخلال صفحه ٤٣٨ رقم ٦٦٩ ۔تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ٥٩ صفحه ١٧٢ ۔ البداية والنهاية جلد ١١ صفحه ٤٣٨ ۔)

ترجمہ: حضرت مجاہد بن جبرؒ فرماتے ہیں: اگر تم لوگ حضرت معاویہؓ کو دیکھ لیتے تو پکار اٹھتے کہ یہی مہدی ہیں۔

قتادۃ بن دعامۃ السدوسیؒ المتوفی قریباً ۱۱۹ سنہ ھ

(١٢) عن قتادة قال: لو اصبحتم فی مثل معاوية لقال اكثركم هذا المهدی۔ (السنة للخلال صفحه ٤٣٨ رقم ٦٦٨)

ترجمہ: حضرت قتادہ بن دعامہؒ فرماتے ہیں: اگر تم لوگ حضرت معاویہؓ کے ساتھ رہ لیتے تو تم میں سے اکثر لوگ انھیں مہدی قرار دیدیتے۔

سلیمان بن مہران الاعمشؒ المتوفی ۱۴۸ سنہ ھ

(١٣) عن الاعمش قال: لو رأيتم معاوية لقلتم هذا المهدی ۔ (المعجم الكبير للطبرانی جلد ١٩ صفحه ٣٠٨ ۔مجمع الزوائد جلد ٩ صفحه ٥٩٦)

ترجمہ: حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں: اگر تم لوگ حضرت معاویہؓ کو دیکھتے تو پکار اٹھتے کہ یہی مہدی ہیں۔

(١٤) ابوهريرة المكتب حباب قال: كنا عندالاعمش فذكروا عمربن عبدالعزيز وعدله، فقال الاعمش: كيف لو ادركتم معاوية؟ قالو: يا ابامحمد يعنی فی حلمه؟ قال: لا والله، الا بل فی عدله۔ (السنة للخلال صفحه ٤٣٨ رقم ٦٦٧)

ترجمہ: ابوہریرہ المکتب کہتے ہیں: ہم لوگ حضرت اعمشؒ کے پاس تھے کہ لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا تذکرہ شروع کر دیا، آپؒ نے فرمایا: (جب عمر بن عبدالعزیزؒ کو دیکھ کر تم لوگ اتنا تعجب کرتے ہو تو) اگر تم حضرت معاویہؓ کو دیکھ لیتے تو کتنا تعجب کرتے؟ لوگوں نے کہا: اے ابومحمد (اعمش کی کنیت) آپ معاویہؓ کے حلم کی بات کر رہے ہیں؟ (یعنی حلم میں تو بیشک حضرت معاویہؓ کا کوئی ثانی نہیں) آپؒ نے فرمایا: نہیں! میں اُن کے عدل کی بات کر رہا ہوں (یعنی صرف حلم ہی نہیں معاویہؓ کا عدل بھی بے مثال ہے)۔

عمرو بن عبداللہ ابواسحاق السبیعیؒ المتوفی ۱۲۹ سنہ ھ

(۱۵) عن ابی اسحاق السبیعی انه ذکر معاویة فقال: لو ادرکتموه او ادرکتم زمانه کان المهدی۔ (السنة للخلال صفحه ۴۴۰ رقم ۶۷۲)

ترجمہ: حضرت ابواسحاق سبیعیؒ نے حضرت معاویہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: کاش تم لوگ انھیں یاان کا زمانہ پالیتے! معاویہؓ تو مہدی تھے۔

فائدہ: ان مذکورہ تابعین نے حضرت معاویہؓ کو جومہدی قرار دیا ہے وہ اس اعتبار سے کہ آپؓ ہدایت کا منبع وسرچشمہ تھے جیسا کہ خود حضور ﷺ نے بھی آپ کے لیے ہادی و مہدی ہونے کی دعافرمائی تھی۔ یا اس اعتبار سے کہ خلیفہ مہدی آخرالزماں کی جوصفات حضور ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔مثلاً۔عدل وانصاف، اسلام کی سربلندی، مشرکین اور یہود ونصاریٰ کی ذلت آمیز پستی، وغیرہ۔وہ سب حضرت معاویہؓ کی خلافت پر صادق آتی تھیں۔

(۱۶) ابوبکر بن عیاش قال: سمعت ابا اسحاق یقول: کان معاویة، و کان، و کان، و ما رأینا بعده مثله۔ (طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ۲۰۔تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۷۱، ۱۷۲۔السنة للخلال صفحه ۴۳۸ رقم ٦٧٠۔سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۵۲)

ترجمہ: ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: میں نے ابواسحاق سبیعیؒ کو فرماتے سنا: حضرت معاویہ ایسے۔عمدہ سیرت، بلند اخلاق۔تھے کہ ہم نے آپؓ کے بعد آپ کے جیسا۔سیرت وکردار والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

محمد بن سیرینؒ المتوفی ۱۱۰ سنہ ھ

(۱۷) قال محمد بن سیرین: و کان معاویة اذا حدث مثل هذا عن رسول الله ﷺ لم یتهم۔و فی روایة۔کان معاویة لایتهم فی الحدیث عن النبی ﷺ۔ (مسند طیالسی جلد ۲ صفحه ۳۱۴ رقم ۱۰۵۸۔ السنة للخلال صفحه ۴۴۰ رقم ٦٧٥۔تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱٦٧۔البداية و النهاية جلد ۱۱ صفحه ۴۳۷)

ترجمہ: محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں بالکل متہم نہیں کیا جاسکتا۔(یعنی آپؓ پر کسی بھی طرح کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا)

(۱۸) محمد ابن سیرین یقول: اخذت معاویة قرة، فاتخذ لحفاً خفافاً تلقی علیه، فلم یلبث ان یتأذی بها، فاذا رفعت سأل ان ترد علیه، فقال: قبحك الله من دار، مکثت فیه عشرین

سنة اميراً وعشرين سنة خليفة وصرت الی ما أریٰ۔ (البداية والنهاية جلد ۱۱ صفحه ٤٥٥۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۵۷)

ترجمہ: محمد بن سیرین کہتے ہیں: (آخری زمانے میں) حضرت معاویہؓ کو (بخار وغیر کی وجہ سے) سردی کی شکایت ہوگئی، چنانچہ ایک ہلکا لحاف بنوا کر آپؓ پر ڈال دیا گیا، جب تک وہ لحاف آپؓ پر پڑا رہتا آپ کو سکون رہتا اور جب اٹھالیا جاتا تو آپ واپس ڈالنے کو کہتے اور فرماتے: یہ دنیا کتنا برا ٹھکانہ ہے، میں یہاں بیس سال امیر اور بیس سال خلیفہ بن کر رہا اور آج میری یہ حالت ہے۔ بیماریوں نے جکڑ لیا ہے۔

(۱۹) قال محمدبن سيرين: جعل معاوية لمااحتضر يضع خداً على الارض ثم يقلب وجهه ويضع الخد الآخر ويبكي يقول: اللهم انك قلت فی كتابك "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِه وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ" اللهم فاجعلنی ممن تشاء ان تغفر له۔ (البداية والنهاية جلد ۱۱ صفحه ٤٥٧)

ترجمہ: محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں: جب حضرت معاویہؓ کے انتقال کا وقت تھا تو آپؓ ایک رخسار کو زمین پر رگڑتے پھر چہرہ دوسری جانب پلٹ کر دوسرے رخسار کو زمین پر رگڑتے اور روتے ہوئے کہتے جاتے تھے: اے اللہ، بلاشبہ تونے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کردے گا" اے اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے جنھیں آپ معاف فرمانا چاہتے ہیں۔

عامر بن شراحیل الشعبیؒ المتوفی ۱۰۹ھ

(۲۰) عن الشعبي قال: كان دهاة العرب اربعة، فذكر احدهم معاوية، فاما معاوية فكان يدبر الامر فيقع بعد عشرين سنة۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ۵۹ صفحه ۱۹۰)

ترجمہ: حضرت عامر بن شراحیل الشعبیؒ فرماتے ہیں: عقلاء عرب چار ہیں جن میں حضرت معاویہؓ بھی ہیں، ان چار میں حضرت معاویہؓ کی عقل و فراست ایسی ہے کہ بیس سال بعد پیش آنے والے واقعے کی پیش بندی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(۲۱) قال الشعبي: دهاة العرب اربعة: فاما معاوية فللأناءة والحلم۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر جلد ۵۹ صفحه ۱۹۰)

ترجمہ: حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں: عقلاء عرب چار ہیں جن میں حضرت معاویہؓ اپنی عاجزی اور حلم و بردباری میں برتر و فائق ہیں۔

(۲۲) عن الشعبي قال: لمااصاب معاوية اللقوة بكىٰ، فقال له مروان: مايبكيك؟ قال:

راجعت ما كنت عنه عزوفاً كبرت سني، ورقّ عظمي، وكثر دمعي، ورميت في احسن مايبدو مني۔ الخ۔ (سير اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

ترجمہ: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر عمر کے آخری دورانیے میں فالج کا حملہ ہوا تو آبدیدہ ہو گئے۔ مروان نے پوچھا، امیر المومنین کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: ایسی ناگوار خاطر صورت حال سے دو چار ہوا جس کی مجھے توقع نہیں تھی۔ بڑھاپا طاری ہوگیا، ہڈیاں سوختہ ہوگئیں، آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے، میرے اچھے کاموں کے سلسے میں مجھے مطعون کیا گیا۔

(۲۳) عن الشعبي وسئل عن اهل الجمل واهل صفين فقال: اهل الجنة لقي بعضهم بعضاً فاستحيوا ان يفر بعضهم من بعض۔ (تاريخ دمشق)

ترجمہ: عامر شعبی سے کسی نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہونے والے لوگوں کے متعلق پوچھا: شعبی نے فرمایا: اہل جنت کی باہم (جنت میں) ملاقات ہوئی تو انھیں باہم دگر دیکھ کر بھاگنے سے شرم آئی۔ (یعنی جنت میں دونوں جنگوں میں شریک لوگوں کی باہم ملاقات ہوئی اور کسی نے ایک دوسرے سے منھ نہیں موڑا)

عمرو بن شرحبیل ابو میسرۃ الکوفیؒ المتوفی ۶۳ھ

(۲۴) عن ابي ميسرة قال: رأيت في المنام قباباً في رياض مضروبة، فقلت: لمن هذه؟ قالوا: لذی اللكلاع واصحابه، ورأيت قباباً في رياض، فقلت: لمن هذه؟ قالوا: لعمار واصحابه، فقلت: كيف وقد قتل بعضهم بعضاً؟ قال: وانهم وجدو الله عزوجل واسع المغفرة۔ (الشريعة للآجري صفحه ۲۴۹۳ رقم ۱۹۸۲)

ترجمہ: ابو میسرۃؒ کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں کچھ محل بنے ہوئے ہیں، تو میں نے پوچھا یہ کس کے ہیں؟ بتانے والوں نے بتایا: یہ ذوالکلاع اور ان کے ساتھیوں کے ہیں (یہ سب حضرت معاویہؓ کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے) اس کے بعد میں نے جنت میں کچھ اور محل دیکھے تو پوچھا یہ کس کے ہیں؟ بتانے والوں نے بتایا: یہ حضرت عمارؓ اور ان کے ساتھیوں کے ہیں (یہ سب حضرت علیؓ کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے) میں نے کہا: ایسا کیسے ہوگیا جبکہ ان میں سے بعض نے بعض کو قتل کیا ہے؟ (یعنی یہ دونوں فریق جنت میں کیسے پہنچ گئے؟) بتانے والے نے بتایا: انھوں نے اللہ عزوجل کو وسیع مغفرت والا پایا ہے۔ اللہ نے ان سب کو معاف فرما کر جنت میں داخل فرما دیا ہے۔

علی بن عبداللہ بن عباس الھاشمیؒ المتوفی ۱۱۸ھ

(۲۵) عن عمر بن بزیع قال: سمعت علی بن عبداللہ بن عباس و انا ارید ان اسب معاویة، فقال لی: مھلاً، لاتسبه فانه صھر رسول اللہ ﷺ۔ (السنة للخلال صفحه ٤٣٤ رقم ٦٥٢)

ترجمہ: عمر بن بزیع کہتے ہیں: میں حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہنا چاہتا تھا کہ میں نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباسؒ کو سنا وہ مجھ سے فرمارہے تھے: ایسامت کر اس لیے کہ معاویہؓ حضور ﷺ کے سسرالی ہیں۔ (یعنی حضور ﷺ کی قرابت کا خیال کر اور معاویہؓ کے بارے میں بدگوئی سے بچ)

محمد بن مسلم بن شھاب الزھریؒ المتوفی ۱۲۵ھ

(۲٦) عن معمر عن الزھری قال: عمل معاویة بسیرة عمر بن الخطاب سنین لایخرم منھا شیئاً۔ (السنة للخلال صفحه ٤٤٥ رقم ٦٨٣۔ طبقات ابن سعد جلد ٦ صفحه ١٩۔ البدایة و النھایة جلد ١١ صفحه ٤٣٠۔ سیر اعلام النبلاء جلد ٣ صفحه ١٤٦)

ترجمہ: امام زہریؒ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ نے سالوں تک حضرت عمرؓ کی سیرت کے مطابق حکومت کی اور اس میں ذرا بھی کمی نہیں کی۔

(۲۷) عن الزھری قال: لما قتل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جاء الحسن بن علی الی معاویة رضی اللہ عنھما، فقال له معاویة: لو لم یکن لك فضل علی یزید فضل الا ان امك امراءة من قریش وامه امراءة من کلب لکان لك علیه فضل، فکیف و امك فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ۔ (الشریعة للآجری صفحه ٢٤٦٩ رقم ١٩٦١)

ترجمہ: زہری کہتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالبؓ کی شہادت کے بعد ایک بار حضرت حسن بن علیؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت معاویہ نے آپؓ سے فرمایا: اگر آپ کو میرے بیٹے یزید پر محض اتنی فضیلت بھی حاصل ہوتی کہ آپ کی والدہ قبیلہ قریش سے ہیں اور یزید کی ماں قبیلہ بنی کلب سے ہے تو بھی کافی تھی، لیکن اب جبکہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں تو آپ کی فضیلت کے کیا کہنے۔ یعنی آپ کی اس فضیلت کا کسی سے کوئی تقابل ہو ہی نہیں سکتا۔

عبدالملک بن عمیر الکوفیؒ المتوفی ۱۳٦ھ

(۲۸) عن عبدالملك بن عمیر قال: کان معاویة بن ابی سفیان من احلم الناس۔ (السنة للخلال صفحه ٤٤٦ رقم ٦٨٦)

ترجمہ: حضرت عبدالملک بن عمیرؒ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ لوگوں میں یا صحابہ میں سب سے زیادہ حلم و بردباری والے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز الامیرؒ المتوفی ۱۰۱ سنہ ھ

(۲۹) عن جحشفة ابن العلاء قال: کان عمر بن عبدالعزیز اذا سئل عن صفین و جمل قال: امر اخرج اللہ یدی منه لا ادخل لسانی فیه۔ (السنة للخلال رقم ۷۱۷)

ترجمہ: جحشفہ ابن العلاء کہتے ہیں: جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے جنگ جمل و صفین کے بارے میں سوال کیا جاتا (یعنی ان دونوں فریق میں کون صحیح تھا کون غلط؟) تو آپؒ فرماتے : یہ ایسا معاملہ ہے جس میں اللہ نے میرے ہاتھوں کو شامل ہونے سے بچا لیا اب میں اس میں اپنی زبان کو شامل نہیں کرسکتا۔ (ان میں کسی فریق کو برا نہیں کہہ سکتا)

(۳۰) عن ابراهیم ابن ابی میسرة قال: ما رأیت عمر بن عبدالعزیز ضرب انساناً قط الا انساناً شتم معاویة فانه ضربه اسواطاً۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۲۱۱۔ البدایة و النهایة جلد ۱۱ صفحه ۴۵۱)

ترجمہ: ابراہیم ابن ابی میسرہ کہتے ہیں: میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا ہو سوائے اس شخص کے جس نے حضرت معاویہؓ کو گالی دی تھی، آپؒ نے اسے کوڑے مارے۔

(۳۱) عن عمر بن عبدالعزیز قال: رأیت رسول اللہ ﷺ و ابوبکر و عمر جالسان عنده فسلمت و جلست فبینا انا جالس اذ اتی بعلی و معاویة فادخلا بیتاً و اجیف علیهم الباب و انا انظر، فما کان باسرع ان خرج علی و هو یقول قضی لی و رب الکعبة، ثم ما کان باسرع من ان اخرج معاویة و هو یقول غفر لی و رب الکعبة۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۴۰)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے، میں آپ ﷺ کی خدمت بیٹھا تھا کہ اسی دوران حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا اور (حضور ﷺ کے ساتھ) ایک کمرے میں داخل کرکے دروازہ بند کردیا گیا، میں یہ پورا منظر دیکھ رہا تھا، ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے رب کعبہ کی قسم میرے حق میں فیصلہ ہوگیا ہے، پھر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضرت

معاویہؓ بھی یہ کہتے ہوئے باہر نکلے رب کعبہ کی قسم مجھے معاف کر دیا گیا۔

نافع بن جبیر بن مطعمؒ المتوفی ۹۹ سنہ ھ

(۳۲) قال نافع بن جبیر بن مطعم: ان ابن هند اصمته الحلم، و انطقه العلم، بجأش ربیط و کف ندیة۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۹۰)

ترجمہ: حضرت نافع بن جبیر بن مطعمؒ کہتے ہیں: بلا شبہ ابن ہند (معاویہؓ) کی شان یہ تھی حلم آپؓ کی خاموشی اور علم آپؓ کی گفتگو کا نام تھا، بڑے بہادر اور سخی وفیاض تھے۔

یونس بن میسرۃ بن حلبسؒ المتوفی ۱۳۲ سنہ ھ

(۳۳) عن یونس بن حلبس قال: رأیت معاویة فی سوق دمشق علی بغلة، خلفه وصیف قد اردفه، علیه قمیص مرقوع الجیب۔ (البدایة و النهایة جلد ۱۱ صفحه ۴۳۸۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۵۲)

ترجمہ: یونس بن حلبسؒ کہتے ہیں: میں نے دیکھا حضرت معاویہؓ دمشق کے بازار میں ایک خچر پر سوار ہو کر جا رہے ہیں، آپؓ کے پیچھے آپ کا خادم بیٹھا ہے اور آپ کے کرتے کی جیب پر پیوند لگا ہوا ہے۔ اللہ اکبر! کیا سادگی ہے لاکھوں مربع میل زمین پر بلا شرکت غیرے حکومت کرنے والے خلیفۃ المسلمین کی۔

رجاء بن حیوۃ الکندیؒ المتوفی ۱۱۲ سنہ ھ

(۳۴) عن رجاء بن حیوة قال: کان معاویة ینهی عن الحدیث، یقول: لاتحدثوا عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، و ما سمعته یروی عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الا یوماً واحداً۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۱۶۷)

ترجمہ: رجاء بن حیوہؒ کہتے ہیں: حضرت معاویہؓ (احتیاطاً بہت زیادہ) احادیث روایت کرنے سے منع کرتے تھے، اور فرمایا کرتے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کر کے بہت زیادہ احادیث مت بیان کرو، رجاء کہتے ہیں: میں نے حضرت معاویہؓ کو صرف ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب بات بیان کرتے سنا۔

فائدہ: احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق یہ وہ احتیاط تھی جس کی رعایت میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امور سے سب سے زیادہ واقفیت رکھنے والے بڑے بڑے صحابہ جن میں حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم اور عثمان غنی جیسے حضرات ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بہت کم بیان کرتے تھے مبادا کوئی ایسی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب ہو جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ فرمائی ہو اور "من

قال علی مالم اقل فلیتبؤا مقعدہ من النار " کی سخت وعید کا شکار ہونا پڑے۔

ایوب بن ابی تمیمۃ السختیانیؒ المتوفی ۱۳۱ھ

(۳۵) عن ایوب السختیانی قال: من قال الحسنی فی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد بریء من النفاق۔ (اللالکائی رقم ۲۳۳۳)

ترجمہ: حضرت ایوب سختیانیؒ فرماتے ہیں: جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کے بارے میں بھلی بات کہے وہ نفاق سے بری ہے۔

عوام بن حوشب الشیبانیؒ المتوفی ۱۴۸ھ

(۳۶) عن العوام بن حوشب قال: اذکرو محاسن اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تأتلف علیه قلوبکم ولاتذکروا غیرہ فتحرشوا الناس علیهم۔ (الشریعة للآجری صفحہ ۲۴۹۲ رقم ۱۹۸۱۔ السنة للخلال صفحہ رقم ۸۲۸)

ترجمہ: حضرت عوام بن حوشب کہتے ہیں: لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی خوبیاں ہی عوام میں بیان کرو تاکہ دین پر تمہارے دل مطمئن رہیں، اس کے علاوہ کوئی اور بات (صحابہ کے عیوب) بیان کروگے تو تم لوگوں کو صحابہؓ کے خلاف میدان میں لاکھڑا کروگے۔ (یعنی عوام صحابہ کے مقابلے پر آجائے گی اور پھر تمہارا پورا دین شکوک وشبہات کا شکار ہو جائے گا)

ابو مجلز لاحق بن حمیدؒ المتوفی ۱۰۶ھ

(۳۷) عن ابی مجلز قال: خرج معاویة علی الناس فقاموا له، فقال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: من احب ان یتمثل له الرجال قیاماً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ (البدایة والنهایة جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۸۔ مسند احمد مؤسسة الرسالة جلد ۲۸ صفحہ ۴۰)

ترجمہ: حضرت ابو مجلزؒ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ لوگوں کے درمیان تشریف لائے تو لوگ آپؓ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے، آپؓ نے فرمایا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: جو یہ چاہتا ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔ (یہ حضرت معاویہؓ کی تواضع اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کی ادنی مثال ہے)

زین العابدینؒ علی بن الحسین بن علی المتوفی ۹۴ھ

(۳۸)عن ابی حازم قال: قیل لعلی بن الحسین رحمه الله، کیف تقول فی معاویة رضی الله عنه؟ فقال: ماأقول فی رجل اختصه الله عزوجل لوحیه، وجعله امیناً فی ارضه، ورضیه کاتباً لنبیه ﷺ، ان ابا عبدالرحمن معاویة کان رجلاً عاقلاً حلیماً امیناً، غفرالله تعالی لابی عبدالرحمن، ولعن الله عزوجل من یثلبه، فقیل له: یابن رسول الله، قد کان بینه و بین جدك ماکان، فقال: کان ذلك فی الکتاب مسطوراً و کان امر الله قدراً مقدوراً، ولا تقولوا فیه الا خیراً۔ (ذکر الامام حافظ ابی عبدالله بن منده صفحه ۱۰۱)

ترجمہ۔ابوحازم کہتے ہیں،حضرت علی بن الحسینؒ سے کہا گیا: حضرت معاویہؓ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: اس شخص کے بارے میں مَیں کیا کہہ سکتا ہوں جسے اللہ رب العزت نے اپنی وحی کی خدمت کے لئے منتخب فرمالیا، اپنی زمین میں جسے امین بنایا اور جسے اپنے نبی کے کاتب کے طور پر پسند فرمالیا، بلا شبہ ابوعبدالرحمن معاویہؓ بڑے عقلمند، متحمل مزاج اور امانت دار تھے، اللہ ابو عبدالرحمان (معاویہؓ) کی مغفرت فرمائے اور آپؓ کی عیب جوئی کرنے والوں پر لعنت فرمائے، کسی نے کہا: اے ولد رسول ﷺ تمہارے نانا (علیؓ) اور معاویہؓ کے مابین جو کچھ ہوا اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ فرمانے لگے: یہ سب کچھ پہلے سے لوح محفوظ میں لکھا جا چکا تھا اور اللہ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے، اب تم لوگ حضرت معاویہؓ کے بارے میں بھلی بات کے علاوہ کچھ مت کہو۔

عبدالملک بن مروان الامیرؒ المتوفی ۸۶ھ

(۳۸) قال عبدالملك بن مروان وذکر معاویة یوماً فقال: مارأیت مثله فی حلمه واحتماله وکرمه۔ (البدایة والنهایة جلد ۱۱ صفحه ۴۳۹)

ترجمہ: عبدالملک بن مروان نے ایک روز حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا تو فرمایا: میں نے حلم و بردباری اور تحمل و شرافت میں آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

(۳۹) عن صفوان بن عمرو: ان عبدالملك مر بقبر معاویة فوقف علیه فترحم، فقال له رجل من قریش: قبر من هذا یا امیر المؤمنین؟ فقال: قبر رجل کان والله ماعلمته ینطق عن علم ویسکت عن حلم، اذا اعطی اغنی واذا حارب افنی، ثم عجل له الدهر ما اخره لغیره ممن بعده، هذا قبر ابی عبدالرحمن معاویة یرحمه الله۔ (انساب الاشراف جلد ۵ صفحه ۱۶۵)

ترجمہ: صفوان بن عمرو کہتے ہیں: عبدالملک بن مروان کا حضرت معاویہؓ کی قبر سے گذر ہوا تو رک کر

کھڑے ہو گئے اور دعاء رحمت کرنے لگے، ایک قریشی آدمی نے عبدالملک سے کہا: اے امیر المؤمنین یہ کس کی قبر ہے؟ فرمایا: یہ ایسے آدمی کی قبر ہے بخدا جس کی گفتگو علم اور خاموشی حلم ہوتی تھی، جب کسی کو نوازتے تو بے نیازی کے ساتھ اور جب کسی (دشمن سے) جنگ کرتے تو اسے ختم کر کے چھوڑتے، پھر دوسروں کے مقابلے جلد ہی آپ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے، یہ ابو عبد الرحمن معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ

(٤٠) قال الامام ابو حنیفة رحمہ اللہ: افضل الناس بعدالنبیین ۔ علیهم السلام۔ أبوبكر الصدیق، ثم عمربن الخطاب الفاروق، ثم عثمان بن عفان ذوالنورین، ثم علی بن ابی طالب المرتضی، رضوان الله علیهم أجمعین، عابدین ثابتین علی الحق و مع الحق، نتولاهم جمیعاً، ولا نذكر احداً من أصحاب رسول الله الا بخیر۔ (الفقه الأكبر صفحه ٢١٥)

ترجمہ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انبیاء کے بعد انسانوں میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہیں، پھر علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب المرتضیٰ ہیں، یہ سب اللہ کی عبادت کرنے والے، ہمیشہ حق پر قائم و دائم رہنے والے تھے، ہم ان سب سے محبت رکھتے ہیں اور ان سب کی پیروی کرتے ہیں پھر تمام صحابہ میں سوائے ذکر خیر کے کسی کو یاد نہیں کرتے۔

الحمدللہ کتاب "خمس أربعینات" کا چوتھا حصہ "الأربعین فی فضائل خال المؤمنین من آثار التابعین" مکمل ہوا۔ فالحمدللہ اولاً وآخراً

الأربعين في فضائل خال المؤمنين

من اقوال ائمة الدين رحمهم الله اجمعين

الامام الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ المتوفی ۱۵۰ھ

(١) قال الامام ابو حنيفة علیہ الرحمۃ :ولا نذكر احداً من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بخير۔ (الفقه الاكبر صفحه ٢١٥)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں ہم کسی کا بھی تذکرہ صرف خیر کے ساتھ ہی کر سکتے ہیں (برائی کے ساتھ نہیں)

(٢) وقال علیہ الرحمۃ ایضاً :مقام احدهم مع رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساعة واحدة خير من عمل احدنا جميع عمره وان طال۔ (اعتقاد الأئمة الأربعة صفحه ٢١ بحوالة مناقب ابی حنيفة للمكی ص ٧٦)

ترجمہ: امام اعظمؒ نے فرمایا: صحابہ کرامؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ساعت کے لیے کھڑا رہنا ہم لوگوں کی زندگی بھر کی عبادت سے افضل ہے چاہے کتنی بھی لمبی عمر ہو۔

امام دارالہجرۃ مالک بن انس المدنیؒ المتوفی ۱۹۳ھ

(٣) قال مالك بن انس علیہ الرحمۃ: من شتم احداً من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابابكر او عمر او عثمان او معاوية او عمرو بن عاص ؛فان قال: كانوا على ضلال و كفر قتل،وان شتمهم بغير هذا من مشاتمة الناس نكل نكالاً شديداً۔ (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صفحه ١١٠٨)

ترجمہ: امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں: جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کو گالی دی پھر چاہے وہ صحابی (جسے گالی دی) ابوبکر ہوں یا عمر ہوں یا عثمان ومعاویہ ہوں یا عمرو بن العاص ہوں؛ اب یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس شاتم نے ان حضرات میں سے کسی کو بھی گمراہ یا کافر کہا ہے تو اسے قتل کیا جائے گا، اور اگر گمراہ و کافر نہیں کہا بلکہ کوئی اور عام گستاخی کی ہے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

(٤) وقال علیہ الرحمۃ ایضاً: من تنقص احداً من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او كان فی قلبه عليهم غل، فليس له حق فی فيئ المسلمين، ثم تلا قوله تعالى "مَاۤ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِه" حتى اتى قوله "وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ

فِیْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ" الآیة ۔ فمن تنقصھم او کان فی قلبہ علیھم غل فلیس لہ فی الفیئ حق ۔ (حلیة الاولیاء لابی نعیم جلد ٦ صفحہ ٣٢٧)

ترجمہ: امام مالکؒ فرماتے ہیں: جس نے حضور ﷺ کے کسی بھی صحابی کی تنقیص کی اور جس کے دل میں کسی بھی صحابی کے بارے میں کسی بھی طرح کی کوئی کھوٹ ہو تو مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں ایسے آدمی کا کوئی حصہ نہیں ہے، پھر آپؒ نے بطور استشہاد قرآن کی آیت تلاوت کی جس کا مطلب ہے" جو لوگ صحابہؓ کے بعد یہ کہتے ہوئے آئیں گے اے ہمارے رب ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے اور ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے کوئی کینہ پیدا نہ فرما" اس آیت سے استشہاد کرتے ہوئے امام مالکؒ نے فرمایا: جو کوئی صحابہؓ کی تنقیص کرے یا جس کے دل میں صحابہ کے بارے میں کوئی کھوٹ ہو اس کا مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں کوئی حصہ نہیں۔

(٥) عن ابی عروة ۔رجل من ولد الزبیر۔ قال: کنا عندمالك ، فذکروا رجلاً ینتقص اصحاب رسول اللہ ﷺ ، فقرأ مالك ھذہ الآیة " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ" حتی بلغ "یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ" فقال مالك: من اصبح فی قلبہ غیظ علی احد من اصحاب رسول اللہ ﷺ فقد اصابتہ الآیة۔ (حلیة الاولیاء لابی نعیم جلد٦ صفحہ ٣٢٧۔ السنة للخلال صفحہ ٤٧٨ رقم ٧٦٠)

ترجمہ: ابو عروہ کہتے ہیں: ہم لوگ امام مالکؒ کی مجلس میں تھے، حاضرین نے آپؒ کے سامنے کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا جو اصحاب رسول ﷺ کی تنقیص کرتا ہے، یہ سن کر امام مالکؒ نے قرآن کی آیت " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے لیکر لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ تک" تلاوت فرمائی اور اس آیت سے استشہاد کرتے ہوئے فرمایا: جو آدمی اس حال میں صبح کرے کہ اس کے دل میں کسی بھی صحابی کے بارے میں کوئی غیظ (غصہ، کینہ) ہو تو وہ اس آیت (میں بیان کی گئی وعید) کا مستحق ہے۔ یعنی اس آیت میں حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے بغض و کینہ کفار کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(٦) وقال علیہ الرحمۃ ایضاً: الذی یشتم اصحاب النبی ﷺ لیس لہ فی الاسلام سھم۔ او قال لیس لہ فی الاسلام نصیب۔ (السنة للخلال صفحہ ٤٩٣ رقم ٧٧٩)

ترجمہ: امام مالکؒ نے فرمایا: جو آدمی حضور ﷺ کے صحابہ کو گالی دیتا ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں (جب صحابہ۔ جو قرآن و سنت کے راوی ہیں۔ ہی مجروح ٹھہرے پھر اس کے پاس کونسا اسلام بچا)

الامام محمد بن ادریس الشافعیؒ المتوفی ۲۰۴ سنہ ھ

(۷) قال الامام محمد بن ادریس الشافعی : وقد اثنی اللہ تبارک وتعالی علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی القرآن والتوراۃ والانجیل ،وسبق لھم علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الفضل مالیس لاحد بعدھم ،فرحمھم اللہ وھناھم بماآتاھم من ذلك ببلوغ اعلی منازل الصدیقین والشھداء والصالحین ، ھم ادوا الینا سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشاھدوہ والوحی ینزل علیہ ،فعلموا ماارادرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاماً وخاصاً وعزماً وارشاداً ،وعرفوا من سنته ماعرفنا وجھلنا ،وھم فوقنا فی کل علم واجتھاد ،وورع وعقل ،وامر استدرك به علم واستنبط به، وآرائھم لنا احمدواولی من آرائنا عندنا لانفسنا۔(مناقب الشافعی للبیھقی جلد ۱ صفحه ٤٤٢)

ترجمہ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی قرآن ،تورات اور انجیل میں تعریف فرمائی ہے،اورحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ان کے لیے وہ فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو ان کے بعد کسی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتی، اللہ ان پر رحم فرمائے اوران فضائل کی برکت سے صدیقین ،شہداء وصالحین کے اعلی مراتب پر فائز ہونا مبارک ہو! یہی جماعت ہے جس نے ہم تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں پہنچائیں اور وحیِ الہی کے نزول کا مشاہدہ کرکے یہ جان لیا کہ خدااور رسول کا کونسا حکم عام ہے اور کونسا خاص ہے،کونسا عزیمت ہے اور کونسا رخصت ہے، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تمام سنتوں کی معرفت حاصل کرلی جن سے ہم انجان رہ گئے، اس لیے صحابہ کرامؓ ہرطرح کے علم وفضل ،تقویٰ وسمجھ داری اورمسائل کے استنباط واستخراج کے علوم میں ہم سے بہت فائق وبرتر ہیں اوران کی آراء ہمارے لیے اپنی ذاتی آراء سے زیادہ محمود وقابل ترجیح ہیں۔

الامام احمد بن حنبل الشیبانیؒ المتوفی ۲۴۱ سنہ ھ

(۸) عبدالملك بن عبدالحمید المیمونی قال: قلت لاحمدبن حنبل : الیس قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل صھر ونسب ینقطع الا صھری ونسبی ؟قال: بلی، قلت: وھذه لمعاویة؟قال: نعم ،له صھر و نسب ، قال: وسمعت ابن حنبل یقول: مالھم ولمعاویة ، نسأل اللہ العافیة۔(السنة للخلال رقم ٦٥٤)

ترجمہ: عبدالملک بن عبدالحمید میمونی کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ قیامت کے دن میرے نسب اور رشتہ داریوں کے علاوہ تمام رشتے ناطے ختم ہوجائیں گے؟ امام احمدؒ نے فرمایا: بالکل ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے، میں نے کہا: کیا اس فضیلت میں معاویہؓ بھی شامل ہیں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا: ہاں !اور کیوں نہ ہوں جبکہ معاویہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

سسرالی اور خاندانی رشتے دار ہیں، میمونی کہتے ہیں: میں نے امام احمدؒ کو یہ بھی فرماتے سنا: حضرت معاویہؓ کے بارے میں لوگوں کو کیا ہو گیا ہے (آپؓ کے عیوب بیان کرنے لگے) ہم تو (معاویہؓ کے بارے میں سوءِ ظنی سے) اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۹) ابو بکر المروزی قال: قلت لابی عبداللہ: ایما افضل معاویۃ او عمر بن عبدالعزیز؟ فقال: معاویۃ افضل، لسنا نقیس باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احداً، قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خیر الناس قرنی الذی انا بعثت فیھم۔ (السنۃ للخلال رقم ۶۶۰)

ترجمہ: ابوبکر مروزیؒ کہتے ہیں: میں نے امام احمدؒ سے پوچھا: معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے؟ آپؒ نے فرمایا: معاویہؓ افضل ہیں، ہم کسی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر قیاس ہی نہیں کرسکتے، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے وہ لوگ ہیں جن میں مجھے بھیجا گیا یعنی صحابہ۔

(۱۰) فضل بن زیاد قال: سمعت ابا عبداللہ وسئل عن رجل انتقص معاویۃ وعمرو بن العاص ایقال لہ رافضی؟ فقال: انہ لم یجترئ علیھما الا ولہ خبیئۃ سوء، ماانتقص احد احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ولہ داخلۃ سوء، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خیر الناس قرنی۔ (السنۃ للخلال رقم ۶۹۰)

ترجمہ: فضل بن زیاد کہتے ہیں: امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے پوچھا: جو شخص حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرے کیا اسے رافضی کہیں گے؟ آپؒ نے فرمایا: اس بات پر (ان دونوں صحابہ سمیت کسی بھی صحابی کی تنقیص پر) وہی آدمی جرأت کرسکتا ہے جو بد باطن ہو، جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کی تنقیص کرے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں بدی پوشیدہ ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ (صحابہ) ہیں۔

(۱۱) یوسف بن موسی قال: ان اباعبداللہ سئل عن رجل شتم معاویۃ یصیرہ الی السلطان؟ قال: اخلق ان یتعدی علیہ۔ (السنۃ للخلال رقم ۶۹۲)

ترجمہ: یوسف بن موسی کہتے ہیں: امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا: جو آدمی حضرت معاویہؓ کو گالی دے کیا اسے (سزا دلوانے کے لیے) سلطان (قاضی، پولیس یا خود بادشاہ) کے پاس لیجانا چاہئے؟ آپؒ نے فرمایا: (بالکل) ایسا آدمی سخت سزا کا مستحق ہے۔

(۱۲) ابو بکر السندی قال: سمعت اباعبداللہ و سألہ رجل، یا اباعبداللہ! لی خال و ذکر انہ ینتقص معاویۃ و ربما اکلت معہ، فقال ابو عبداللہ مبادراً: لا تأکل معہ۔ (السنۃ للخلال رقم ۶۹۳)

ترجمہ: ابوبکر سندھیؒ کہتے ہیں: ایک آدمی نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! میرا ایک ماموں ہے جو حضرت معاویہؓ کی تنقیص کرتا ہے، میں کبھی کبھی اس کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں، امام احمدؒ نے اس کے بات پوری ہونے سے پہلے ہی فرمایا: اس کے ساتھ مت کھایا کر۔

(۱۳) احمد بن الحسن الترمذی قال: سألت اباعبداللہ قلت: ماتقول فی ما کان من امر طلحة والزبیر وعلی وعائشة واظنه ذکر معاویة؟ فقال: من انا اقول فی اصحاب رسول اللہ ﷺ کان بینهم شئ اللہ اعلم۔ (السنة للخلال رقم ۷۱٤)

ترجمہ: احمد بن الحسن ترمذیؒ کہتے ہیں: میں نے امام احمدؒ سے پوچھا: حضرت طلحہ، زبیر، علی، عائشہ، معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے؟ امام احمدؒ نے فرمایا: اصحاب رسول ﷺ کے آپسی معاملات میں رائے زنی کرنے والا میں کون ہوتا ہوں، جو کچھ ہوا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۱٤) ابوبکر المروزی قال: قیل لابی عبداللہ : ماتقول فیماکان من علی و معاویة رحمهما اللہ؟ فقال ابو عبداللہ: ما اقول فیها الا الحسنی رحمهم اللہ اجمعین۔ (السنة للخلال رقم۷۱۳)

ترجمہ: ابوبکر مروزیؒ کہتے ہیں: امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا: حضرت علی ومعاویہ۔رضی اللہ عنہما۔ کے اختلاف کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے؟ آپؒ نے فرمایا: میں تو ان کے بارے میں حُسنیٰ (بھلی بات) ہی کہہ سکتا ہوں۔

الامام سفیان بن سعید الثوریؒ المتوفی ۱۶۱ سنہ ھ

(۱۵) یوسف بن اسباط یقول: قال رجل لسفیان : بلغنا انك تبغض عثمان؟ ففزع فقال: لا واللہ ولا معاویة رحمهما اللہ۔ (السنة للخلال رقم ۶۸۷)

ترجمہ: ایک آدمی نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتے ہیں؟ آپؒ اس جھوٹے الزام سے سخت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا: بخدا ایسا نہیں ہے (عثمانؓ کا تو بہت بڑا درجہ ہے) میں تو (ان کے مقابلے بہت کم درجہ) حضرت معاویہؓ سے بھی بغض نہیں رکھتا۔ اللہ دونوں پر رحم فرمائے۔

الامام سعید بن عبدالعزیز التنوخیؒ المتوفی ۱۶۷ھ

(۳۳) قال سعیدبن عبدالعزیز : لما قتل عثمان ووقع الاختلاف لم یکن للناس غزو حتی اجتمعوا علی معاویة ،فاغزاهم مرات ۔ (البدایة والنهایة جلد ۱۱ صفحه ٤٣٥، سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحه ۱۵۰)

ترجمہ: امام سعید بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں: جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد (حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان) اختلاف ہوا تو (یہود ونصاری اور مشرکین سے) مسلمانوں کے جہاد کا سلسلہ رک گیا تھا، یہاں تک کہ جب لوگ حضرت معاویہؓ پر جمع ہو گئے (آپؓ کو اجتماعی طور پر خلیفہ تسلیم کرلیا) تو پھر سے (جہاد کا سلسلہ شروع ہوا) اور لوگوں نے آپؓ کی امارت میں بہت سے غزوات میں شرکت کی (نصاریٰ ومشرکین کے بہت سے ملک فتح کئے)

الامام عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعیؒ المتوفی ۱۷۵ھ

(۱٦) قال الاوزاعی : ادرکت خلافة معاویة جماعة من اصحاب رسول اللهﷺ لم ینزعوا یداً من طاعة ولافارقوا جماعة وکان زیدبن ثابت یأخذ العطاء من معاویة۔ (الاستیعاب صفحه ٦٧٠)

ترجمہ: امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں صحابہ کی بڑی جماعت موجود تھی؛ لیکن اُن میں سے کسی نے بھی نہ تو معاویہؓ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا اور نہ جماعت سے الگ ہوئے ،اور زید بن ثابتؓ (جیسے جلیل القدر صحابی) حضرت معاویہؓ سے وظیفہ حاصل کیا کرتے تھے۔

الامام عبداللہ بن المبارک المروزیؒ المتوفی ۱۸۱ھ

(۱۷) سئل عبدالله ابن المبارك عن معاوية فقيل له: ماتقول فيه؟ قال: ماأقول في رجل قال رسول اللهﷺ سمع الله لمن حمده ،فقال معاوية من خلفه: ربنا ولك الحمد ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه ۲۰۷)

ترجمہ: امام عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ معاویہؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: (بھلا) میں اس آدمی کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں (جس کی شان یہ ہے کہ) حضورﷺ آگے کھڑے ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتے اور معاویہؓ پیچھے کھڑے ہو کر رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے۔

(۱۸) قال رجل لابن المبارك: معاوية خیر او عمر بن عبدالعزیز؟ فقال: ابن المبارك: تراب دخل في

انف معاویۃ رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر او افضل من عمر بن عبدالعزیز۔(الشریعۃ للآجری صفحہ ۲٤٦٦ رقم ۱۹۵۵ ۔تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۷)

ترجمہ: کسی نے عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا: معاویہؓ بہتر تھے یا عمر بن عبدالعزیزؒ؟ ابن مبارکؒ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتے ہوئے جو دُھول حضرت معاویہؓ کے ناک میں داخل ہوئی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔

(۱۹) علی بن جمیل قال: سمعت عبداللہ بن المبارک یقول: معاویۃ عندنا محنۃ فمن رأیناہ ینظر الی معاویۃ شزرا اتھمناہ علی القوم اعنی علی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔(تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: علی بن جمیل کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو فرماتے سنا: حضرت معاویہؓ ہمارے نزدیک لوگوں کو جانچنے پرکھنے کا ذریعہ ہیں، جسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاویہؓ کی جانب ٹیڑھی نظروں سے دیکھ رہا ہے (آپؓ کو متہم کرنے کوشش کر رہا ہے) ہم اسے پوری جماعت صحابہ کے بارے میں متہم سمجھتے ہیں۔یعنی یہ آدمی تمام صحابہ کا دشمن ہے۔

الامام ابو مسعود معافی بن عمران الموصلیؒ المتوفی ۱۸۵ھ

(۲۰) محمد بن عبداللہ بن عمار یقول :سمعت المعافی بن عمران اوسألہ رجل وانا حاضر: ایما افضل معاویۃ بن ابی سفیان او عمر بن عبدالعزیز؟ فرأیتہ کانہ غضب، وقال: یوم من معاویۃ افضل من عمر بن عبدالعزیز، ثم التفت الیہ فقال: تجعل رجلاً من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل رجل من التابعین؟۔(تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ: ایک آدمی نے امام معافی بن عمرانؒ سے پوچھا: معاویہ بن ابی سفیان افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ معافی بن عمرانؒ اس بھدے سوال پر غصہ ہو گئے اور فرمایا: معاویہؓ کا ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ کی پوری زندگی سے افضل ہے، پھر آپ نے سوال کرنے والے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کو ایک تابعی کے برابر قرار دینا چاہتا ہے؟ (کہاں صحابی اور کہاں تابعی؟) چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

(۲۱) رباح بن جراح الموصلی قال: سمعت رجلاً سأل المعافی بن عمران فقال: یا ابا مسعود، این عمر بن عبدالعزیز من معاویۃ بن ابی سفیان؟ فغضب من ذلک غضباً شدیداً وقال: لایقاس باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد، معاویۃ صاحبہ وصھرہ وکاتبہ وامینہ علی وحی اللہ عزوجل، وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: دعوا لی اصحابی واصھاری فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ

والملائكة والناس اجمعين۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران سے پوچھا: اے ابومسعود! حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے مقابلے عمر بن عبدالعزیز کیا رتبہ رکھتے ہیں؟ معافیؒ اس بھدے سوال پر سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر کسی کو بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا، معاویہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی، سسرالی اور اللہ کی وحی کے کاتب وامین ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: میرے اصحاب واصہار (سسرالی رشتے دار) کو برا کہنا چھوڑ دو، جو کوئی انھیں برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔

(۲۲) بشر بن الحارث يقول: سئل المعافى وانا اسمع او سألته: معاوية افضل او عمر بن عبدالعزيز؟ فقال: كان معاوية افضل من ستمائة مثل عمر بن عبدالعزيز۔ (السنة للخلال صفحه ٤٣٦ رقم ٦٦٤)

ترجمہ: معافی بن عمرانؒ سے کسی نے پوچھا: معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ آپؒ نے فرمایا: حضرت معاویہؓ عمر بن عبدالعزیز جیسے چھ سو لوگوں سے افضل ہیں۔ یعنی معاویہؓ عمر بن عبدالعزیز کے مقابلے چھ سو گنا افضل ہیں۔

الامام فضیل بن عیاض التمیمیؒ المتوفی ۱۸۷ھ

(۲۳) قال الامام الفضيل بن عياض: اوثق عملي في نفسي حب ابي بكر وعمر وابي عبيدة بن الجراح، وحبي اصحاب محمد ـ عليه السلام جميعاً، وكان يترحم على معاوية ويقول: كان من العلماء من اصحاب محمد عليه السلام۔ (السنة للخلال رقم ٦٧١)

ترجمہ: امام فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: میرے نزدیک میرا سب سے مضبوط عمل (جو اللہ کے دربار میں سب سے زیادہ پیش کیے جانے لائق ہے) یہ ہے کہ میں حضرت ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ بن الجراح، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھتا ہوں، اور فضیل بن عیاضؒ حضرت معاویہؓ کے لیے بطور خاص رحمت کی دعا فرمایا کرتے اور کہتے تھے: معاویہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں بڑے علماء میں سے ہیں۔

الامام وکیع بن الجراح الکوفیؒ المتوفی ۱۹۷ھ

(۲٤) موسى بن هارون يقول: بلغني عن بعض اهل العلم واظنه وكيع ـ بن الجراح ـ انه قال: معاوية بمنزلة حلقة الباب من حركه اتهمناه على من فوقه۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۱۰)

ترجمہ: امام وکیع بن الجراحؒ فرماتے ہیں: معاویہؓ دروازے کی کنڈی کی طرح ہیں، جو اس کنڈی

کو حرکت دے گا ہم اسے اوپر والوں کے بارے میں متہم سمجھیں گے۔

گویا تمام صحابہ ایک مکان میں ہیں اور معاویہؓ اس مکان کا دروازہ ہیں، جو کوئی اس دروازے میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا وہ تمام صحابہ کے بارے میں متہم سمجھا جائے گا۔ یعنی جو حضرت معاویہؓ پر طعن کرے گا وہ تمام صحابہ کا دشمن سمجھا جائے گا۔

الامام فضل بن عنبسة الواسطیؒ المتوفی قریباً ۲۰۰ھ

(۲۵) عیسی بن خلیفة الحذاء قال: کان الفضل بن عنبسة جالساً عندی فی الحانوت ،فسئل معاویة افضل ام عمر بن عبدالعزیز ؟فعجب من ذلك و قال: سبحان الله أ اجعل من رأی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمن لم یره ،قالها ثلاثاً۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ: عیسی بن خلیفہ کہتے ہیں: امام فضل بن عنبسہؒ سے کسی نے پوچھا: معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ (اس بے تکے سوال پر) فضل بن عنبسہؒ کو سخت تعجب ہوا اور فرمایا: سبحان اللہ! کیا میں اس شخص کو جس نے (ایمان کے ساتھ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اُس شخص کے برابر قرار دیدوں جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں؟۔

یعنی دونوں کا کوئی تقابل ہی نہیں، کہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے معاویہؓ اور کہاں اس شرف سے محروم رہنے والے عمر بن عبدالعزیز۔

الامام ابو اسامة حماد بن اسامة الکوفیؒ المتوفی ۲۰۱ھ

(۲۶) ابراهیم بن سعید الجوهری قال : حدثنا ابو اسامة قال : سمعته و قیل له : ایما افضل معاویة او عمر بن عبدالعزیز؟ فقال: اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لایقاس بهم احد ۔ (الشریعة للآجری صفحہ ۲٤٦٦ رقم ۱۹٥٤)

ترجمہ: امام ابو اسامہؒ سے کسی نے پوچھا: معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے؟ آپؒ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر کسی کو بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی معاویہؓ صحابی ہیں اور صحابیت کے مقابل کوئی چیز افضل نہیں ہو سکتی)

الامام ابو توبة الربیع بن نافع الحلبیؒ المتوفی ۲۴۱ھ

(۲۷) قال الامام ابو توبة الربیع بن نافع: معاویة ستر لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا کشف الرجل الستر اجترأ علی ماوراءه۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: امام ابوتوبہ ربیع بن نافعؒ فرماتے ہیں: معاویہؓ حضورﷺ کے صحابہ کے لیے پردہ ہیں، جب کوئی آدمی اس پردے کو کھولے گا (معاویہؓ پر طعن و تشنیع کرے گا) تو وہ دیگر صحابہ پر بھی تبراء کی جرأت کرے گا۔

الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ المتوفی ۲۷۵ھ

(۲۸) قال ابو عبید الآجری: قلت لابی داؤد: ایما اعلی عندك علی بن الجعد او عمرو بن مرزوق؟ فقال: عمرو اعلی عندنا، علی ابن الجعد وسم بمسیم سوء قال: ماضرنی ان یعذب الله معاویة، وقال: ابن عمر ذاك الصبی۔ (سؤالات الآجری لابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۳۷۱ رقم ٦٨٤)

ترجمہ: ابوعبید آجریؒ کہتے ہیں: میں نے امام ابوداوٗدؒ سے پوچھا: علی بن الجعد اور عمرو بن مرزوق میں سے آپ کے نزدیک اعلیٰ کون ہے؟ آپؒ نے فرمایا: ہمارے نزدیک عمرو بن مرزوق اعلیٰ ہے؛ کیونکہ علی ابن الجعد ایک بہت بری بیماری میں مبتلا تھا وہ کہتا تھا مجھے اس بات سے کوئی تکلیف نہیں ہے کہ اللہ تعالی معاویہؓ کو عذاب دے گا، اور عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں کہتا تھا: وہ تو بچہ ہے (اسے کیا پتہ)

فائدہ: یہ محدثین کا کمال احتیاط ہے کہ باوجود اس کے کہ علی بن الجعد اعلی درجہ کا حافظ حدیث اور ضابط ہے لیکن صحابہ کے بارے میں غلط نظریہ رکھنے کی وجہ سے مردود ہے، امام ابوداوٗدؒ کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین نے علی ابن الجعد پر جرح کی ہے۔

الامام عبدالرحمن بن عمرو ابوزرعة الدمشقیؒ المتوفی ۲۸۱ھ

(۲۹) جاء رجل الی ابی زرعة فقال له: یا ابازرعة، انا ابغض معاویة، قال: لم؟ قال: لانه قاتل علی بن ابی طالب، فقال له ابوزرعة: ان رب معاویة رب رحیم، وخصم معاویة خصم کریم، فأیش دخولك انت بینهما۔ رضی الله عنهم اجمعین۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحہ ١٤١)

ترجمہ: امام ابوزرعہؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابوزرعہ! میں معاویہؓ سے بغض رکھتا ہوں، آپؒ نے فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ معاویہؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے جنگ کی ہے، امام ابوزرعہؒ نے فرمایا: سن لے! معاویہؓ کا رب بڑا رحیم ہے، اور معاویہؓ کا فریق (علیؓ) بڑا کریم و شریف ہے، تو ان کے بیچ میں تیرے جیسے آدمی کا کیا کام ہے؟ (چل بھاگ یہاں سے) اللہ ان تمام سے راضی ہے۔

الامام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائیؒ المتوفی ۳۰۳ھ

(۳۰) قال الامام النسائی علیہ الرحمۃ: انما الاسلام کدار لھا باب، فباب الاسلام الصحابة، فمن آذی الصحابة انما انما اردا الاسلام، کمن نقر الباب انما یرید دخول الدار، قال فمن اراد معاویة فانما اراد الصحابة۔ (تھذیب الکمال ۱/۳۳۹)

ترجمہ: امام نسائیؒ فرماتے ہیں: اسلام کی مثال ایک گھر کی طرح ہے جس کا ایک دروازہ ہے، چنانچہ اسلام کا دروازہ صحابہ ہیں، جو صحابہ کو نشانہ بنائے وہ گویا اسلام کو نشانہ بنا رہا ہے، جس طرح دروازہ توڑنے والا شخص گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے، اگر کوئی حضرت معاویہؓ کو نشانہ بناتا ہے تو گویا وہ تمام صحابہ کو نشانے پر لے رہا ہے۔

الامام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعریؒ المتوفی ۳۲۴ھ

(۳۰) قال الامام ابو الحسن الاشعری: فاما ماجری من علی والزبیر وعائشة۔ رضی اللہ عنھم اجمعین۔ فانما کان علی تاویل واجتھاد و علیؓ الا مام وکلھم من اھل الاجتھاد وقد شھدلھم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجنة والشھادة فدل علی انھم کلھم کانوا علی حق فی اجتھادھم، وکذلك ماجری بین علی ومعاویة۔ رضی اللہ عنھما۔ کان علی تاویل واجتھاد وکل الصحابة ائمة مامونون غیر متھمین فی الدین وقد اثنی اللہ ورسولہ علی جمیعھم وتعبدنا بتوقیرھم وتعظیمھم وموالاتھم والتبری من کل من ینتقص احداً منھم رضی اللہ عنھم اجمعین۔ (الابانة عن اصول الدیانة للامام ابو الحسن الاشعری صفحہ ۷۳،۷۴)

ترجمہ: امام ابوالحسن اشعریؒ فرماتے ہیں: حضرت علی، زبیر اور عائشہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کے مابین جو اختلافات پیش آئے وہ سب تاویل واجتہاد کی بنیاد پر تھے، اور علیؓ امام برحق تھے باقی سب مجتہدین تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے لیے جنت کی بشارت دے رکھی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ سب اپنے اپنے اجتہاد میں حق پر تھے، اور اسی طرح حضرت علی و معاویہ۔ رضی اللہ عنہما۔ کے مابین جو واقعات پیش آئے وہ بھی سب تاویل واجتہاد کی بنیاد پر تھے اور تمام کے تمام صحابہؓ امت کے مقتدا ہیں، مامون ہیں، دین کے معاملے میں کسی بھی قسم کی تہمت سے پاک ہیں، اللہ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کی تعریف وثنا فرمائی ہے ، اور ہمیں اُن سب کی توقیر وتعظیم کا اور ان سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے، ساتھ ہی ہر اُس شخص سے برأت ظاہر کرنے کا بھی حکم ہے جو ان میں سے کسی بھی صحابی کی تنقیص کرے۔ رضی اللہ عنھم اجمعین

الامام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری ؒ المتوفی ۳۶۰ھ

(۳۱) قال الامام ابوبکر الآجری: معاویۃ رضی اللہ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی وحی اللہ عزوجل وھو القرآن بامر اللہ عزوجل ،وصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن دعا له النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقیه العذاب ودعا له ان یعلمه الکتاب و یمکن له فی البلاد وان یجعله هادیاً مهدیا، واردفه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفه فقال: مایلینی منك ؟ قال : بطنی، قال: اللهم املأه حلماً وعلماً ،واعلمه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انك ستلقانی فی الجنة، وصاهره النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان تزوج ام حبیبة اخت معاویة۔ رضی اللہ عنهما۔ فصارت ام المؤمنین وصار هو خال المؤمنین الخ۔ (الشریعة للآجری صفحه ۲۴۳۱)

ترجمہ: امام ابوبکر آجری ؒ فرماتے ہیں: معاویہؓ اللہ کی وحی یعنی قرآن کو لکھنے والے ،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ صحابی ہیں جن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ انھیں کتاب کا علم عطا فرمائے اور شہروں میں ان کی حکومت کو مضبوط فرمائے اور انھیں ہادی ومہدی بنائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور پوچھا: معاویہؓ! تمہارے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم سے متصل ہے؟ معاویہؓ نے کہا: میرا پیٹ ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تیرے پیٹ کو علم وحلم سے بھر دے، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں خبر دی کہ بہت جلد جنت میں تمہاری اور میری ملاقات ہوگی، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اپنا سسرالی بنایا اس طور پر کہ معاویہؓ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح فرمایا۔ رضی اللہ عنہما۔ اس نکاح کے بعد آپؓ کی بہن تمام مسلمانوں کی ماں قرار پائیں اور آپؓ تمام مسلمانوں کے ماموں قرار پائے۔

الامام ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی ؒ المتوفی ۴۳۰ھ

(۳۲) قال الحافظ ابو نعیم: (معاویة رضی اللہ عنہ) کان من الکتبة الحسبة الفصحة، اسلم قبیل الفتح وقیل عام القضیة وهو ابن ثمان عشرة ، وعده ابن عباس من الفقهاء --------- کان حلیماً وقوراً فصیحاً ،ولی العمالة من قبل الخلفاء عشرین سنة واستولی علی الامارة بعد قتل علی رضی اللہ عنہ عشرین سنة فکانت الجماعة علیه عشرین سنة ------- ملك الناس کلهم عشرین سنة منفرداً بالملك ،یفتح اللہ به الفتوح ،ویغزو الروم ،ویقسم الفیٔ والغنیمة ،ویقیم الحدود ، واللہ تعالی لایضیع اجر من احسن عملاً۔ (معرفة الصحابة لابی نعیم صفحه ۲۴۹۷، ۲۴۹۶ رقم الترجمة ۲۶۵۴)

ترجمہ : حافظ ابونعیم ؒ فرماتے ہیں : معاویہؓ بڑے شریف النسل فصیح وبلیغ کُتّاب (کاتبین وحی) میں سے تھے، فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے، ایک قول یہ بھی ہے کہ عمرۃ القضاء کے سال مسلمان ہوئے، اس وقت

آپؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی، عبداللہ ابن عباسؓ نے آپؓ کو فقہاء میں شمار کیا ہے، آپؓ بڑے حلیم، باوقار، اور فصیح وبلیغ تھے، خلفاء راشدین کی طرف سے بیس سال گورنر رہے اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد بیس سال امیر المؤمنین رہے، یعنی بیس سال آپؓ کی امارت پر (اس وقت موجود تمام صحابہ وتابعین کا) اجماع رہا، پورے بیس سال تک تن تنہا تمام اسلامی شہروں اور ملکوں پر حکومت کی، اللہ نے آپؓ کے ذریعہ مسلمانوں کو فتوحات نصیب فرمائیں، آپؓ رومیوں (عیسائیوں) سے جہاد کرتے تھے، اور مالِ غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم فرماتے تھے، اللہ کی حدود قائم فرماتے تھے، اور اللہ رب العزت بھلائی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

الامام القاضی ابوبکر بن العربی المالکیؒ المتوفی ۵۴۳ھ

(۳۳) قال القاضی ابو بکر بن العربی: معاویة اجتمعت فیه خصال وهی ان عمر جمع له الشام کلها وافرد بها، لمارأی من حسن سیرته وقیامه بحمایة البیضة وصد الثغور واصلاح الجند والظهور علی العدو وسیاسة الخلق، وقد شهدله فی صحیح الحدیث بالفقه وشهدبخلافته فی حدیث ام حرام الخ۔ (العواصم من القواصم صفحه ۲۰۹ تا ۲۱۳)

ترجمہ: امام قاضی ابوبکر ابن العربیؒ فرماتے ہیں: معاویہؓ کے اندر بہت ساری صفات موجود ہیں، اور انھیں صفات کی وجہ سے جب حضرت عمرؓ نے آپؓ کی حسنِ سیرت، دار الخلافۃ کی حمایت، اسلامی سرحدوں کی حفاظت، اسلامی لشکروں کی اصلاح، دشمن پر غلبہ، رعایا کے ساتھ بہترین سیاست، وغیرہ کو دیکھا تو پورا ملک شام تنہا آپؓ کی ولایت میں دیدیا، (ان مذکورہ صفات کے علاوہ) صحیح حدیث میں آپؓ کی شان تفقہ کی اور ام حرامؓ کی حدیث میں آپؓ کی خلافت کی شہادت موجود ہے۔

الامام ابو القاسم علی بن ھبۃ اللہ بن عساکر الدمشقیؒ المتوفی ۵۷۱ھ

(۳٤) قال الامام ابن عساکر: معاویة بن صخر ابی سفیان بن حرب بن امیة بن عبدشمس بن عبدمناف ابوعبدالرحمن الاموی، خال المؤمنین وکاتب وحی رب العلمین، وصحب النبی صلی الله علیه وآله وسلم وروی عنه احادیث۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۵۹ صفحه)

ترجمہ: امام ابن عساکرؒ فرماتے ہیں: معاویہ بن صخر ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف ابوعبدالرحمان الاموی، تمام مؤمنین کے ماموں ہیں، اللہ رب العالمین کی وحی کو لکھنے والے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ساری حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

الامام ابوزکریا یحیی بن شرف النووی المتوفی ۶۷۶ھ

(۳۵) قال الامام النووی علیہ الرحمۃ : واما معایة فھومن العدول الفضلاء والصحابة النجباء۔ رضی اللہ عنہ۔ واماالحروب التی جرت فکانت لکل طائفة شبھة اعتقدت تصویب انفسھا بسببھا وکلھم عدول و متأولون فی حروبھم وغیرھا ،ولم یخرج شئ من ذلك احداً منھم عن العدالة ،لانھم مجتھدون اختلفوا فی مسائل من محل الاجتھاد کما یختلف المجتھدون بعدھم فی مسائل من الدماء وغیرھا ولایلزم من ذلك نقص احد منھم ،فکلھم معذورون ،ولھذا اتفق اھل الحق ومن یعتد به فی الاجماع علی قبول شھاداتھم ورو ایاتھم وکمال عدالتھم اجمعین۔ (شرح مسلم للنووی علیہ الرحمۃ)

ترجمہ :امام نووی فرماتے ہیں :معاویہؓ عادل اور فضلاء وشرفاء صحابہ میں سے ہیں ۔رضی اللہ عنہ۔اور وہ لڑائیاں جو (حضرت علیؓ ومعاویہؓ کے مابین) ہوئیں ان میں ہر فریق ایک شبہ میں مبتلا تھا جس کی وجہ سے اپنے آپ کو حق سمجھے ہوئے تھا،اور یہ تمام صحابہ (جو ان لڑائیوں میں شریک رہے) عادل ہیں اور اپنی لڑائیوں وغیرہ کے بارے میں تاویل کرنے والے ہیں (یعنی ان کے پاس اپنے اپنے موقف کے معقول اعذار ہیں) اور ان میں سے کوئی بھی چیز ان صحابہ میں سے کسی کو بھی پایہ عدالت سے ساقط نہیں کرتی ،اس لیے کہ وہ مجتہد تھے ،جس طرح ان کے بعد کے مجتہدین نے خون وغیرہ کے بہت سے اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا اسی طرح انھوں نے بھی اختلاف کیا،اور اس اختلاف سے ان میں سے کسی میں بھی کوئی نقص واقع نہیں ہوا؛ کیوں کہ وہ تمام معذور ہیں،اور یہی وجہ ہے کہ تمام اہل حق کا یا کم ازکم معتدبہ اہل حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان کی شہادتیں اور روایتیں قبول کی جائیں گی اور انھیں کمالِ عدالت کے منصب پر فائز سمجھا جائے گا۔

الامام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ

(۳۶) قال شیخ الاسلام ابن تیمیه: ومعاویة وعمرو بن عاص وامثالھم ،من المؤمنین، لم یتھمھم احد من السلف بنفاق۔ (فتاوی ابن تیمیه جلد ۳۵ صفحه ۶۲)

ترجمہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ ،عمرو بن العاص یا ان کے جیسے دیگر صحابہ مؤمنین میں سے ہیں اور اسلاف میں سے کسی نے بھی انھیں نفاق کے ساتھ متہم نہیں کیا ہے۔

(۳۷) وقال ایضاً: وضعفت خلافة النبوة ضعفاًاو جب ان تصیر ملکاًفاقامھا معاویة ملکاً برحمةوحلم کمافی الحدیث الماثور "تکون نبوة ورحمة، ثم تکون خلافة نبوة ورحمة، ثم یکون ملك ورحمة ثم یکون ملك و لم یتول احد من الملوك خیر من معاویة، فھو خیر ملوك الاسلام، وسیرته

خير من سير قسائر الملوك بعده۔ (منهاج السنة جلد۷ صفحه ٤٥٢)

ترجمہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: نبوت کے طرز کی خلافت کمزور پڑتی چلی گئی (اس ضعف کے بعد) خلافت کا ملوکیت کی شکل اختیار کر لینا لازمی تھا، چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اس ملوکیت کو رحمت وحلم کے ساتھ سنبھالا، جیسا کہ حدیث مرفوع میں وارد ہے کہ اولاً نبوت ورحمت کے ساتھ نظام چلے گا، پھر نبوت کے طرز پر خلافت اور رحمت کے ساتھ، پھر ملوکیت اور رحمت کے ساتھ، پھر صرف ملوکیت ہوگی، اور ملوکیت کا نظام سنبھالنے والوں میں کوئی بھی حضرت معاویہؓ سے بہتر نہیں ہے، چنانچہ معاویہؓ اسلامی تاریخ کے سب سے بہترین بادشاہ ہیں اور آپؓ کی سیرت بعد کے تمام بادشاہوں سے بہتر ہے۔

(۳۸) وقال ایضاً: اتفق العلماء على ان معاوية افضل ملوك هذه الامة۔ (فتاوی ابن تیمیه جلد ٤ صفحه ٤٧٨)

ترجمہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت معاویہؓ اس امت کے بادشاہوں میں سب سے افضل ہیں۔

(۳۹) وقال ایضاً: من لعن احداً من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کمعاوية بن ابی سفيان وعمرو بن العاص ونحوهما۔ ومن هو افضل من هؤلاء۔ کابی موسى الاشعری وابی هريرة ونحوهما۔ او من هو افضل من هؤلاء۔ کطلحة والزبير وعثمان وعلی بن ابی طالب او ابی بکر الصديق وعمر او عائشة ام المؤمنين، وغير هؤلاء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فانه مستحق للعقوبة البليغة باتفاق ائمة الدين، وتنازع العلماء هل يعاقب بالقتل او مادون القتل؟ کماقد بسطنا ذلك في غير هذا الموضع۔ (فتاوی ابن تیمیه جلد ۳۵ صفحه ۵۸)

ترجمہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: جو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی مثلاً معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن عاص یا ان کے جیسے یا ان سے افضل مثلاً ابو ہریرہؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ یا ان کے جیسے یا ان سے بھی افضل مثلاً طلحہؓ، زبیرؓ، عثمانؓ، علیؓ، ابو بکرؓ، عمرؓ، ام المؤمنین عائشہؓ میں سے یا ان کے علاوہ دیگر صحابہ میں سے کسی کو بھی لعن طعن کرے ایسے آدمی کے بارے میں تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سخت سزا کا مستحق ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا ایسے آدمی کو سزا کے طور پر قتل کر دیا جائے یا اس سے کم سزا دی جائے۔ ہم نے دوسری جگہ اس مسئلہ کو مفصل ذکر کیا ہے۔

الامام علی بن سلطان ملا علی قاریؒ المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ

(٤٠) قال الامام ملا علی قاری :۔ حديث عمار تقتلك الفئة الباغية۔ المقصود منه بيان

الحکم الممیز بین الحق و الباطل و الفاصل بین المجتهد المصیب و المجتهد المخطی مع توقیر الصحابۃ و تعظیمھم جمیعاً فی القلب لرضا الرب، و لذا لما سئل بعض الاکابر عمر بن عبدالعزیز افضل ام معاویۃ؟ قال: لغبار انف فرس معاویۃ حین غزا فی رکاب رسول اللہ ﷺ افضل من کذا و کذا من عمر بن عبدالعزیز۔ (مرقات المفاتیح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲، ۳۱)

ترجمہ: ملا علی قاریؒ حضرت عمارؓ کی روایت "تقتلك الفئة الباغية" کی تشریح میں فرماتے ہیں:
اس روایت سے اس حکم کو بیان کرنا مقصود ہے جو حق و باطل کے درمیان تمیز کرتا ہے اور مجتہد مصیب و مجتہد مخطی میں فرق کرتا ہے دل میں تمام صحابہ کی عظمت و توقیر کے ساتھ محض رضاء خداوندی کے تحت (یعنی اس روایت کی وجہ سے ہم تمام صحابہ کا پورا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے مکمل خلوص کے ساتھ صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان میں ایک فریق۔ علیؓ۔ کی حیثیت مجتہد مصیب کی تھی اور دوسرے فریق۔ معاویہؓ۔ کی حیثیت مجتہد مخطی کی تھی) یہی وجہ ہے کہ جب بعض اکابر سے یہ سوال کیا گیا کہ معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ میں کون افضل ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: حضور ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں جانے والی دُھول بھی عمر بن عبدالعزیز سے بدرجہا افضل ہے۔ انتہی

الحمدللہ خیر و خوبی کے ساتھ "خمس أربعينات" کا پانچواں و آخری حصہ "الأربعين فی فضائل خال المؤمنين من اقوال ائمۃ المحدثين" بھی مکمل ہوگیا۔ فللہ الحمد و المنۃ

دعا ہے کہ رب ذوالجلال ناچیز کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے، اس کے نفع کو عام و تام فرمائے اور اس کتاب کے مصنف و قارئین کو اصحاب رسول ﷺ کی سچی محبت و عقیدت کے ساتھ ان کے کامل اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

فالحمدللہ اولاً و آخراً

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی سہارنپوری
مقیم حال مرکز سجان گڈھ راجستھان

مصادر و مراجع

نام کتاب	مصنف	مطبع
(۱) صحیح البخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ	النسخۃ الہندیۃ، مکتبہ دارالسلام سہارنپور
(۲) صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ	النسخۃ الہندیۃ، مکتبہ دارالسلام سہارنپور
(۳) سنن النسائی	امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائیؒ	النسخۃ الہندیۃ، مکتبہ دارالسلام سہارنپور
(۴) سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ	النسخۃ الہندیۃ، مکتبہ دارالسلام سہارنپور
(۵) سنن ابی داؤد بتحقیق الالبانی	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ	مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع ریاض
(۶) سنن الترمذی	امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ الترمذیؒ	النسخۃ الہندیۃ، مکتبہ دارالسلام سہارنپور
(۷) سنن الترمذی بتحقیق الالبانی	امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ الترمذیؒ	مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع ریاض
(۸) سنن ابن ماجہ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینیؒ	النسخۃ الہندیۃ، مکتبہ دارالسلام سہارنپور

(۹)سنن الدارمی	امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمیؒ	مکتبہ دارالایمان سہارنپور
(۱۰)مسند احمد بتحقیق احمد شاکر	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ	مکتبہ دارالحدیث قاہرہ
(۱۱)مسند احمد بتحقیق شعیب ارنوط	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
(۱۲) مصنف عبدالرزاق بتحقیق الاعظمی	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ	المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر بیروت
(۱۳) مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیق عوامہ	امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابی شیبہ الکوفیؒ	دارالقبلہ جدہ، مؤسسہ علوم القرآن دمشق
(۱۴)مسند الطیالسی	امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد الطیالسیؒ	مرکز البحوث والدراسات العربیہ بدارہجر
(۱۵)مسند ابویعلی	امام ابویعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلیؒ	دارالمامون للتراث دمشق بیروت
(۱۶)مسند بزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزارؒ	مؤسسہ علوم القرآن بیروت، مدینہ منورہ
(۱۷)مسند الشہاب	امام قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامہ القضاعیؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
(۱۸)مسند الشامیین	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت

(۱۹)المعجم الکبیر للطبرانی	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ	مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ
(۲۰)المعجم الاوسط للطبرانی	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ	دارالحرمین للنشر والتوزیع قاہرہ، سودان
(۲۱)المعجم الصغیر للطبرانی	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ	المکتب الاسلامی بیروت
(۲۲)المستدرک مع التلخیص	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوریؒ	دارالمعرفہ بیروت
(۲۳)سنن البیہقی مع الجوہر النقی	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ	مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد
(۲۴)دلائل النبوہ للبیہقی	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۲۵)شرح السنہ للبغوی	امام ابومحمد الحسین بن مسعود البغویؒ	المکتب الاسلامی بیروت
(۲۶)المختارہ للضیاء	امام ابوعبداللہ ضیاء الدین محمد المقدسیؒ	دارخضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت
(۲۷)صحیح ابن خزیمہ	امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوریؒ	المکتب الاسلامی بیروت
(۲۸)صحیح ابن حبان	امام ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد البستیؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت

(۲۹)السنہ للخلال	امام ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون الخلالؒ	دارالرایہ للنشر والتوزیع ریاض
(۳۰)کتاب السنہ لابن ابی عاصم	امام ابوبکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک الشیبانیؒ	المکتب الاسلامی بیروت
(۳۱)الشریعہ للآجری	امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجریؒ	دارالوطن للنشر ریاض
(۳۲)سنن الاصفہانی	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانیؒ	مکتبہ الرشد ناشرون ریاض
(۳۳)شرح اعتقاد اہل السنہ للالکائی	امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائیؒ	دارطیبہ للنشر والتوزیع ریاض
(۳۴)الحجۃ فی بیان المحجۃ	امام قوام السنہ ابوالقاسم اسماعیل الاصفہانیؒ	دارالرایہ للنشر والتوزیع ریاض
(۳۵)الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ	امام ابومحمد عبدالحق الاشبیلیؒ	مکتبہ الرشد ناشرون ریاض
(۳۶)العواصم من القواصم	امام قاضی ابوبکر بن العربی المالکیؒ	مکتبہ السنہ الدار السلفیہ لنشر العلم قاہرہ
(۳۷) الاباطیل و المناکیر للجورقانی	امام ابوعبداللہ الحسین بن ابراہیم الجورقانیؒ	دارابن حزم للطباعۃ والنشر بیروت
(۳۸)العلل لابن ابی حاتم	امام ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازیؒ	مکتبۃ الملک فہد الوطنیہ ریاض

کتاب	مصنف	ناشر
(۳۹)فضائل الصحابہ لاحمد	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ	مرکز البحث العلمی والتراث الاسلامی مکہ مکرمہ
(۴۰)المنتقی من کتاب الطبقات لابی عروبہ	ابوعروبہ الحسین بن محمد بن ابی معشر الحرانیؒ	بواسطہ مکتبہ شاملہ
(۴۱)مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ	دارالفکر للطباعۃ والنشر بیروت
(۴۲) مجمع البحرین فی زوائد المعجمین	امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ	مکتبہ الرشد ناشرون ریاض
(۴۳) موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان	امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ	دارالثقافۃ العربیہ بیروت
(۴۴)غایۃ المقصد فی زوائد المسند	امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ	جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ
(۴۵) کشف الاستار عن زوائد البزار	امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
(۴۶)مشکوۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ	یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند
(۴۷)اتحاف الخیرۃ المھرۃ	امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیریؒ	دارالوطن للنشر ریاض
(۴۸)المطالب العالیہ	امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی	دارالعاصمہ للنشر والتوزیع ریاض

(۴۹)الموضوعات لابن الجوزی	امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزیؒ	مکتبہ اضواء السلف الریاض
(۵۰)کتاب الاموال لابی عبید	امام ابوعبید القاسم بن سلام الہرویؒ	دارالہدی النبوی للنشر والتوزیع مصر
(۵۱)جمع الفوائد	امام محمد بن سلیمان المغربیؒ	مکتبہ ابن کثیر دارابن حزم للطباعۃ بیروت
(۵۲)کنز العمال	امام علاؤالدین علی المتقی الہندیؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
(۵۳)الابانہ عن اصول الدیانہ	امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعریؒ	دارابن زیدون للطباعۃ والنشر بیروت
(۵۴)معرفۃ اسامی ارداف النبی	امام ابوزکریا یحیی بن عبدالوہاب ابن مندہؒ	المدینہ للتوزیع لمؤسسۃ الریان بیروت
(۵۵) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی	امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیؒ	دارالکتاب العربی بیروت
(۵۶)سیرۃ ابن ہشام	امام ابومحمد عبدالملک بن ہشام البصریؒ	المکتبۃ الامدادیۃ سہارنپور
(۵۷)جامع الاحادیث لسیوطی	امام جلال الدین عبدالرحمن السیوطیؒ	دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت
(۵۸)فیض القدیر للمناوی	امام محمد عبدالرؤف المناویؒ	دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت

کتاب	مصنف	ناشر
(۵۹)تخریج احیاء علوم الدین للعراقی	امام ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم العراقیؒ	مکتبہ دارطبریہ الریاض
(۶۰)مناقب الشافعی للبیہقی	امام ابوبکراحمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ	مکتبہ دارالتراث شارع الجمہوریہ قاہرہ
(۶۱)شرح مسلم للنووی	امام ابوزکریا یحیی بن شرف النوویؒ	النسخۃ الہندیہ،مکتبہ دارالسلام سہارنپور
(۶۲)فتح الباری	امام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ	مکتبہ شیخ الہند دیوبند
(۶۳)التاریخ الکبیر للبخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۶۴)المعرفۃ والتاریخ للفسوی	امام ابویوسف یعقوب بن یوسف الفسویؒ	مکتبۃ الدار بالمدینۃ المنورہ
(۶۵)طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد بن منیع الزہریؒ	مکتبۃ الخانجی بالقاہرہ
(۶۶)تاریخ الطبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ	دارالمعارف بمصر القاہرہ
(۶۷)معرفۃ الصحابہ لابی نعیم	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانیؒ	دارالوطن للنشر ریاض
(۶۸)حلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانیؒ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۶۹)تاریخ دمشق	امام ابوالقاسم علی بن ہبۃ اللہ ابن عساکرؒ	دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت

(۷۰)سوالات الآجری لابی داوٗد	امام ابوداوٗدسلیمان بن الاشعث السجستانی ؒ	مکتبہ دارالاستقامہ مؤسسہ الریان بیروت
(۷۱)الاستیعاب لابن عبدالبر	حافظ ابوعمر بن عبدالبراندلسی ؒ	دارالاعلام الاردن، عمان
(۷۲)البدایہ والنہایہ	امام عمادالدین ابوالفداءاسماعیل بن کثیر	مرکزالبحوث والدراسات العربیہ بدارہجر
(۷۳)التدوین فی اخبارقزوین	امام عبدالکریم بن محمد الرافعی القزوینی ؒ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۷۴)تہذیب الکمال للمزی	حافظ جمال الدین ابوالحجاج المزی ؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
(۷۵)تذکرۃالحفاظ	حافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمدالذہبی ؒ	النسخۃ القدیمہ، دارالکتب العلمیہ بیروت
(۷۶)سیراعلام النبلاء	حافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمدالذہبی ؒ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
(۷۷)الاصابہ فی تمییزالصحابہ	حافظ احمد بن علی بن حجرالعسقلانی ؒ	النسخۃ القدیمہ، دارالکتب العلمیہ بیروت
(۷۸)تفسیرابن کثیر	حافظ عمادالدین ابوالفداءاسماعیل بن کثیر	دارالاشاعت دیوبند
(۷۹)انساب الاشراف	امام احمد بن یحییٰ بن جابرالبلاذری ؒ	دارالفکر للطباعۃ والنشروالتوزیع بیروت

(۸۰)فتاوی ابن تیمیہ	امام تقی الدین ابو العباس احمد ابن تیمیہؒ	دار الوفاء للنشر والتوزیع المنصورۃ
(۸۱)منہاج السنہ	امام تقی الدین ابو العباس احمد ابن تیمیہؒ	جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض
(۸۲)الصارم المسلول	امام تقی الدین ابو العباس احمد ابن تیمیہؒ	المؤتمن للتوزیع الریاض
(۸۳)سوال فی معاویۃ بن ابی سفیان	امام تقی الدین ابو العباس احمد ابن تیمیہؒ	دار الکتاب الجدید بیروت لبنان
(۸۴)المنار المنیف	امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہؒ	دار العاصمۃ للطباعۃ والنشر الریاض
(۸۵)المجمع المؤسس	حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ	دار المعرفۃ بیروت لبنان
(۸۶)حلم معاویۃ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی الدنیاؒ	دار البشائر للطباعۃ والتوزیع دمشق
(۸۷)تنزیہ خال المؤمنین	قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن خلف الفراءؒ	دار النبلاء عمان
(۸۸)الناہیہ عن طعن معاویہ مترجم	علامہ عبد العزیز پرہارویؒ ترجمہ اعظم سعیدی	مدرسہ دعوت القرآن کراچی
(۸۹)الفقہ الاکبر	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ	مکتبہ الرشد ناشرون ریاض

کتاب	مصنف	ناشر
(۹۰) ذکر الامام ابی عبداللہ بن مندہ مع التخریج	امام ابوعبداللہ حسین الخلال ؒ امام ابوموسیٰ المدینی اصبہانی	دارالبشائر الاسلامیہ بیروت لبنان
(۹۱) السلسلۃ الصحیحہ للالبانی	علامہ ناصر الدین البانی	مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع الریاض
(۹۲) الفوائد المجموعہ	قاضی محمد بن علی الشوکانی ؒ	المکتب الاسلامی بیروت
(۹۳) تنزیہ الشریعہ	ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی ؒ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۹۴) تطہیر الجنان	علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی ؒ	دارعلوم السنہ للنشر والتوزیع الریاض
(۹۵) مرقات المفاتیح	امام علی بن سلطان محمد القاری	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۹۶) المنتظم لابن الجوزی	امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی ؒ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۹۷) مختصر تاریخ دمشق لابن منظور	امام ابوالفضل محمد بن مکرم ابن منظور ؒ	مکتبہ دارالفکر بیروت
(۹۸) کتاب التقیید	امام ابوبکر محمد بن عبدالغنی الشہیر بابن نقطہ ؒ	مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد
(۹۹) التذکرۃ بمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ	امام ابوالمحاسن محمد بن علی العلوی الحسینی ؒ	مکتبہ الخانجی بالقاہرۃ

(۱۰۰)مرآۃ الجنان	امام ابوعبداللہ محمد بن اسعد بن علی الیافعی المکیؒ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۱۰۱)وفیات الاعیان	قاضی ابوالعباس شمس الدین احمد بن خلکانؒ	مکتبہ دارصادر بیروت

کتاب کے بارے میں۔۔۔

بحمد اللہ یہ کتاب سبائی ذریت اور رافضی ٹولے کی اس گمراہی کا کافی شافی جواب ہے کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اس کتاب کے مقدمے میں اولاً ان محدثین کے اقوال کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جن سے طاعنینِ معاویہ استدلال کرتے ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلاف محدثین کے یہاں حضرت معاویہؓ کی فضیلت و منقبت میں ابواب قائم کر کے حدیثیں جمع کرنے کا بلکہ اس عنوان پر مستقل تصانیف لکھنے کا تعامل و توارث روزِ اول سے مسلسل جاری و ساری ہے، مقدمے کے بعد تقریباً ۸۰ مرفوع روایات فضیلتِ معاویہؓ میں پیش کی گئی ہیں، جن میں سے چالیس روایات تو بخاری و مسلم کی ہیں جن کی صحت پر امت کا اجماع و اتفاق ہے، مزید چالیس روایات ایسی ہیں جن کے ساتھ علماء محدثین کی تصحیح و تحسین بھی باحوالہ لکھ دی گئی ہے، مزید صحابہ و تابعین کے چالیس چالیس آثار و اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں جو حدیث موقوف کے حکم میں ہیں اور ان میں بھی اکثر کی سندیں بالکل صحیح و بے غبار ہیں، آخر میں اتمامِ حجت کے طور پر فضیلتِ معاویہؓ میں ائمہ محدثین کے چالیس اقوال بھی نقل کر دیئے گئے ہیں تاکہ ناظرین و قارئین کو اندازہ ہو جائے کہ حضرت معاویہؓ کی شان و منقبت بیان کرنے پر چودہ سو سال کے تمام اہلسنت محدثین کا اجماع و اتفاق ہے اور سبائی ذریت کے علاوہ تمام اہل حق کے نزدیک معاویہؓ کی فضیلت مسلمہ و متفقہ امر ہے۔

ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی

All India Tahreek Tahaffuz E Sunnat wa Madhe Sahaba
Madrasa Husainia, Near Shah Wilayat Masjid,
Deoband, Saharanpur (U.P.) 247554
9997663817, 9024799841, 9026840441